رَزَقْنٰهُمْ	سِرًّا	وَّعَلَانِيَةً	وَّيَدْرَءُوْنَ	بِالْحَسَنَةِ	السَّيِّئَةَ 1101
ہم نے عطا کیا ان کو	چھپاتے ہوئے	اور اعلانیہ	اور ہٹاتے ہیں	بھلائی سے	برائی کو

اُولٰٓئِكَ	لَهُمْ	عُقْبَى الدَّارِ ﴿۲۲﴾	جَنّٰتُ عَدْنٍ	يَّدْخُلُوْنَهَا
وہ لوگ ہیں	جن کے لئے ہے	اس (آخری) گھر کا انجام	عدن کے باغات ہیں	وہ لوگ داخل ہوں گے ان میں
وَمَنْ	صَلَحَ	مِنْ اٰبَآئِهِمْ	وَاَزْوَاجِهِمْ	وَذُرِّيّٰتِهِمْ
اور وہ (بھی) جو	نیک ہوا	ان کے آباؤ اجداد میں سے	اور ان کے جوڑوں میں سے	اور ان کی اولادوں میں سے

وَالْمَلٰٓئِكَةُ	يَدْخُلُوْنَ	عَلَيْهِمْ	مِّنْ كُلِّ بَابٍ ﴿۲۳﴾	سَلٰمٌ	عَلَيْكُمْ
اور فرشتے	داخل ہوں گے	ان پر	ہر دروازے سے	(وہ کہیں گے) سلامتی ہو	تم لوگوں پر

بِمَا	صَبَرْتُمْ	فَنِعْمَ	عُقْبَى الدَّارِ ﴿۲۴﴾
بسبب اس کے جو	تم لوگ ثابت قدم رہے	تو کتنا اچھا ہے	اس (آخری) گھر کا انجام

نوٹ۔1

ان آیات میں اللہ کا حکم ماننے والوں کی کچھ صفات کا ذکر ہے۔ ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ یہ لوگ برائی کے جواب میں برائی نہیں کرتے بلکہ ان کے ساتھ بھی بھلائی کرتے ہیں جو ان کے ساتھ برائی کرے۔ اس مفہوم کی وضاحت میں ہمیں متعدد احادیث ملتی ہیں۔ مثلاً رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ تم اپنے طرزِ عمل کو لوگوں کے طرزِ عمل کا تابع بنا کر مت رکھو۔ یہ کہنا غلط ہے کہ اگر لوگ بھلائی کریں گے تو ہم بھلائی کریں گے اور لوگ ظلم کریں گے تو ہم بھی ظلم کریں گے۔ تم اپنے نفس کو ایک قاعدے کا پابند بناؤ۔ اگر لوگ نیکی کریں تو تم نیکی کرو اور اگر لوگ تم سے بدسلوکی کریں تو تم ظلم نہ کرو۔ اسی معنی میں وہ حدیث ہے جس میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ میرے رب نے مجھے نو باتوں کا حکم دیا اور ان میں سے چار باتیں آپ ﷺ نے یہ فرمائیں کہ میں خواہ کسی سے خوش ہوں یا ناراض ہر حالت میں انصاف کی بات کہوں، جو میرا حق مارے میں اس کا حق ادا کروں۔ جو مجھے محروم کرے میں اس کو عطا کروں اور جو مجھ پر ظلم کرے میں اس کو معاف کر دوں اور اس معنی میں وہ حدیث ہے جس میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو تجھ سے خیانت کرے تو اس سے خیانت نہ کر۔ (تفہیم القرآن)

آیت نمبر (25تا29)

ترجمہ

وَالَّذِيْنَ	يَنْقُضُوْنَ	عَهْدَ اللّٰهِ	مِنْۢ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ	وَيَقْطَعُوْنَ	مَآ
اور وہ لوگ جو	توڑتے ہیں	اللہ کے عہد کو	اس کے پختہ ہونے کے بعد	اور وہ لوگ کاٹتے ہیں	اس کو

اَمَرَ	اللّٰهُ	بِهٖٓ	اَنْ	يُّوْصَلَ	وَيُفْسِدُوْنَ	فِي الْاَرْضِ ۙ
حکم دیا	اللہ نے	جس کا	کہ	وہ جوڑا جائے	اور وہ لوگ فساد مچاتے	زمین میں

اُولٰٓئِكَ	لَهُمُ	اللَّعْنَةُ	وَلَهُمْ	سُوْٓءُ الدَّارِ ﴿۲۵﴾	اَللّٰهُ
وہ لوگ ہیں	جن کے لئے ہے	کل لعنت	اور ان کے لئے ہے	اس (آخری) گھر کی برائی	اللہ

يَبۡسُطُ	الرِّزۡقَ	لِمَنۡ	يَّشَآءُ	وَيَقۡدِرُ ؕ 1101
کشادہ کرتا ہے	رزق کو	اس کے لئے جس کو	وہ چاہتا ہے	اور وہ اندازہ لگاتا ہے (یعنی ناپ تول کر دیتا ہے جس کو چاہتا ہے)

وَفَرِحُوۡا	بِالۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا ؕ	وَمَا الۡحَيٰوةُ الدُّنۡيَا	فِى الۡاٰخِرَةِ	اِلَّا
اور وہ لوگ خوش ہوئے	دنیوی زندگی پر	اور دنیوی زندگی نہیں ہے	آخرت (کے مقابلہ) میں	مگر

مَتَاعٌ	وَيَقُوۡلُ	الَّذِيۡنَ	كَفَرُوۡا	لَوۡلَاۤ	اُنۡزِلَ	عَلَيۡهِ	اٰيَةٌ
ایک برتنے کا سامان	اور کہتے ہیں	وہ لوگ جنہوں نے	کفر کیا	کیوں نہیں	اتاری جاتی	ان پر	کوئی نشانی

مِّنۡ رَّبِّهٖ ؕ	قُلۡ	اِنَّ	اللّٰهَ	يُضِلُّ	مَنۡ	يَّشَآءُ	وَيَهۡدِىۡۤ
ان کے رب (کی طرف) سے	آپ کہئے	بیشک	اللہ	گمراہ کرتا ہے	اس کو جس کو	وہ چاہتا ہے	اور وہ ہدایت دیتا ہے

اِلَيۡهِ	مَنۡ	اَنَابَ ۖ ۝27	اَلَّذِيۡنَ	اٰمَنُوۡا	وَتَطۡمَئِنُّ	قُلُوۡبُهُمۡ
اپنی طرف	اس کو جس نے	رخ کیا (اس کی طرف)	جو لوگ	ایمان لائے	اور اطمینان پاتے ہیں	ان کے دل

بِذِكۡرِ اللّٰهِ ؕ	اَلَا	بِذِكۡرِ اللّٰهِ	تَطۡمَئِنُّ	الۡقُلُوۡبُ ؕ ۝28	اَلَّذِيۡنَ
اللہ کی یاد سے	سن لو	اللہ کی یاد سے ہی	اطمینان پاتے ہیں	دل	جو لوگ

اٰمَنُوۡا	وَعَمِلُوا	الصّٰلِحٰتِ	طُوۡبٰى	لَهُمۡ	وَحُسۡنُ مَاٰبٍ ۝29
ایمان لائے	اور انہوں نے عمل کئے	نیکیوں کے	تو انتہائی خوشحالی ہے	ان کے لئے	اور اچھا ٹھکانہ ہے

آیت نمبر (30تا32)

ق ر ع

(ف) قَرۡعًا کھٹکھٹانا۔

قَارِعَةٌ کھٹکھٹانے والی۔آفت۔زیر مطالعہ آیت۔31۔

ترکیب

(آیت۔30)۔مَتَابِ کی کسرہ بتارہی ہے کہ اس کے آگے یائے متکلم محذوف ہے۔یعنی یہ مَتَابِیْ ہے۔(آیت۔31) پروفیسر حافظ احمد یار صاحب مرحوم کا کہنا ہے کہ یَئِسَ کے بعد مِنۡ کا صلہ آئے تو معنی ہوتے ہیں ''مایوس ہونا'' اگر اَنۡ کا صلہ آئے تو معنی ہوتے ہیں ''جاننا'' اس کی سند المنجد کے علاوہ کچھ تفاسیر ہیں جن میں اس کی سند کے لئے اشعار جاہلیہ کا حوالہ دیا گیا ہے۔اور قرآن مجید میں یہ واحد مقام ہے جہاں یَئِسَ اَنۡ کے صلہ کے ساتھ ''جاننا'' کے معنی میں آیا ہے۔ترجمہ میں ہم حافظ صاحب کی رائے کو ترجیح دیں گے۔(آیت۔32) عِقَابِ بھی دراصل عِقَابِیۡ ہے۔

ترجمہ:

كَذٰلِكَ	اَرۡسَلۡنٰكَ	فِىۡۤ اُمَّةٍ	قَدۡ خَلَتۡ	مِنۡ قَبۡلِهَاۤ	اُمَمٌ
اس طرح	ہم نے بھیجا آپ کو	ایک ایسی امت میں	گزر چکی ہیں	جس سے پہلے	کچھ امتیں

لِّتَتْلُوَاْ عَلَيْهِمُ	الَّذِيْٓ	اَوْحَيْنَآ	اِلَيْكَ	وَ	1101 هُمْ
تاکہ آپ پڑھ کر سنائیں ان کو	وہ جو	ہم نے وحی کیا	آپ کی طرف	حالانکہ	وہ لوگ

يَكْفُرُوْنَ	بِالرَّحْمٰنِ ؕ	قُلْ	هُوَ	رَبِّيْ	لَآ اِلٰهَ	اِلَّا	هُوَ ۚ
انکار کرتے ہیں	رحمن کا	آپ کہیے	وہ	میرا رب ہے	کوئی الہ نہیں ہے	مگر	وہ (ہی)

عَلَيْهِ	تَوَكَّلْتُ	وَاِلَيْهِ	مَتَابِ ﴿۳۰﴾	وَلَوْ	اَنَّ	قُرْاٰنًا
اس پر ہی	میں نے بھروسہ کیا	اور اس کی طرف ہی	میرا لوٹنا ہے	اور اگر	یہ کہ	کوئی ایسا قرآن (ہوتا)

سُيِّرَتْ	بِهِ	الْجِبَالُ	اَوْ	قُطِّعَتْ	بِهِ	الْاَرْضُ	اَوْ	كُلِّمَ
چلائے جاتے	جس سے	پہاڑ	یا	ٹکڑے ٹکڑے کی جاتی	جس سے	زمین	یا	بلوائے جاتے

بِهِ	الْمَوْتٰى ؕ	بَلْ	لِّلّٰهِ	الْاَمْرُ	جَمِيْعًا ؕ	اَفَلَمْ يَايْـَٔسِ
جس سے	مردے	بلکہ	اللہ کے لئے ہی ہیں	تمام معالات	سب کے سب	تو کیا جانا ہی نہیں

الَّذِيْنَ	اٰمَنُوْٓا	اَنْ	لَّوْ	يَشَآءُ	اللّٰهُ	لَهَدَى	النَّاسَ	جَمِيْعًا ؕ
ان لوگوں نے جو	ایمان لائے	کہ	اگر	چاہتا	اللہ	تو ضرور ہدایت دیتا	لوگوں کو	سب کے سب کو

وَلَا يَزَالُ	الَّذِيْنَ	كَفَرُوْا	تُصِيْبُهُمْ	بِمَا	صَنَعُوْا
اور ہمیشہ	جنہوں نے	کفر کیا	آلگتی رہے گی ان کو	بسبب اس کے جو	انہوں نے کارستانی کی

قَارِعَةٌ	اَوْ	تَحُلُّ	قَرِيْبًا	مِّنْ دَارِهِمْ	حَتّٰى	يَاْتِيَ
کوئی آفت	یا (ہمیشہ)	اترتی رہے گی	نزدیک ہی	ان کے گھر سے	یہاں تک کہ	آئے

وَعْدُ اللّٰهِ ؕ	اِنَّ	اللّٰهَ	لَا يُخْلِفُ	الْمِيْعَادَ ﴿۳۱﴾ ع	وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ
اللہ کا وعدہ	بیشک	اللہ	خلاف نہیں کرتا	وعدے کے	اور بیشک مذاق اُڑایا جاچکا ہے۔

بِرُسُلٍ	مِّنْ قَبْلِكَ	فَاَمْلَيْتُ	لِلَّذِيْنَ	كَفَرُوْا	ثُمَّ
رسولوں کا	آپ سے پہلے	تو میں نے مہلت دی	ان کو جنہوں نے	کفر کیا	پھر

اَخَذْتُهُمْ قف	فَكَيْفَ	كَانَ	عِقَابِ ﴿۳۲﴾
میں نے پکڑا ان کو	تو کیسا	تھا	میرا پکڑنا

آیت نمبر(33تا37)

1101

د و م

(ن) دَوَامًا — ساکن رہنا۔ ہمیشہ رہنا۔

مَادَامَ — افعال ناقصہ میں سے ہے۔ دیکھیں آیت۔2/57نوٹ۔ا۔

دَائِمٌ — ساکن رہنے والا۔ ہمیشہ رہنے والا۔ زیر مطالعہ آیت۔35۔

ترجمہ

اَفَمَنۡ	هُوَ قَآٮِٕمٌ	عَلٰى كُلِّ نَفۡسٍ	بِمَا	كَسَبَتۡ ۚ
توکیاوہ جو	نگرانی کرنے والا ہے	ہرایک جان کی	اس کے ساتھ جو	اس نے کمایا (کسی کے مانند ہوسکتا ہے)

وَجَعَلُوۡا	لِلّٰهِ	شُرَكَآءَ ؕ	قُلۡ	سَمُّوۡهُمۡ ؕ
اور (پھر بھی) انہوں نے بنائے	اللہ کے لئے	کچھ شریک	آپ ﷺ کہیے	تم لوگ نام (یعنی صفات) بتاؤان کی

اَمۡ	تُنَبِّـئُوۡنَهٗ	بِمَا	لَا يَعۡلَمُ	فِى الۡاَرۡضِ
یا	تم لوگ خبر دیتے ہواس کو	اس کی جو	وہ نہیں جانتا (یعنی جس کا وجود نہیں ہے)	زمین میں

اَمۡ	بِظَاهِرٍ	مِّنَ الۡقَوۡلِ ؕ	بَلۡ	زُيِّنَ	لِلَّذِيۡنَ
یا (کرتے ہو)	اوپر ہی اوپر	باتیں	بلکہ	سجایا گیا	ان کے لئے جنہوں نے

كَفَرُوۡا	مَكۡرُهُمۡ	وَصُدُّوۡا	عَنِ السَّبِيۡلِ ؕ	وَمَنۡ
کفر کیا	ان کی چالبازی کو	اور وہ لوگ روک دیئے گئے	اس راستے سے	اور جس کو

يُّضۡلِلِ	اللّٰهُ	فَمَا	لَهٗ	مِنۡ هَادٍ ۝۳۳	لَهُمۡ	عَذَابٌ
گمراہ کرتا ہے	اللہ	تو نہیں ہے	اس کے لئے	کوئی بھی ہدایت دینے والا	ان کے لئے	ایک عذاب ہے

فِى الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا	وَلَعَذَابُ الۡاٰخِرَةِ	اَشَقُّ ۚ	وَمَا
دنیوی زندگی میں	اور یقینا آخرت کا عذاب	سب سے زیادہ دشوار ہے	اور نہیں ہے

لَهُمۡ	مِّنَ اللّٰهِ	مِنۡ وَّاقٍ ۝۳۴	مَثَلُ الۡجَـنَّةِ الَّتِىۡ	وُعِدَ
ان کے لئے	اللہ سے	کوئی بھی بچانے والا	اس جنت کی مثال جس کا	وعدہ کیا گیا

الۡمُتَّقُوۡنَ ؕ	تَجۡرِىۡ	مِنۡ تَحۡتِهَا	الۡاَنۡهٰرُ ؕ	اُكُلُهَا
متقی لوگوں سے (یہ ہے کہ)	بہتی ہیں	اس کے نیچے سے	نہریں	اس کا پھل

دَآٮِٕمٌ	وَّظِلُّهَا ؕ	تِلۡكَ	عُقۡبَى الَّذِيۡنَ	اتَّقَوْا ۖ
ہمیشہ رہنے والا ہے	اوراس کا سایہ (بھی)	یہ	ان کا انجام ہے جنہوں نے	تقویٰ کیا

وَعُقْبَى الْكٰفِرِيْنَ	النَّارُ ﴿٣٥﴾	وَالَّذِيْنَ	اٰتَيْنٰهُمُ	الْكِتٰبَ	1101 يَفْرَحُوْنَ
اور کافروں کا انجام	آگ ہے	اور وہ لوگ	ہم نے دی جن کو	کتاب	خوش ہوتے ہیں
بِمَآ	اُنْزِلَ	اِلَيْكَ	وَمِنَ الْاَحْزَابِ مَنْ	يُّنْكِرُ	بَعْضَهٗ ۭ
اس سے جو	اتارا گیا	آپؐ کی طرف	اور گروہوں میں سے وہ بھی ہیں جو	انکار کرتے ہیں	اس کے بعض کا

قُلْ	اِنَّمَآ	اُمِرْتُ	اَنْ	اَعْبُدَ	اللّٰهَ	وَلَآ اُشْرِكَ
آپؐ کہئے	کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	مجھے حکم دیا گیا	کہ	میں بندگی کروں	اللہ کی	اور میں شریک نہ کروں (کسی کو)

بِهٖ ۭ	اِلَيْهِ	اَدْعُوْا	وَاِلَيْهِ	مَاٰبِ ﴿٣٦﴾	وَكَذٰلِكَ
اس کے ساتھ	اس کی طرف ہی	میں بلاتا ہوں	اور اس کی طرف ہی	میرے لوٹنے کی جگہ ہے	اور اس طرح
اَنْزَلْنٰهُ	حُكْمًا	عَرَبِيًّا ۭ	وَلَىِٕنِ	اتَّبَعْتَ	اَهْوَاۗءَهُمْ
ہم نے اتارا اس کو	حکم ہوتے ہوئے	عربی زبان میں	اور یقیناً اگر	آپؐ نے پیروی کی	ان کی خواہشات کی
بَعْدَمَا	جَاۗءَكَ	مِنَ الْعِلْمِ ۙ	مَا	لَكَ	مِنَ اللّٰهِ
اس کے بعد کہ جو	آیا آپؐ کے پاس	علم میں سے	تو نہیں ہوگا	آپؐ کے لئے	اللہ سے

مِنْ وَّلِيٍّ	وَّلَا وَاقٍ ﴿٣٧﴾ ع
کوئی بھی حمایت کرنے والا	اور نہ ہی کوئی بچانے والا

نوٹ۔1 آیت۔۳۲ کے ترجمہ میں ہم نے نام کے ساتھ صفات کا اضافہ کیا ہے۔اس کو سمجھنے کے لئے آیت۔۲/۲۱ کا نوٹ۔۱، دوبارہ دیکھ لیں۔

نوٹ۔2 آیت۔۳۳ میں شرک کو مکاری یعنی چالبازی اس لئے کہا گیا ہے کہ جن اجرام فلکی یا فرشتوں ی ارواح یا بزرگ انسانوں کو خدائی اختیارات میں شریک قرار دیا گیا ہے ان میں سے کسی نے بھی کبھی ان اختیارات وصفات کا دعویٰ نہیں کیا۔ یہ تو چالاک انسانوں کا کام ہے کہ انہوں نے عوام پر اپنی خدائی کا سکہ جمانے کے لئے اور ان کی کمائی میں حصہ بٹانے کے لئے کچھ بناوٹی خدا تصنیف کئے، لوگوں وان کا معتقد بنایا اور اپنے آپ کو ان کا نمائندہ ٹھہرا کر اپنا اُلّو سیدھا کرنا شروع کر دیا۔(تفہیم القرآن)

آیت نمبر (38تا43)

م	ح	و

(ن) مَحْوًا کسی چیز اور نشان کو مٹا دینا۔ زیرِ مطالعہ آیت 39۔

ترجمہ

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا	رُسُلًا	مِّنْ قَبْلِكَ	وَجَعَلْنَا	لَهُمْ	اَزْوَاجًا
اور ہم بھیج چکے ہیں	کچھ رسولوں کو	آپؐ سے پہلے	اور ہم نے بنائیں	ان کے لئے	بیویاں

1101

وَّ ذُرِّيَّةً	وَمَا كَانَ	لِرَسُوْلٍ	اَنْ	يَّاْتِيَ	بِاٰيَةٍ	اِلَّا
اور اولاد	اور (ممکن) نہیں تھا	کسی رسول کے لئے	کہ	وہ لائے	کوئی نشانی	مگر

بِاِذْنِ اللّٰهِ	لِكُلِّ اَجَلٍ	كِتَابٌ ۳۸	يَمْحُوا	اللّٰهُ	مَا	يَشَآءُ
اللہ کی اجازت سے	ہر ایک کا وقت (خاتمے کا)	لکھا ہوا ہے	مٹاتا ہے	اللہ	اسے جو	وہ چاہتا ہے

وَيُثْبِتُ	وَعِنْدَهٗٓ	اُمُّ الْكِتٰبِ ۳۹	وَاِنْ مَّا
اور باقی رہنے دیتا ہے (جو وہ چاہتا ہے)	اور اس کے پاس ہی	اصل کتاب ہے	اور اگر

نُرِيَنَّكَ	بَعْضَ الَّذِيْ	نَعِدُهُمْ	اَوْ	نَتَوَفَّيَنَّكَ
ہم دکھا دیں آپؐ کو	اس کے بعض کو جو	ہم وعدہ کرتے ہیں ان سے	یا	ہم اٹھا لیں آپؐ کو

فَاِنَّمَا	عَلَيْكَ	الْبَلٰغُ	وَعَلَيْنَا	الْحِسَابُ ۴۰	اَوَلَمْ يَرَوْا
پس کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	آپؐ پر ہے	پہنچانا	اور ہم پر ہے	حساب لینا	کیا انہوں نے نہیں دیکھا

اَنَّا نَاْتِي	الْاَرْضَ	نَنْقُصُهَا	مِنْ اَطْرَافِهَا	وَاللّٰهُ	يَحْكُمُ
کہ ہم آتے ہیں	زمین کے پاس	گھٹاتے ہوئے اس کو	اس کے کناروں سے	اور اللہ	حکم کرتا ہے

لَا مُعَقِّبَ	لِحُكْمِهٖ	وَهُوَ	سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۴۱	وَقَدْ مَكَرَ
(تو) کوئی بھی پیچھے ڈالنے والا نہیں ہے	اس کے حکم کو	اور وہ	جلد حساب لینے والا ہے	اور چالبازی کر چکے ہیں

الَّذِيْنَ	مِنْ قَبْلِهِمْ	فَلِلّٰهِ	الْمَكْرُ	جَمِيْعًا	يَعْلَمُ
وہ لوگ جو	ان سے پہلے تھے	تو اللہ ہی کے لئے ہیں	تمام تدبیریں	سب کی سب	وہ جانتا ہے

مَا	تَكْسِبُ	كُلُّ نَفْسٍ	وَسَيَعْلَمُ	الْكُفّٰرُ	لِمَنْ	عُقْبَى الدَّارِ ۴۲
اس کو جو	کماتی ہے	ہر ایک جان	اور جان لیں گے	کافر لوگ	کس کے لئے ہے	پچھلا گھر

وَيَقُوْلُ	الَّذِيْنَ	كَفَرُوْا	لَسْتَ	مُرْسَلًا	قُلْ	كَفٰى	بِاللّٰهِ
کہتے ہیں	وہ لوگ جنہوں نے	کفر کیا	آپؐ نہیں ہیں	بھیجے ہوئے	آپؐ کہیے	کافی ہے	اللہ

شَهِيْدًا	بَيْنِيْ	وَبَيْنَكُمْ	وَمَنْ	عِنْدَهٗ	عِلْمُ الْكِتٰبِ ۴۳
بطور گواہ کے	میرے درمیان	اور تمہارے درمیان	اور وہ (بھی)	جس کے پاس	کتاب کا علم ہے

نوٹ۔1

آیت۔۳۹ کی تشریح یہ ہے کہ بہت سی احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض اعمال سے انسان کی عمر اور رزق میں کمی بیشی ہوئی ہے۔ بخاری میں ہے کہ صلہ رحمی عمر میں زیادتی کا سبب بنتی ہے۔ مسند احمد کی روایات میں ہے کہ بعض اوقات آدمی کوئی ایسا گناہ کرتا ہے کہ اس کے سبب سے رزق سے محروم کر دیا جاتا ہے اور ماں باپ کی خدمت واطاعت سے عمر بڑھ جاتی ہے اور تقدیر الٰہی کو کوئی چیز بجز دعا کے ٹال نہیں سکتی۔ ان تمام روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو عمر یا رزق وغیرہ کسی کی تقدیر میں لکھ دیا ہے وہ بعض اعمال کی وجہ سے

کم یا زیادہ ہوسکتے ہیں اور دعا کی وجہ سے تقدیر بدلی جاسکتی ہے۔(معارف القرآن)

۲۵۔ربیع الاوّل ۱۴۲۶ھ بمطابق ۵۔مئی ۲۰۰۵ء۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سورۃ ابراہیم (14)

آیت نمبر (1 تا 4)

ترکیب

(آیت۔۱) كِتٰبٌ خبر ہے اور اس کا مبتداء محذوف ہے۔(آیت۔۲) الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ کا بدل ہونے کی وجہ سے اللہ حالت جر میں آیا ہے۔(آیت۔3) يَبْغُوْنَهَا کی ضمیر مفعولی سَبِيْلِ کے لئے ہے۔

ترجمہ

الٓرٰ قف	كِتٰبٌ	اَنْزَلْنٰهُ	اِلَيْكَ	لِتُخْرِجَ	النَّاسَ
۔	(یہ) ایک کتاب ہے	ہم نے اتارا اس کو	آپؐ کی طرف	تاکہ آپؐ نکالیں	لوگوں کو

مِنَ الظُّلُمٰتِ	اِلَى النُّوْرِ ۙ	بِاِذْنِ رَبِّهِمْ	اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ۙ﴿١﴾
اندھیروں سے	روشنی کی طرف	اپنے رب کی اجازت سے	حمد کئے ہوئے بالادست کے راستے کی طرف

اللّٰهِ الَّذِيْ	لَهٗ	مَا	فِي السَّمٰوٰتِ	وَمَا	فِي الْاَرْضِ ۭ
جو وہ اللہ ہے	جس کے لئے ہی ہے	وہ جو	آسمانوں میں ہے	اور وہ جو	زمین میں ہے

وَوَيْلٌ	لِّلْكٰفِرِيْنَ	مِنْ عَذَابٍ شَدِيْدِ ۙ﴿٢﴾	الَّذِيْنَ	يَسْتَحِبُّوْنَ
اور ہلاکت ہے	کافروں کے لئے	ایک شدید عذاب سے	وہ لوگ جو	ترجیح دیتے ہیں

الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا	عَلَى الْاٰخِرَةِ	وَيَصُدُّوْنَ	عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ
دنیوی زندگی کو	آخرت پر	اور وہ لوگ روکتے ہیں	اللہ کی راہ سے

وَيَبْغُوْنَهَا	عِوَجًا ۭ	اُولٰۗىِٕكَ	فِيْ ضَلٰلٍۢ بَعِيْدٍ ﴿٣﴾
اور تلاش کرتے ہیں اس میں	کجی کو	یہ لوگ	دور والی گمراہی میں ہیں

وَمَآ اَرْسَلْنَا	مِنْ رَّسُوْلٍ	اِلَّا	بِلِسَانِ قَوْمِهٖ	لِيُبَيِّنَ
اور ہم نے نہیں بھیجا	کوئی بھی رسول	مگر	اپنی قوم کی زبان (بولنے) والا	تاکہ وہ خوب واضح کردے

لَهُمْ ۭ	فَيُضِلُّ	اللّٰهُ	مَنْ	يَّشَاۗءُ	وَيَهْدِيْ	مَنْ
ان کے لئے	پھر گمراہ کرتا ہے	اللہ	اس کو جس کو	وہ چاہتا ہے	اور وہ ہدایت دیتا ہے	اس کو جس کو

يَّشَاۗءُ ۭ	وَهُوَ	الْعَزِيْزُ	الْحَكِيْمُ ﴿٤﴾
وہ چاہتا ہے	اور وہ ہی	بالادست ہے	حکمت والا ہے

1101

نوٹ۔1

ظُلُمٰت سے مراد عقائد و اعمال کی تاریکیاں اور نور سے مراد ایمان اور عمل صالح کی روشنی ہے۔ گمراہی کے ہزاروں راستے ہیں لیکن ہدایت کی راہ ایک ہی ہے۔ اس وجہ سے ظُلُمٰت جمع ہے اور نور واحد۔ بِاِذْنِ رَبِّهِمْ کا مطلب یہ ہے کہ تاریکیوں سے نکل کر روشنی کی طرف آنا جن کو بھی میسر ہوگا وہ خدا کی دی ہوئی توفیق سے ہی میسر ہوگا۔ وہی اپنی سنت کے مطابق جن کو ہدایت کا اہل پائے گا ان کو ہدایت بخشے گا اور جن کو اس کا اہل نہیں پائے گا ان کو گمراہی میں بھٹکتا چھوڑ دے گا۔ مطلب یہ ہے کہ پیغمبر کی ذمہ داری اس معاملے میں دعوت و تبلیغ کی ہے۔ لوگوں کو ہدایت کی راہ پر لا کھڑا کرنا اس کی ذمہ داری نہیں ہے۔ (تدبر قرآن)

نوٹ۔2

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بعثت پوری اقوامِ دنیا کے لئے ہے۔ ایسی صورت میں یہ بھی ہوسکتا تھا کہ قرآن ہر قوم کی زبان میں الگ الگ ہوتا۔ لیکن اس کو تو کوئی ادنیٰ سمجھ کا آدمی بھی درست نہیں سمجھ سکتا۔ اس لئے ضروری ہوا کہ قرآن کسی ایک ہی زبان میں آئے پھر دوسری زبانوں میں اس کے ترجمے پھیلائے جائیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے تمام دنیا کی زبانوں میں سے عربی کا انتخاب فرمایا۔ اس کی وجہ ہے۔

عربی آسمان کی زبان ہے۔ فرشتوں کی زبان عربی ہے۔ لوح محفوظ کی زبان عربی ہے اور جنت کی زبان بھی عربی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا فرمان ہے کہ تم لوگ تین وجہ سے عرب سے محبت کرو۔ ایک یہ کہ میں عربی ہوں، دوسرے یہ کہ قرآن عربی ہے اور تیسرے یہ کہ اہل جنت کی زبان عربی ہے۔ تفسیر قرطبی وغیرہ نے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی زبان جنت میں عربی تھی۔ زمین پر نازل ہونے کے بعد عربی ہی میں تغیرات ہو کر سریانی زبان پیدا ہوئی۔ اس سے ان روایات کی بھی تائید ہوتی ہے جو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ وغیرہ سے منقول ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جتنی کتابیں نازل فرمائی ہیں ان کی اصلی زبان عربی ہی تھی۔ جبرئیل امین نے قومی زبانوں میں ترجمہ کر کے پیغمبروں کو بتلایا ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فطری طور پر عربی زبان سے ایک مناسبت عطا فرمائی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جس ملک میں پہنچے تھوڑے ہی عرصہ بعد بغیر جبر و اکراہ کے پورے ملک کی زبان عربی ہوگئی۔ آج جو عربی ممالک کہلاتے ہیں، جیسے عراق، شام، مصر وغیرہ، ان میں سے کسی کی زبان عربی نہیں تھی۔ اس کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی امت میں تعلیم و تعلّم، تصنیف و تالیف اور تبلیغ و اشاعت کا ایسا جذبہ پیدا فرما دیا کہ اس کی نظیر پچھلی تاریخ میں نہیں ملتی۔ اس کے نتیجہ میں عجمی اقوام میں نہ صرف قرآن و سنت کے علوم حاصل کرنے کا جذبہ پیدا ہوا بلکہ عربی زبان کو حاصل کرنے اور اس کی ترویج و اشاعت میں عجمیوں کا قدم عرب سے پیچھے نہیں رہا۔ یہ ایک حیرت انگیز حقیقت ہے کہ اس وقت عربی لغت اور اس کی گرائمر پر جتنی کتابیں دنیا میں موجود ہیں وہ بیشتر عجمیوں کی لکھی ہوئی ہیں۔ قرآن و سنت کی جمع و تدوین اور تفسیر میں بھی ان کا حصہ عربوں سے کم نہیں رہا۔

اس طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زبان اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی کتاب عربی ہونے کے باوجود پورے عالم پر محیط ہوگئی اور دعوت و تبلیغ کی حد تک عربی و عجم کا فرق مٹ گیا اور رسول کو قوم کی زبان میں بھیجنے کی حکمت تھی وہ حاصل ہوگئی۔ (معارف القرآن سے ماخوذ)

1101

آیت نمبر (5تا8)

ترجمہ

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا	مُوْسٰی	بِاٰيٰتِنَآ	اَنْ	اَخْرِجْ	قَوْمَكَ
اورہم بھیج چکے ہیں	موسیٰ کو	اپنی نشانیوں کے ساتھ	کہ	آپؑ نکالیں	اپنی قوم کو

مِنَ الظُّلُمٰتِ	اِلَى النُّوْرِ ۙ	وَذَكِّرْهُمْ	بِاَيّٰىمِ اللّٰهِ ۭ
اندھیروں سے	روشنی کی طرف	اور آپؑ نصیحت کریں ان کو	اللہ کے دنوں کے ساتھ

اِنَّ	فِيْ ذٰلِكَ	لَاٰيٰتٍ	لِّكُلِّ	صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ⑤
بیشک	اس میں	یقیناً نشانیاں ہیں	ہر ایک بہت ثابت قدم کے لئے	بہت شکر گزار کے لئے

وَاِذْ	قَالَ	مُوْسٰی	لِقَوْمِهِ	اذْكُرُوْا	نِعْمَةَ اللّٰهِ	عَلَيْكُمْ	اِذْ
اور جب	کہا	موسیٰؑ نے	اپنی قوم سے	تم لوگ یاد کرو	اللہ کی نعمت کو	تم لوگوں پر	جب

اَنْجٰىكُمْ	مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ	يَسُوْمُوْنَكُمْ	سُوْٓءَ الْعَذَابِ
اس نے نجات دی تم کو	فرعون کے پیروکاروں سے	وہ لوگ تکلیف دیتے تھے تم کو	برے عذاب سے

وَيُذَبِّحُوْنَ	اَبْنَاۗءَكُمْ	وَيَسْتَحْيُوْنَ	نِسَاۗءَكُمْ ۭ	وَفِيْ ذٰلِكُمْ
اور وہ ذبح کیا کرتے تھے	تمہارے بیٹوں کو	اور زندہ رکھتے تھے	تمہاری عورتوں کو	اور اس میں

بَلَاۗءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِيْمٌ ⑥ ع	وَاِذْ	تَاَذَّنَ	رَبُّكُمْ	لَىِٕنْ
تمہارے رب کی طرف سے ایک بڑی آزمائش تھی	اور جب	جتا دیا	تمہارے رب نے	یقیناً اگر

شَكَرْتُمْ	لَاَزِيْدَنَّكُمْ	وَلَىِٕنْ	كَفَرْتُمْ
تم لوگ شکر کرو گے	تو میں لازماً زیادہ کروں گا تم کو (ہر لحاظ سے)	اور البتہ اگر	تم لوگ ناشکری کرو گے

اِنَّ	عَذَابِيْ	لَشَدِيْدٌ ⑦	وَقَالَ	مُوْسٰٓى	اِنْ	تَكْفُرُوْٓا
تو بیشک	میرا عذاب	یقیناً شدید ہے	اور کہا	موسیٰؑ نے	اگر	تم لوگ ناشکری کرو گے

اَنْتُمْ	وَمَنْ	فِي الْاَرْضِ	جَمِيْعًا ۙ	فَاِنَّ	اللّٰهَ	لَغَنِيٌّ	حَمِيْدٌ ⑧
تم لوگ	اور وہ (بھی) جو	زمین میں ہیں	سب کے سب	تو بیشک	اللہ	یقیناً بے نیاز ہے	حمد کیا ہوا ہے

نوٹ۔1

مسند احمد کی مرفوع حدیث میں اَيّٰىمِ اللّٰهِ کی تفسیر خدا کی نعمتوں سے مروی ہے۔(ابن کثیر)۔ایام کا لفظ جب اس طرح آتا ہے جیسے یہاں آیا ہے تو اس سے اہم تاریخی دن مراد ہوتے ہیں۔مثلاً ایام العرب سے عرب کی جنگیں مراد ہوں گی۔اسی طرح اَيّٰىمِ اللّٰهِ سے مراد وہ تاریخی دن ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے نافرمان قوموں پر عذاب نازل فرمائے اور اہل ایمان کو ان کے ظلم وستم سے نجات دی۔(تدبر قرآن)

1101

آیت نمبر (9تا12)

ترکیب

(آیت 9) نَبَؤُا مضاف ہے۔اس کے آگے الف کا اضافہ قرآن کا املا ہے۔ اَلَّذِيْنَ اس کا مضاف الیہ ہے اور محلاً حالت جر میں ہے۔ اَلَّذِيْنَ کا بدل ہونے کی وجہ سے قَوْمِ حالت جر میں آیا ہے۔ جب کہ قَوْمِ کا مضاف الیہ ہونے کی وجہ سے نُوْحٍ مجرور ہے۔ عَادٍ اور ثَمُوْدَ بھی اَلَّذِيْنَ کا بدل ہونے کی وجہ سے مجرور ہیں۔ مُرِيْبٍ کو شَكٍّ کی صفت بھی مانا جاسکتا ہے لیکن ہماری ترجیح ہے کہ اس کو شَكٍّ کا بدل مانا جائے۔

ترجمہ

اَلَمْ يَاْتِكُمْ	نَبَؤُا الَّذِيْنَ	مِنْ قَبْلِكُمْ	قَوْمِ نُوْحٍ	وَّعَادٍ
کیا نہیں پہنچی تم لوگوں کو	ان لوگوں کی خبر جو	تم سے پہلے تھے	(جیسے) قوم نوحؑ	اور عاد

وَّثَمُوْدَ ۛ	وَالَّذِيْنَ	مِنْۢ بَعْدِهِمْ ۛ	لَا يَعْلَمُهُمْ	اِلَّا	اللّٰهُ ۭ
اور ثمود	اور وہ لوگ جو	ان کے بعد ہوئے	نہیں جانتا ان کو (کوئی)	مگر	اللہ

جَاۗءَتْهُمْ	رُسُلُهُمْ	بِالْبَيِّنٰتِ	فَرَدُّوْٓا	اَيْدِيَهُمْ
آئے ان کے پاس	ان کے رسول	واضح (نشانیوں) کے ساتھ	تو انہوں نے لوٹائے	اپنے ہاتھ

فِيْٓ اَفْوَاهِهِمْ	وَقَالُوْٓا	اِنَّا كَفَرْنَا	بِمَآ	اُرْسِلْتُمْ	بِهٖ
اپنے منہ میں	اور کہا	بیشک ہم نے انکار کیا	اس کا	آپؑ بھیجے گئے	جس کے ساتھ

وَاِنَّا	لَفِيْ شَكٍّ	مِّمَّا	تَدْعُوْنَنَآ	اِلَيْهِ
اور بیشک ہم	یقیناً ایک شک میں ہیں	اس سے	آپؑ بلاتے ہیں ہم کو	جس کی طرف

مُرِيْبٍ ⑨	قَالَتْ	رُسُلُهُمْ	اَ	فِي اللّٰهِ	شَكٌّ
جو شبہ میں ڈالنے والا ہے	کہا	ان کے رسولوں نے	کیا	اللہ (کے بارے) میں	شک ہے

فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ	يَدْعُوْكُمْ	لِيَغْفِرَ	لَكُمْ
جو زمین اور آسمانوں کو وجود بخشنے والا ہے	وہ بلاتا ہے تم لوگوں کو	تا کہ وہ بخش دے	تمہارے لئے

مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ	وَيُؤَخِّرَكُمْ	اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۭ
تمہارے گناہوں میں سے (کچھ) کو	اور تا کہ وہ پیچھے کرے (یعنی مہلت دے) تم لوگوں کو	ایک مقررہ مدت تک

قَالُوْٓا	اِنْ اَنْتُمْ	اِلَّا	بَشَرٌ	مِّثْلُنَا ۭ
ان لوگوں نے کہا	آپؑ لوگ نہیں ہیں	مگر	ایک بشر	ہمارے جیسے

تُرِيْدُوْنَ	اَنْ	تَصُدُّوْنَا	عَمَّا	كَانَ يَعْبُدُ	اٰبَاۗؤُنَا
آپؑ لوگ چاہتے ہیں	کہ	روک دیں ہم کو	اس سے جس کی	بندگی کرتے تھے	ہمارے آباواجداد

فَاْتُوْنَا	بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ⑩	قَالَتْ	رُسُلُهُمْ	اِنْ نَّحْنُ	1101 اِلَّا	بَشَرٌ
تو لائیں ہمارے پاس	کوئی واضح دلیل	کہا	ان کے رسولوں نے	ہم نہیں	مگر	ایک بشر
مِّثْلُكُمْ	وَلٰكِنَّ	اللّٰهَ	يَمُنُّ	عَلٰى مَنْ	يَّشَآءُ	مِنْ عِبَادِهٖ ؕ
تمہارے جیسے	اور لیکن	اللہ	احسان کرتا ہے	اس پر جس پر	وہ چاہتا ہے	اپنے بندوں میں سے
وَمَا كَانَ	لَنَآ	اَنْ	نَّاْتِيَكُمْ	بِسُلْطٰنٍ	اِلَّا	بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ
اور (ممکن) نہیں ہے	ہمارے لئے	کہ	ہم لائیں تمہارے پاس	کوئی دلیل	مگر	اللہ کی اجازت سے

وَعَلَى اللّٰهِ	فَلْيَتَوَكَّلِ	الْمُؤْمِنُوْنَ ⑪	وَمَا لَنَآ	اَلَّا نَتَوَكَّلَ
اور اللہ پر ہی	چاہیے کہ بھروسہ کریں	ایمان لانے والے	اور ہمیں کیا ہے	کہ ہم بھروسہ نہ کریں
عَلَى اللّٰهِ	وَ	قَدْ هَدٰىنَا	سُبُلَنَا ؕ	وَلَنَصْبِرَنَّ
اللہ پر	اس حال میں کہ	اس نے ہدایت دی ہے ہم کو	ہماری راہوں کی	اور ہم لازماً ثابت قدم رہیں گے
عَلٰى مَآ	اٰذَيْتُمُوْنَا ؕ	وَعَلَى اللّٰهِ	فَلْيَتَوَكَّلِ	الْمُتَوَكِّلُوْنَ ⑫ ع
اس پر جو	تم لوگ اذیت دیتے ہو ہم کو	اور اللہ پر ہی	چاہیے کہ بھروسہ کریں	بھروسہ کرنے والے

نوٹ۔1

مذکورہ آیات میں رسولوں اور ان کی قوموں کے لئے جمع کے صیغے آئے ہیں۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ یہ سب قومیں اور ان کے رسول ایک ہی وقت میں ایک ہی جگہ موجود تھے جب یہ مکالمہ ہوا تھا۔ بلکہ ہر قوم کے مقام پر اور اس کے وقت پر اس کے پاس ان کا رسول آیا تھا۔ ان قوموں کے مابین زمان و مکان کا بہت فاصلہ ہے اس کے باوجود ہر زمانے میں اللہ کے رسولوں کا پیغام ایک ہی رہا ہے اور ان کو جواب بھی ایک ہی ملا ہے۔ اس حقیقت کو ظاہر کرنے کے لئے یہ مکالمہ جمع کے صیغے میں بیان کیا گیا ہے۔ اس سے یہ معلوم ہوا کہ نبوت و رسالت کا انکار کرنے والوں کی ایک دلیل ہمیشہ مشترک رہی ہے اور وہ یہ کہ کوئی بشر نبی نہیں ہوسکتا۔ اور چونکہ نبوت و رسالت کے مدعی بشر ہوتے تھے اس لئے ان کی قومیں ان کا انکار کرتی تھیں، اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ہر زمانے میں ہر نبی اور رسول نے اس دلیل کے جواب میں ہمیشہ اپنی بشریت کا اعتراف اور اقرار کیا۔ کسی ایک بھی نبی یا رسول نے کبھی مافوق البشر ہونے کا دعویٰ نہیں کیا اور بتایا کہ اللہ تعالیٰ انسانوں میں ہی سے کسی کو اس منصب پر فائز کرتا ہے۔ (حافظ احمد یار صاحب کے کیسٹ سے ماخوذ)۔

آیت نمبر (13 تا 18)

ج ر ع

(ف) جَرْعًا پانی یکبارگی پی جانا۔

(تفعّل) تَجَرُّعًا بتکلف گھونٹ گھونٹ پینا، زیر مطالعہ آیت۔ 17

1101

س و غ

(ن) سَوْغًا — آسانی سے گلے سے اترنا۔خوشگوار ہونا۔

سَائِغٌ — فَاعِلٌ کے وزن پر صفت ہے۔خوشگوار ہونے والا یعنی خوشگوار۔﴿لَّبَنًا خَالِصًا سَآئِغًا لِّلشّٰرِبِيْنَ ﴾ (16/النحل: 66) ''خالص دودھ، خوشگوار ہوتے ہوئے پینے والوں کے لئے۔''

(افعال) اِسَاغَةً — آسانی سے گلے سے اتارنا۔زیر مطالعہ آیت۔17۔

ر م د

(ض) رَمْدًا — آگ کا بجھ کر ٹھنڈا ہو جانا۔راکھ ہو جانا۔

رَمَادٌ — اسم ذات ہے۔راکھ۔زیر مطالعہ آیت۔18

ترجمہ

وَقَالَ	الَّذِيْنَ	كَفَرُوْا	لِرُسُلِهِمْ	لَنُخْرِجَنَّكُمْ	مِّنْ اَرْضِنَآ
اور کہا	ان لوگوں نے جنہوں نے	انکار کیا	اپنے رسولوں کو	ہم لازماً نکالیں گے آپ لوگوں کو	اپنی زمین سے

اَوْ	لَتَعُوْدُنَّ	فِيْ مِلَّتِنَا ؕ	فَاَوْحٰٓى	اِلَيْهِمْ	رَبُّهُمْ
یا (پھر)	آپ لوگ لازماً لوٹیں گے	ہمارے مذہب میں	تو وحی کیا	ان کی طرف	ان کے رب نے

لَنُهْلِكَنَّ	الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۳﴾ لا	وَلَنُسْكِنَنَّكُمُ	الْاَرْضَ
ہم لازماً ہلاک کریں گے	ظلم کرنے والوں کو	اور ہم لازماً سکونت دیں گے آپ لوگوں کو	اس زمین میں

مِنْۢ بَعْدِهِمْ ؕ	ذٰلِكَ	لِمَنْ	خَافَ	مَقَامِيْ	وَخَافَ
ان کے بعد	یہ	اس کے لئے ہے جو	ڈرا	میرے سامنے کھڑا ہونے سے	اور ڈرا

وَعِيْدِ ﴿۱۴﴾	وَاسْتَفْتَحُوْا	وَخَابَ	كُلُّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ ﴿۱۵﴾ لا
میرے (عذاب) کے وعدہ سے	اور انہوں نے فتح مانگی	اور نامراد ہوا	ہر ایک زبردست، ہٹ دھرم

مِّنْ وَّرَآئِهٖ	جَهَنَّمُ	وَيُسْقٰى	مِنْ مَّآءٍ صَدِيْدٍ ﴿۱۶﴾ لا
اس کے پیچھے	دوزخ ہے	اور اس کو پلایا جائے گا	پیپ والے پانی میں سے

يَّتَجَرَّعُهٗ	وَلَا يَكَادُ	يُسِيْغُهٗ
وہ مشکل سے گھونٹ گھونٹ پیئے گا اس کو	اور لگے گا نہیں کہ	وہ گلے سے اتارے گا اس کو

وَيَاْتِيْهِ	الْمَوْتُ	مِنْ كُلِّ مَكَانٍ	وَّ	مَا هُوَ	بِمَيِّتٍ ؕ
اور آئے گی اس کے پاس	موت	ہر جگہ سے	اس حال میں کہ	وہ نہیں ہوگا	مردہ

وَمِنْ وَّرَآئِهٖ	عَذَابٌ غَلِيْظٌ ﴿۱۷﴾	مَثَلُ الَّذِيْنَ	كَفَرُوْا	بِرَبِّهِمْ
اور اس کے پیچھے	ایک سخت عذاب ہے	ان کی مثال جنہوں نے	کفر کیا	اپنے رب کا (یہ ہے کہ)

اَعۡمَالُهُمۡ	کَرَمَادِ	اشۡتَدَّتۡ	بِهِ	الرِّیۡحُ	فِیۡ یَوۡمٍ عَاصِفٍ
ان کے اعمال	راکھ کی مانند ہیں	شدت اختیار کی	جن پر	ہوا نے	ایک تیز آندھی والے دن میں

لَا یَقۡدِرُوۡنَ	مِمَّا	کَسَبُوۡا	عَلٰی شَیۡءٍ	ذٰلِكَ	هُوَ الضَّلٰلُ الۡبَعِیۡدُ ؁۱۸
وہ قدرت نہیں رکھیں گے	اس میں سے جو	انہوں نے کمایا	کسی چیز پر	یہ	ہی دور والی گمراہی ہے

آیت نمبر (19 تا 23)

ج ز ع

(س) جَزَعًا: بے صبری کرنا۔ رنج وغم کا اظہار کرنا۔ زیر مطالعہ آیت۔21۔

جَزُوۡعٌ: فَعُوۡلٌ کے وزن پر مبالغہ ہے۔ رنج وغم کا بہت زیادہ اظہار کرنا۔ واویلا کرنا۔ ﴿ اِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوۡعًا ؁۲۰ ﴾ (70/المعارج:20) ''جب چھوا اس کو یعنی انسان کو برائی نے تو واویلا کرنے والا ہے۔''

ص ر خ

(ن) صُرَاخًا: (۱) چیخنا چلانا۔ فریاد کرنا۔ (۲) کسی کی فریاد کو پہنچنا۔ مدد کرنا۔

صَرِیۡخٌ: فریاد کو پہنچنے والا۔ ﴿ وَاِنۡ نَّشَاۡ نُغۡرِقۡهُمۡ فَلَا صَرِیۡخَ لَهُمۡ ﴾ (36/یٰسین:43) ''اور اگر ہم چاہیں تو ہم غرق کر دیں ان کو پھر کوئی بھی فریاد کو پہنچنے والا نہیں ہے ان کے لئے۔''

(افعال) اِصۡرَاخًا: کسی کی فریاد کو پہنچنا۔ مدد کرنا۔

مُصۡرِخٌ: فریاد کو پہنچنے والا۔ زیر مطالعہ آیت۔22

(افتعال) اِصۡتِرَاخًا اور اِصۡطِرَاخًا: مدد کے لئے زور سے چلانا۔ ﴿ وَهُمۡ یَصۡطَرِخُوۡنَ فِیۡهَا ۚ رَبَّنَاۤ اَخۡرِجۡنَا ﴾ (35/فاطر:37) ''اور وہ لوگ چلائیں گے اس میں کہ اے ہمارے رب تو نکال ہم کو۔''

ترکیب

(آیت۔21)۔ تَبَعًا مصدر ہے۔ لیکن ایک رائے یہ بھی ہے کہ تَابِعٌ کی جمع بھی تَبَعًا آتی ہے۔ اس آیت میں اس کو تَابِعٌ کی جمع ماننا زیادہ بہتر ہے۔ اَجَزِعۡنَاۤ اَمۡ صَبَرۡنَا۔ یہ جملہ کی وہی ترکیب ہے جو ہم آیت نمبر 2/6 میں پڑھ آئے ہیں کہ ءَاَنۡذَرۡتَهُمۡ اَمۡ لَمۡ تُنۡذِرۡهُمۡ فرق یہ ہے کہ یہاں اَمۡ کے بعد فعل مضارع پر لَمۡ داخل کرنے کے بجائے فعل ماضی صَبَرۡنَا آیا ہے۔ لیکن ''اَ'' اور ''اَمۡ'' کے معنی وہی رہیں گے۔ دیکھیں آیت۔2/6، نوٹ۔1: (آیت۔22) بِمُصۡرِخِیَّ دراصل بِمُصۡرِخِیۡنَ تھا۔ مضاف ہونے کی وجہ سے نون اعرابی گرا تو بِمُصۡرِخِیۡ باقی بچا۔ پھر اس پر یائے متکلم داخل ہوئی تو بِمُصۡرِخِیَّ ہو گیا۔

ترجمہ

اَ	لَمۡ تَرَ	اَنَّ	اللّٰهَ	خَلَقَ	السَّمٰوٰتِ	وَالۡاَرۡضَ	بِالۡحَقِّ	اِنۡ
کیا	تو نے غور نہیں کیا	کہ	اللہ نے	پیدا کیا	آسمانوں کو	اور زمین کو	حق (یعنی مقصد) کے ساتھ	اگر

یَّشَاۡ	یُذۡهِبۡکُمۡ	وَیَاۡتِ	بِخَلۡقٍ جَدِیۡدٍ ؁۱۹	وَّمَا ذٰلِكَ	عَلَى اللّٰهِ
وہ چاہے	تو وہ لے جائے تم لوگوں کو	اور لے آئے	کوئی نئی مخلوق	اور یہ نہیں ہے	اللہ پر

بِعَزِيْزٍ ۝٢٠	وَبَرَزُوْا	لِلّٰهِ	جَمِيْعًا	فَقَالَ	1101 الضُّعَفٰٓؤُا
کوئی مشکل	اور وہ لوگ سامنے آئیں گے	اللہ کے لئے	سب کے سب	پھر کہیں گے	ضعیف لوگ

لِلَّذِيْنَ	اسْتَكْبَرُوْٓا	اِنَّا كُنَّا	لَكُمْ	تَبَعًا	فَهَلْ	اَنْتُمْ	مُّغْنُوْنَ
ان سے جنہوں نے	تکبر کیا	بیشک ہم تھے	تمہاری	پیروی کرنے والی	تو کیا	تم لوگ	دور کرنے والے ہو

عَنَّا	مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ	مِنْ شَيْءٍ ؕ	قَالُوْا	لَوْ	هَدٰىنَا	اللّٰهُ
ہم سے	اللہ کے عذاب کو	کچھ بھی	وہ لوگ کہیں گی	اگر	ہدایت دیتا ہم کو	اللہ

لَهَدَيْنٰكُمْ ؕ	سَوَآءٌ	عَلَيْنَآ	اَ	جَزِعْنَآ	اَمْ	صَبَرْنَا
تو ہم ضرور ہدایت دیتے تم کو	برابر ہے	ہم پر	چاہے	ہم غم کا اظہار کریں	یا	ہم صبر کریں

مَا لَنَا	مِنْ مَّحِيْصٍ ۝٢١ ع	وَقَالَ	الشَّيْطٰنُ	لَمَّا	قُضِيَ	الْاَمْرُ
ہمارے لئے نہیں	کوئی بھی بچنے کی جگہ	اور کہے گا	شیطان	جب	فیصلہ کر دیا جائے گا	تمام معاملات کا

اِنَّ	اللّٰهَ	وَعَدَكُمْ	وَعْدَ الْحَقِّ	وَوَعَدْتُّكُمْ	فَاَخْلَفْتُكُمْ ؕ
بیشک	اللہ نے	وعدہ کیا تم لوگوں سے	حق کا وعدہ	اور میں نے وعدہ کیا تم سے	پھر میں نے وعدہ خلافی کی تم سے

وَمَا كَانَ	لِيَ	عَلَيْكُمْ	مِّنْ سُلْطٰنٍ	اِلَّآ اَنْ	دَعَوْتُكُمْ
اور نہیں تھا	میرے لئے	تم لوگوں پر	کوئی بھی اختیار	سوائے اس کے کہ	میں نے دعوت دی تمہیں

فَاسْتَجَبْتُمْ لِيْ ۚ	فَلَا تَلُوْمُوْنِيْ	وَلُوْمُوْٓا
پھر قبول کیا تم لوگوں نے میری (دعوت) کو	پس تم لوگ ملامت مت کرو مجھ کو	اور ملامت کرو

اَنْفُسَكُمْ ؕ	مَآ اَنَا	بِمُصْرِخِكُمْ	وَمَآ اَنْتُمْ	بِمُصْرِخِيَّ ؕ
اپنے آپ کو	میں نہیں ہوں	تمہاری فریاد رسی کرنے والا	اور تم لوگ نہیں ہو	میری فریاد رسی کرنے والے

اِنِّيْ	كَفَرْتُ	بِمَآ	اَشْرَكْتُمُوْنِ	مِنْ قَبْلُ ؕ	اِنَّ	الظّٰلِمِيْنَ
بیشک میں نے	انکار کیا	اس کا جس میں	تم نے شریک کیا مجھ کو	اس سے پہلے	بیشک	ظالم لوگ

لَهُمْ	عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝٢٢	وَاُدْخِلَ	الَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا	وَعَمِلُوا
ان کے لئے ہی ہے	ایک دردناک عذاب	اور داخل کئے گئے	وہ لوگ جو	ایمان لائے	اور انہوں نے عمل کئے

الصّٰلِحٰتِ	جَنّٰتٍ	تَجْرِيْ	مِنْ تَحْتِهَا	الْاَنْهٰرُ	خٰلِدِيْنَ
نیکیوں کے	ایسے باغات میں	بہتی ہیں	جن کے نیچے سے	نہریں	ہمیشہ رہنے والے ہوتے ہوئے

فِيْهَا	بِاِذْنِ رَبِّهِمْ ؕ	تَحِيَّتُهُمْ	فِيْهَا	سَلٰمٌ ۝٢٣
ان میں	اپنے رب کی اجازت سے	اس کا دعا دینا ہے	اس میں	سلام

نوٹ ۔1

آیت نمبر۔۲۱۔ میں جو مکالمہ نقل کیا گیا ہے اس سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ قیامت میں یہ عذر قبول نہیں کیا جائے گا کہ میں بے قصور ہوں۔ فلاں نے مجھے بہکا دیا تھا۔ اس لئے مجھے کچھ نہ کہو بلکہ اس کو پکڑو۔ اس آیت سے بھی اور قرآن کی متعدد دوسری آیات سے بھی یہ بات پوری طرح واضح ہے کہ غلط عقائد ونظریات کے داعی اور غلط راہ دکھانے والوں کے ساتھ ان کی اندھی تقلید کرنے والے بھی مجرم قرار جائیں گے۔ اس اصول کی وجہ بھی اور دلیل بھی اگلی آیت میں شیطان کا قول نقل کر کے دی گئی ہے۔ وجہ یہ ہے کہ اگر بہکانے والوں کو پکڑا جائے اور بہکنے والوں کو چھوڑ دیا جائے تو پھر کوئی بھی انسان دوزخ میں نہیں جائے گا کیونکہ انسانوں کو بہکانے والے شیاطین ہیں اور دلیل یہ ہے کہ بہکانے والے انسان ہوں یا شیطان، کسی کو اپنی بات منوانے کا اختیار نہیں ہے۔ وہ صرف دعوت دیتے ہیں۔ اسے قبول کرنے یا نہ کرنے کا اختیار ان کو حاصل ہے جن کو دعوت دی جاتی ہے۔ اس لئے کوئی اپنی مرضی اور اختیار سے غلط دعوت قبول کرتا ہے تو اس کا ذمہ دار وہ خود ہے۔ اس مسئلہ پر اسلام کا جائزہ کورس کے پہلے سبق میں تفصیل سے بحث کی گئی ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

1133

آیت نمبر (24 تا 30)

ف ر ع		
(ف)	فَرْعًا	(۱) بلندی پر چڑھنا (۲) پستی میں اترنا۔
	فَرْعٌ	اسم ذات بھی ہے۔ کسی چیز کا اوپر کا حصہ جو اس کی جڑ سے نکلا ہو۔ جیسی درخت کی شاخ۔ زیر مطالعہ آیت۔ 24

ج ث ث		
(ن)	جَثًّا	کسی کی جڑ کاٹنا۔
(افتعال)	اِجْتِثَاثًا	کسی کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 26۔

ب و ر		
(ن)	بَوْرًا	(۱) کساد بازاری ہونا۔ گھاٹا ہونا۔ (۲) ہلاک ہونا۔ تباہ و برباد ہونا۔ ﴿ یَّرْجُوْنَ تِجَارَۃً لَّنْ تَبُوْرَ ﴾ (35/ فاطر:29) ''وہ لوگ امید رکھتے ہیں ایسی تجارت کی جس میں ہرگز گھاٹا نہیں ہو گا'' ﴿ وَ مَکْرُ اُولٰٓئِکَ ھُوَ یَبُوْرُ ﴾ (35/ فاطر:10) ''اور ان لوگوں کی چالبازی! وہ ہی تباہ و برباد ہوگی۔''
	بَوَارٌ	اسم ذات ہے۔ ہلاکت۔ تباہی۔ زیر مطالعہ آیت۔ 28
	بُوْرٌ	یہ اسم الفاعل بَآئِرٌ کی جمع بھی ہے اور یہ لفظ خود بھی واحد، جمع، مذکر، مونث سب کے لئے آتا ہے۔ ہلاک ہونے والا۔ ﴿ وَ کَانُوْا قَوْمًا بُوْرًا ﴾ (25/الفرقان:18) ''اور وہ لوگ تھے ایک ہلاک ہونے والی قوم۔''

ترکیب

(آیت۔24) ضَرَبَ کا مفعول مَثَلًا ہے جبکہ کَلِمَۃً طَیِّبَۃً اس کا بدل ہونے کی وجہ سے حالت نصب میں ہے۔ (آیت۔26) مَثَلُ کَلِمَۃٍ خَبِیْثَۃٍ مرکب اضافی اور مبتدا ہے جبکہ کَشَجَرَۃٍ خَبِیْثَۃِ اس کی خبر ہے۔ (آیت۔28) بَدَّلُوْا کے دو مفعول آتے ہیں۔ نِعْمَتَ اللّٰہِ اس کا مفعول اول ہے۔ اس کا مفعول ثانی محذوف ہے جو بِسَخَطِ اللّٰہِ یا بِغَضَبِ اللّٰہِ ہو سکتا ہے جبکہ کُفْرًا حال ہونے کی وجہ سے منصوب ہوا ہے۔ (آیت۔29) یَصْلَوْنَ مادہ ''ص ل ی'' میں باب سمع سے مضارع کا جمع مذکر غائب کا صیغہ ہے۔ اگر یہ باب ضَرَبَ سے ہوتا تو یَصْلُوْنَ آتا اور اگر مادہ ''و ص ل'' سے ہوتا تو یَصِلُوْنَ آتا۔

ترجمہ:

اَ	لَمْ تَرَ	کَیْفَ	ضَرَبَ	اللّٰہُ	مَثَلًا	کَلِمَۃً
کیا	آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غور نہیں کیا	کیسے	بیان کی	اللہ نے	ایک مثال جو	ایک ایسی پاکیزہ بات کی ہے جو

طَیِّبَۃً کَشَجَرَۃٍ طَیِّبَۃٍ	اَصْلُھَا	ثَابِتٌ	وَّ فَرْعُھَا	فِی السَّمَآءِ
ایک پاکیزہ درخت کی مانند ہے	اس کی جڑ	جمی رہنے والی ہے	اور اس کی شاخ	آسمان میں ہے

تُؤْتِيْٓ	اُكُلَهَا	كُلَّ حِيْنٍۢ	بِاِذْنِ رَبِّهَا ۭ	وَيَضْرِبُ	اللّٰهُ	1133 الْاَمْثَالَ
وہ دیتا ہے	اپنے پھل	ہروقت	اپنے رب کی اجازت سے	اور بیان کرتا ہے	اللہ	مثالیں

لِلنَّاسِ	لَعَلَّهُمْ	يَتَذَكَّرُوْنَ ۝25	وَمَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيْثَةٍ	كَشَجَرَةٍ خَبِيْثَةِۨ
لوگوں کے لئے	شاید وہ لوگ	نصیحت حاصل کریں	اور کسی گندی بات کی مثال	ایک ایسے گندے درخت کی مانند ہے

اجْتُثَّتْ	مِنْ فَوْقِ الْاَرْضِ	مَا لَهَا	مِنْ قَرَارٍ ۝26	يُثَبِّتُ	اللّٰهُ
جس کو اکھاڑا گیا	زمین کے اوپر سے	نہیں ہے اس کے لئے	کوئی بھی ٹھہراؤ	جما دیتا ہے	اللہ

الَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا	بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ	فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا	وَفِي الْاٰخِرَةِ ۚ
ان لوگوں کو جو	ایمان لائے	جم جانے والی بات سے	دنیوی زندگی میں	اور آخرت میں (بھی)

وَيُضِلُّ	اللّٰهُ	الظّٰلِمِيْنَ ڐ ۙ	وَيَفْعَلُ	اللّٰهُ	مَا	يَشَاۗءُ ۝27	اَ	لَمْ تَرَ
اور گمراہ کرتا ہے	اللہ	ظلم کرنے والوں کو	اور کرتا ہے	اللہ	وہ جو	وہ چاہتا ہے	کیا	آپ نے غور نہیں کیا

اِلَى الَّذِيْنَ	بَدَّلُوْا	نِعْمَتَ اللّٰهِ	كُفْرًا	وَّاَحَلُّوْا	قَوْمَهُمْ
ان کی طرف جنہوں نے	تبدیل کیا	اللہ کی نعمت کو	ناشکری کرتے ہوئے	اور انہوں نے اتارا	اپنی قوم کو

دَارَ الْبَوَارِ ۝28 ۙ	جَهَنَّمَ ۚ	يَصْلَوْنَهَا ۭ	وَبِئْسَ	الْقَرَارُ ۝29
تباہی کے گھر میں	جو جہنم ہے	وہ لوگ گریں گے اس میں	اور کتنا برا ہے	یہ ٹھہرنا

وَجَعَلُوْا	لِلّٰهِ	اَنْدَادًا	لِّيُضِلُّوْا	عَنْ سَبِيْلِهٖ ۭ	قُلْ
اور انہوں نے بنائے	اللہ کے لئے	مدمقابل	تاکہ وہ گمراہ کریں (لوگوں کو)	اس کے راستے سے	آپ کہئے

تَمَتَّعُوْا	فَاِنَّ	مَصِيْرَكُمْ	اِلَى النَّارِ ۝30
تم لوگ فائدہ اٹھالو	پھر بیشک	تمہارا لوٹنا	آگ کی طرف ہے

نوٹ۔1

كَلِمَةً طَيِّبَةً سے کلمہ توحید اور اس پر مبنی عقائد ونظریات ہیں۔ شَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ وہ درخت جو پھل دینے والا، سایہ دار اور نفع بخش ہو۔ درخت چونکہ زمین اور فضا دونوں سے غذا اور قوت حاصل کرتا ہے اس لئے فرمایا کہ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّ فَرْعُهَا فِي السَّمَاۗءِ یعنی زمین میں اس کی جڑیں اتری ہوئی ہونے کے سبب سے زمین سے بھی اسے پوری غذا مل رہی ہے اور شاخیں فضا میں پھیلی ہوئی ہونے کی وجہ سے فضا بھی اس کی پرورش میں پورا پورا حصہ لے رہی ہے۔

کلمہ توحید کی تمثیل ایک ایسے درخت سے دے کر قرآن نے ایک حقیقت تو یہ واضح فرمائی کہ اس کی جڑیں انسانی عقل وفطرت کے اندر بھی گہری اتری ہوئی ہیں اور عنداللہ بھی یہ سب سے زیادہ قدرو قیمت رکھنے والی حقیقت ہے۔ دوسری حقیقت یہ واضح فرمائی کہ اس کو انسانی فطرت کے اندر سے بھی برابر غذا اور قوت حاصل ہوتی رہتی ہے اور اوپر سے بھی برابر ترشحات (یعنی سکینت) نازل ہوتے رہتے

ہیں۔ تیسری حقیقت یہ واضح فرمائی کہ اس کی برکات ابدی اور دائمی ہیں۔ اس کا فیض ہمیشہ جاری رہتا ہے۔ 1133 جس کے سینہ میں یہ نور موجود ہے وہ ہمیشہ آسودہ اور شادکام رہتا ہی۔ (تدبر قرآن)

نوٹ۔2

زندگی کی گہما گہمی میں کبھی کبھار اللہ کے کسی ایسے بندے سے ملاقات ہوجاتی ہے جس نے توحید پر مبنی عقائد ونظریات سے اپنے سینے کو اباد کیا ہوا ہے اور ان کے برکات وثمرات سے فیض یاب بھی ہو رہا ہے، تو اس وقت ایک شعر ضرور ذہن میں آتا ہے۔ وہ پیش خدمت ہے۔ جگر مرحوم کا شعر ہے جس میں ایک لفظ تبدیل کر دیا گیا ہے۔

ہستی مومن اللہ اللہ	فرش نشیں اور عرش نشین

آیت نمبر (31 تا 34)

ح ص ی

(ض) حَصْیًا : (۱) کنکری سے مارنا۔ (۲) کنکری پر گنتی کرنا۔

(افعال) اِحْصَاءً : (۱) کسی چیز کی گنتی کو پورا کرنا۔ شمار مکمل کرنا۔ (۲) کسی کام کا حق پورا کرنا۔ نباہ کرنا (۳) گھیر لینا۔ احاطہ کرنا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 34۔ ﴿عَلِمَ اَنۡ لَّنۡ تُحۡصُوۡهُ فَتَابَ عَلَیۡكُمۡ﴾ ’’(اس نے یعنی اللہ نے جانا کہ تم لوگ ہرگز نہ نباہ سکو گے اس کو تو اس نے شفقت کی تم لوگوں پر۔‘‘ (73/مزمل:20) ﴿لَا یُغَادِرُ صَغِیۡرَۃً وَّ لَا كَبِیۡرَۃً اِلَّاۤ اَحۡصٰىهَا﴾ ’’یہ نہیں چھوڑتی کوئی چھوٹی اور نہ کوئی بڑی سوائے اس کے کہ گھیر لیا اس کو۔‘‘ (18/الکہف:49)

ترکیب

(آیت۔31) یُقِیۡمُوۡا اور یُنۡفِقُوۡا کے نون اعرابی گرے ہوئے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ ان کے لام امر محذوف ہیں اور یہ فعل امر غائب کے صیغے ہیں۔ (آیت۔34) لَا تُحۡصُوۡهَا میں جو لَا ہے یہ لائے نہی نہیں ہے بلکہ لائے نفی ہے اور تُحۡصُوۡا دراصل اِنۡ کا جواب شرط ہونے کی وجہ سے مجزوم ہوا ہے۔

ترجمہ:

قُلۡ	لِّعِبَادِیَ الَّذِیۡنَ	اٰمَنُوۡا	یُقِیۡمُوا	الصَّلٰوۃَ
آپ کہہ دیجئے	میرے ان بندوں سے جو	ایمان لائے کہ	چاہیے کہ وہ لوگ قائم رکھیں	نماز کو

وَیُنۡفِقُوۡا	مِمَّا	رَزَقۡنٰهُمۡ	سِرًّا	وَّعَلَانِیَۃً
اور چاہیے کہ وہ لوگ خرچ کریں	اس میں سے جو	ہم نے عطا کیا ان کو	پوشیدہ	اور علانیہ

مِّنۡ قَبۡلِ	اَنۡ	یَّاۡتِیَ	یَوۡمٌ	لَّا بَیۡعٌ	فِیۡهِ	وَلَا خِلٰلٌ ﴿۳۱﴾
اس سے پہلے	کہ	آئے	ایک ایسا دن	کوئی سودا نہیں ہے	جس میں	اور نہ ہی دوستی
اَللّٰهُ	الَّذِیۡ	خَلَقَ	السَّمٰوٰتِ	وَالۡاَرۡضَ	وَاَنۡزَلَ	مِنَ السَّمَآءِ
اللہ	وہ ہے جس نے	پیدا کیا	آسمانوں کو	اور زمین کو	اور اسنے اتارا	آسمانوں سے
مَآءً	فَاَخۡرَجَ	بِهٖ	مِنَ الثَّمَرٰتِ	رِزۡقًا	لَّكُمۡ ۚ	وَسَخَّرَ
پانی	پھر اس نے نکالے	اس سے	پھل	بطور رزق	تمہارے لئے	اور اس نے مطیع کیا

لَكُمْ	الْفُلْكَ	لِتَجْرِیَ	فِی الْبَحْرِ	بِاَمْرِهٖ ۚ	وَسَخَّرَ	1133 لَكُمُ
تمہارے لئے	کشتی کو	تا کہ وہ بہے	سمندر میں	اس کے حکم سے	اور اس نے مطیع کیا	تمہارے لئے

الْاَنْهٰرَ ۚ ﴿۳۲﴾	وَسَخَّرَ	لَكُمُ	الشَّمْسَ	وَالْقَمَرَ	دَآىِٕبَيْنِ ۚ
نہروں کو	اور اس نے مسخر کیا	تمہارے لئے	سورج کو	اور چاند کو	مسلسل چلنے والے ہوتے ہوئے

وَسَخَّرَ	لَكُمُ	الَّيْلَ	وَالنَّهَارَ ۚ ﴿۳۳﴾	وَاٰتٰىكُمْ
اور اس نے مسخر کیا	تمہارے لئے	رات کو	اور دن کو	اور اس نے دیا تم لوگوں کو
مِّنْ كُلِّ مَا	سَاَلْتُمُوْهُ ۭ	وَاِنْ	تَعُدُّوْا	نِعْمَتَ اللّٰهِ
اس کے سب میں سے جو	تم لوگوں نے مانگا اس سے	اور اگر	تم لوگ گنتی کرو گے	اللہ کی نعمت کی
لَا تُحْصُوْهَا ۭ	اِنَّ	الْاِنْسَانَ	لَظَلُوْمٌ	كَفَّارٌ ۧ ﴿۳۴﴾
تو شمار پورا نہ کر پاؤ گے اس کا	بیشک	انسان	یقیناً بے انتہا ظلم کرنے والا ہے	انتہائی ناشکرا ہے

نوٹ۔1

وَاٰتٰىكُمْ مِّنْ كُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْهُ کا مطلب قاضی بیضاویؒ نے یہ بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو ہر وہ چیز دے دی جو مانگنے کے قابل ہے خواہ انسان نے مانگی ہو یا نہ مانگی ہو۔ (معارف القرآن)

آیت نمبر (35 تا 41)

ترکیب

(آیت۔35) وَاجْنُبْ کا مفعول ہونے کی وجہ سے بَنِيَّ حالت نصب میں ہے۔ یہ لفظ بَنِيْنَ تھا۔ مضاف ہونے کی وجہ سے نون اعرابی گرا تو بَنِيْ باقی بچا پھر اس پر مضاف الیہ یائے متکلم داخل ہوئی تو بَنِيَّ استعمال ہوا۔ (آیت۔37)۔ بِوَادٍ نکرہ مخصوصہ ہے اور اس کی خصوصیت یعنی صفت ہونے کی وجہ سے غَيْرِ حالت جر میں آیا ہے۔ (آیت۔40) تَقَبَّلْ کے مفعول دُعَاۗءِ پر نہ تو لام تعریف ہے، نہ تنوین ہے اور یہ حالت جر میں ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ دراصل مضاف دُعَاۗءِ تھا۔ اس پر مضاف الیہ یائے متکلم داخل ہوا تو دُعَاۗءِیْ ہو گیا۔ یہاں یائے متکلم گری ہوئی ہے۔

ترجمہ:

وَاِذْ	قَالَ	اِبْرٰهِيْمُ	رَبِّ	اجْعَلْ	هٰذَا الْبَلَدَ	اٰمِنًا
اور جب	کہا	ابراہیمؑ نے	اے میرے رب	تو بنا	اس شہر کو	امن میں ہونے والا

وَّاجْنُبْنِيْ	وَبَنِيَّ	اَنْ	نَّعْبُدَ	الْاَصْنَامَ ۭ ﴿۳۵﴾
اور تو دور کر دے مجھ کو	اور میرے بیٹوں کو	کہ	ہم عبادت کریں	بتوں کی

رَبِّ	اِنَّهُنَّ	اَضْلَلْنَ	كَثِيْرًا	مِّنَ النَّاسِ ۚ	فَمَنْ	تَبِعَنِيْ
اے میرے رب	بیشک انہوں نے	گمراہ کیا	بہتوں کو	لوگوں میں سے	پس جس نے	پیروی کی میری

فَاِنَّهٗ	مِنِّيْ ۚ	وَمَنْ	عَصَانِيْ	فَاِنَّكَ	غَفُوْرٌ
تو بیشک وہ	مجھ میں سے ہے	اور جس نے	نافرمانی کی میری	تو بیشک تو	بے انتہا بخشنے والا ہے

رَّحِيمٌ ﴿٣٦﴾	رَبَّنَآ	اِنِّیٓ	اَسۡکَنۡتُ	1133 مِنۡ ذُرِّيَّتِیۡ
ہر حال میں رحم کرنے والا ہے	اے ہمارے رب	بیشک میں نے	بسا دیا	اپنی اولاد میں سے (ایک کو)

بِوَادٍ	غَيۡرِ ذِیۡ زَرۡعٍ	عِنۡدَ بَيۡتِكَ الۡمُحَرَّمِ ۙ	رَبَّنَا
ایک ایسی وادی میں جو	کھیتی والی نہیں ہے	تیرے محترم گھر کے پاس	اے ہمارے رب

لِيُقِيۡمُوا	الصَّلٰوةَ	فَاجۡعَلۡ	اَفۡـِٕدَةً	مِّنَ النَّاسِ
تاکہ وہ لوگ قائم رکھیں	نماز کو	پس تو بنادے	کچھ دلوں کو	لوگوں میں سے
تَهۡوِیۡۤ	اِلَيۡهِمۡ	وَارۡزُقۡهُمۡ	مِّنَ الثَّمَرٰتِ	لَعَلَّهُمۡ
(کہ) وہ مائل ہوتے ہوں	ان کی طرف	اور تو رزق دے ان کو	پھلوں میں سے	شائد وہ لوگ

يَشۡكُرُوۡنَ ﴿٣٧﴾	رَبَّنَآ	اِنَّكَ	تَعۡلَمُ	مَا	نُخۡفِیۡ	وَمَا
شکرادا کریں	اے ہمارے رب	بیشک تو	جانتا ہے	اس کو جو	ہم چھپاتے ہیں	اور اس کو جو

نُعۡلِنُ ؕ	وَمَا يَخۡفٰی	عَلَی اللّٰهِ	مِنۡ شَیۡءٍ	فِی الۡاَرۡضِ
ہم آشکار کرتے ہیں	اور پوشیدہ نہیں ہوتی ہے	اللہ پر	کوئی بھی چیز	زمین میں
وَلَا فِی السَّمَآءِ ﴿٣٨﴾	اَلۡحَمۡدُ	لِلّٰهِ الَّذِیۡ	وَهَبَ	لِیۡ
اور نہ ہی آسمان میں	تمام حمد	اس اللہ کے لئے ہے جس نے	عطا کیا	مجھے

عَلَی الۡكِبَرِ	اِسۡمٰعِيۡلَ	وَاِسۡحٰقَ ؕ	اِنَّ	رَبِّیۡ	لَسَمِيۡعُ الدُّعَآءِ ﴿٣٩﴾
بڑھاپے کے باوجود	اسماعیلؑ	اور اسحاقؑ	بیشک	میرا رب	یقیناً دعا کو سننے والا ہے

رَبِّ	اجۡعَلۡنِیۡ	مُقِيۡمَ الصَّلٰوةِ	وَمِنۡ ذُرِّيَّتِیۡ ۖ	رَبَّنَا
اے میرے رب	تو بنادے مجھ کو	نماز کو قائم رکھنے والا	اور میری اولاد میں سے (بھی)	اے ہمارے رب
وَتَقَبَّلۡ	دُعَآءِ ﴿٤٠﴾	رَبَّنَا	اغۡفِرۡ لِیۡ	وَلِوَالِدَیَّ
اور تو قبول کر	میری دعا کو	اے ہمارے رب	تو بخش دینا مجھ کو	اور میرے والدین کو

وَلِلۡمُؤۡمِنِيۡنَ ۬	يَوۡمَ	يَقُوۡمُ	الۡحِسَابُ ﴿٤١﴾
اور تمام ایمان لانے والوں کو	جس دن	قائم ہوگا	حساب

آیت نمبر (42 تا 46)

ش خ ص

(ف) شُخُوۡصًا آنکھوں کا کھلا رہ جانا۔ ٹکٹکی لگنا۔ زیر مطالعہ آیت۔42۔

1133

شَاخِصَةٌ — اسم فاعل ہے۔ کھلی رہ جانے والی۔ ﴿ فَاِذَا هِيَ شَاخِصَةٌ اَبْصَارُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ﴾ (21/الانبیاء:97) ’’تو جب ہی کھلی رہ جانے والی ہیں ان کی آنکھیں جنہوں نے کفر کیا۔‘‘

ھ ط ع

(ف) — هَطْعًا — جلدی جلدی چلنا۔ لپکنا۔ دوڑنا۔

(افعال) — اِهْطَاعًا — ثلاثی مجرد کا ہم معنی ہے۔

مُهْطِعٌ — لپکنے والا۔ دوڑنے والا۔ زیر مطالعہ آیت۔43۔

ق ن ع

(ک) — قَنَاعَةً — جو کچھ حصہ میں آئے اس پر راضی ہونا۔

قَانِعٌ — قناعت کرنے والا۔ ﴿ وَاَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ ﴾ (22/الحج:36) ’’اور تم لوگ کھلاؤ قناعت کرنے والے کو اور مانگنے والے کو۔‘‘

(ف) — قُنُوْعًا — پہاڑ پر چڑھنا۔ بلند ہونا۔

(افعال) — اِقْنَاعًا — بلند کرنا۔

مُقْنِعٌ — بلند کرنے والا۔ زیر مطالعہ آیت۔43۔

ز و ل

(ن) — زَوَالًا — اپنی جگہ چھوڑ کر کسی جانب مائل ہونا۔ ہٹ جانا۔ ٹل جانا۔ زیر مطالعہ آیت۔44۔46

ترجمہ:

وَلَا تَحْسَبَنَّ	اللّٰهَ	غَافِلًا	عَمَّا	يَعْمَلُ	الظّٰلِمُوْنَ ۬
اور آپ ہرگز گمان مت کریں	اللہ کو	غافل	اس سے جو	عمل کرتے ہیں	ظالم لوگ

اِنَّمَا	يُؤَخِّرُ	هُمْ	لِيَوْمٍ	تَشْخَصُ
کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	وہ مؤخر کرتا ہے (مہلت دیتا ہے)	ان کو (پکڑنے میں)	ایک ایسے دن کے لئے	کھلی کی کھلی رہ جائیں گی

فِيْهِ	الْاَبْصَارُ ۙ﴿٤٢﴾	مُهْطِعِيْنَ	مُقْنِعِيْ رُءُوْسِهِمْ
جس میں	آنکھیں	دوڑنے والے ہوتے ہوئے	اپنے سروں کو اٹھائے ہوئے

لَا يَرْتَدُّ	اِلَيْهِمْ	طَرْفُهُمْ ۚ	وَاَفْـِٕدَتُهُمْ	هَوَآءٌ ﴿٤٣﴾	وَاَنْذِرِ
نہیں پلٹے گی	ان کی طرف	ان کی نگاہیں	اور ان کے دل	ڈولتے ہوں گے	اور آپ خبردار کریں
النَّاسَ	يَوْمَ	يَاْتِيْهِمُ	الْعَذَابُ	فَيَقُوْلُ	الَّذِيْنَ
لوگوں کو	ایسے دن سے جب	پہنچے گا ان کو	عذاب	پھر کہیں گے	وہ لوگ جنہوں نے

ظَلَمُوْا	رَبَّنَآ	اَخِّرْنَآ	اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ	1133 نُّجِبْ
ظلم کیا	اے ہمارے رب	تو مہلت دے ہم کو	ایک قریبی مدت تک	تو ہم قبول کریں گے

دَعْوَتَكَ	وَنَتَّبِعِ	الرُّسُلَ ط	اَوَ	لَمْ تَكُوْنُوْٓا	اَقْسَمْتُمْ
تیری دعوت کو	اور ہم پیروی کریں گے	رسولوں کی	تو کیا	تم لوگ نہیں تھے	(کہ) تم لوگوں نے قسم کھائی

مِّنْ قَبْلُ	مَا لَكُمْ	مِّنْ زَوَالٍ ۴۴	وَّ سَكَنْتُمْ
اس سے پہلے	(کہ) تمہارے لئے نہیں ہے	کہیں بھی ہٹ کر جانا	اور تم لوگوں نے سکونت اختیار کی

فِيْ مَسٰكِنِ الَّذِيْنَ	ظَلَمُوْٓا	اَنْفُسَهُمْ	وَتَبَيَّنَ	لَكُمْ	كَيْفَ
ان کے ٹھکانوں میں جنھوں نے	ظلم کیا	اپنی جانوں پر	اور واضح ہوا	تمہارے لئے	(کہ) کیسا

فَعَلْنَا	بِهِمْ	وَضَرَبْنَا	لَكُمُ	الْاَمْثَالَ ۴۵	وَقَدْ مَكَرُوْا
ہم نے کیا	ان کے ساتھ	اور ہم نے بیان کیں	تمہارے لئے	تمام مثالیں	اور وہ چالیں چل چکے

مَكْرَهُمْ	وَعِنْدَ اللّٰهِ	مَكْرُهُمْ ط	وَاِنْ	كَانَ
اپنی چالبازی کی	اور اللہ کے سامنے ہیں	ان کی چالیں	اور واقعی	تھیں

مَكْرُهُمْ	لِتَزُوْلَ	مِنْهُ	الْجِبَالُ ۴۶
ان کی چالیں ایسی	کہ ٹل جائیں	ان سے	پہاڑ

نوٹ۔1

(آیت۔۴۵) میں اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ دوسری قوموں کی مثالیں ہم نے بیان کیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ فاعل حقیقی ہے۔ لیکن اسباب وعلل کی اس دنیا میں اس کا ظہور اس طرح تھا کہ دوسری قوموں کے حالات وواقعات اللہ تعالیٰ نے لوک کہانیوں میں محفوظ کرا دیئے تھے۔ مقصد یہ تھا کہ لوگ عبرت حاصل کریں اور اپنا طرز عمل درست کریں لیکن لوگوں نے اسے محض ایک تفریح کا ذریعہ بنا لیا۔ وہی حالات وواقعات اب تاریخ کی کتابوں میں محفوظ ہیں۔ آج بھی پڑھتے ہیں بلکہ بڑی بڑی ریسرچ کرتے ہیں لیکن عبرت نہیں پکڑتے ہیں۔ اِلَّا مَاشَآءَ اللّٰهُ۔

آیت نمبر (47تا52)

ص ف د

(ض) صَفَدًا: قید کرنا۔ ہتھکڑی لگانا۔ بیڑی ڈالنا۔

صَفَدٌ: ج اَصْفَادٌ۔ ہتھکڑی۔ بیڑی۔ زیر مطالعہ آیت۔ 49۔

س ر ب ل

(رباعی) سِرْبَالًا: قمیص یا کرتا پہنانا۔

سِرْبَالٌ	ج سَرَابِيْلُ۔اسم ذات بھی ہے۔قمیص یا کرتا خواہ کسی چیز سے بنا ہوا ہو۔زیر مطالعہ آیت۔50

1133

ق ط ر

(ن)	قَطْرًا	(۱) کسی کو پہلو پر گرا دینا۔(۲) پانی کا جاری ہونا بہنا۔(کثیر المعانی لفظ ہے)
	قُطْرٌ	ج اَقْطَارٌ۔کسی چیز کا پہلو۔کنارہ۔﴿اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ فَانْفُذُوْا﴾ (55/الرحمن:33) ''اگر تمہیں طاقت ہے کہ تم لوگ نکل جاؤ آسمانوں اور زمین کے کناروں سے تو نکل جاؤ۔''
	قِطْرٌ	پگھلا ہوا تانبا۔﴿وَ اَسَلْنَا لَهٗ عَيْنَ الْقِطْرِ﴾ (34/سبا:12) ''اور بہایا ہم نے ان کے لئے پگھلے ہوئے تانبے کا چشمہ۔''
	قِطْرَانٌ	ایک روغنی سیال مادہ جو صنوبر جیسے درخت سے حاصل کیا جاتا ہے۔تارکول۔گندھک۔زیر مطالعہ آیت۔50۔

ترجمہ:

فَلَا تَحْسَبَنَّ	اللّٰهَ	مُخْلِفَ وَعْدِهٖ	رُسُلَهٗ	اِنَّ اللّٰهَ
پس آپ ہرگز گمان مت کریں	اللہ کو	اپنے وعدہ کے خلاف کرنے والا	اپنے رسولوں سے	بیشک اللہ

عَزِيْزٌ	ذُو انْتِقَامٍ ﴿۴۷﴾	يَوْمَ	تُبَدَّلُ	الْاَرْضُ	غَيْرَ الْاَرْضِ
بالادست ہے	انتقام لینے والا ہے	جس دن	تبدیل کی جائے گی	یہ زمین	اس زمین کے علاوہ سے

وَالسَّمٰوٰتُ	وَبَرَزُوْا	لِلّٰهِ	الْوَاحِدِ	الْقَهَّارِ ﴿۴۸﴾
اور سارے آسمان (بھی)	اور وہ لوگ سامنے آئیں گے	اللہ کے	جو واحد ہے	پوری طرح غالب ہے

وَتَرَى	الْمُجْرِمِيْنَ	يَوْمَئِذٍ	مُّقَرَّنِيْنَ	فِي الْاَصْفَادِ ﴿۴۹﴾
اور آپ دیکھیں گے	مجرموں کو	اس دن	جکڑے ہوئے	بیڑیوں میں

سَرَابِيْلُهُمْ	مِّنْ قَطِرَانٍ	وَّتَغْشٰى	وُجُوْهَهُمُ	النَّارُ ﴿۵۰﴾
ان کے کرتے	گندھک کے ہوں گے	اور ڈھانک لے گی	ان کے چہروں کو	آگ

لِيَجْزِيَ	اللّٰهُ	كُلَّ نَفْسٍ	مَّا	كَسَبَتْ	اِنَّ اللّٰهَ
تاکہ جزا دے	اللہ	ہر ایک جان کو	وہ جو	اس نے کمایا	بیشک اللہ

سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۵۱﴾	هٰذَا	بَلٰغٌ	لِّلنَّاسِ	وَلِيُنْذَرُوْا	بِهٖ	وَلِيَعْلَمُوْٓا
جلد حساب لینے والا ہے	یہ	پیغام ہے	لوگوں کے لیے	اور تاکہ لوگ خبردار کئے جائیں	اس سے	اور تاکہ لوگ جان لیں کہ

اَنَّمَا	هُوَ	اِلٰهٌ وَّاحِدٌ	وَّلِيَذَّكَّرَ	اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿۵۲﴾
کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	وہ	ایک خدا ہے	اور تاکہ یاد دہانی حاصل کریں	عقل والے

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

1133

سورۃ الحجر (15)

آیت نمبر (1 تا 5)

ء	م	ل

(ن) آمَلًا امید کرنا۔

آمَلٌ اسم ذات بھی ہے۔ امید۔ زیر مطالعہ آیت۔3۔

ترکیب

(آیت۔1) اٰیٰتُ مضاف ہے۔ اَلۡکِتٰبِ اس کا پہلا مضاف الیہ ہے۔ اور قُرۡاٰنٍ مُّبِیۡنٍ اس کا دوسرا مضاف الیہ ہونے کی وجہ سے حالت جر میں آیا ہے۔ (آیت۔3) ذَرۡ فعل امر ہے۔ اس کا جواب امر ہونے کی وجہ سے یَاۡکُلُوۡا۔ یَتَمَتَّعُوۡا۔ اور یُلۡھِ مجزوم آئے ہیں۔ (آیت۔4) اَھۡلَکۡنَا کا مفعول ہونے کی وجہ سے مِنۡ قَرۡیَۃٍ محلاً حالت نصب میں ہے۔ (آیت۔5) تَسۡبِقُ کا فاعل ہونے کی وجہ سے مِنۡ اُمَّۃٍ محلاً حالت رفع میں ہے۔

ترجمہ:

الٓرٰ قف	تِلۡكَ	اٰیٰتُ الۡکِتٰبِ	وَقُرۡاٰنٍ مُّبِیۡنٍ ①	رُبَمَا	یَوَدُّ
......	یہ	اس کتاب کی آیتیں ہیں	اور واضح قرآن کی	بہت ہی	خواہش کریں گے
الَّذِیۡنَ	کَفَرُوۡا	لَوۡ	کَانُوۡا	مُسۡلِمِیۡنَ ②	ذَرۡ
وہ لوگ جنہوں نے	انکار کیا	کاش	وہ ہوتے	فرمانبرداری کرنے والے	آپ چھوڑ دیں
ھُمۡ	یَاۡکُلُوۡا	وَیَتَمَتَّعُوۡا	وَیُلۡھِھِمُ	الۡاَمَلُ	فَسَوۡفَ
ان لوگوں کو	کہ وہ کھائیں	اور فائدہ اٹھائیں	اور غافل کرے ان کو	امید	تو عنقریب
یَعۡلَمُوۡنَ ③	وَمَاۤ اَھۡلَکۡنَا	مِنۡ قَرۡیَۃٍ	اِلَّا	وَ	لَھَا
وہ جان لیں گے	اور ہم نے ہلاک نہیں کیا	کسی بھی بستی کو	مگر	اس حال میں کہ	اس کے لئے تھا
کِتَابٌ مَّعۡلُوۡمٌ ④	مَا تَسۡبِقُ	مِنۡ اُمَّۃٍ	اَجَلَھَا	وَمَا یَسۡتَاۡخِرُوۡنَ ⑤	
ایک مقرر وقت	آگے نہیں نکلی	کوئی بھی امت	اپنے وقت سے	اور نہ وہ پیچھے رہتے ہیں	

نوٹ۔1

کِتَابٌ مَّعۡلُوۡمٌ کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر قوم کے لئے پہلے سے طے کر لیتا ہے کہ اس کو سننے، سمجھنے اور سنبھلنے کے لئے اتنی مہلت دی جائے گی اور اس حد تک اسے اپنی من مانی کا موقع دیا جاتا رہے گا۔ یہ مہلت جب تک باقی رہتی ہے وہ ڈھیل دیتا رہتا ہے اور سرکشی کرتے ہی فوراً اس نے کبھی بھی کسی قوم کو نہیں پکڑا۔ (تفہیم القرآن سے ماخوذ)

آیت نمبر (6تا13)

1133

س ل ک

(ن) سَلَكَ (۱) کسی راستہ پر چلنا۔ کسی چیز میں داخل ہونا۔ پڑنا۔ (لازم)
(۲) کسی راستہ پر چلانا۔ کسی چیز میں داخل کرنا۔ ڈالنا۔ (متعدی) زیرِ مطالعہ آیت ۔12

ترجمہ:

وَقَالُوْا	يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْ	نُزِّلَ	عَلَيْهِ	الذِّكْرُ	اِنَّكَ
اور انہوں نے کہا	اے وہ (شخص)	نازل کیا گیا	جس پر	اس نصیحت کو	بیشک تو

لَمَجْنُوْنٌ ۞۶	لَوْ مَا	تَاْتِيْنَا	بِالْمَلٰٓئِكَةِ	اِنْ	كُنْتَ	مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۞۷
یقیناً مجنون ہے	کیوں نہیں	تو آتا ہمارے پاس	فرشتوں کے ساتھ	اگر	تو ہے	سچ کہنے والوں میں سے

مَا نُنَزِّلُ	الْمَلٰٓئِكَةَ	اِلَّا	بِالْحَقِّ	وَمَا كَانُوْٓا	اِذًا	مُّنْظَرِيْنَ ۞۸
ہم نہیں اتارتے	فرشتوں کو	مگر	حق کے ساتھ	اور وہ نہ ہوئے	پھر تو	مہلت دیئے ہوئے

اِنَّا نَحْنُ	نَزَّلْنَا	الذِّكْرَ	وَاِنَّا	لَهٗ	لَحٰفِظُوْنَ ۞۹
بیشک ہم نے ہی	اتارا	اس نصیحت کو	اور بیشک ہم	اس کی	یقیناً حفاظت کرنے والے ہیں

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا	مِنْ قَبْلِكَ	فِيْ شِيَعِ الْاَوَّلِيْنَ ۞۱۰	وَمَا يَاْتِيْهِمْ
اور یقیناً ہم بھیج چکے ہیں (رسولوں کو)	آپ سے پہلے	پہلے لوگوں میں	اور نہیں آتا ان کے پاس
مِّنْ رَّسُوْلٍ	اِلَّا	كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۞۱۱	كَذٰلِكَ
کوئی بھی رسول	سوائے اس کے کہ	وہ لوگ اس کا مذاق اڑایا کرتے تھے	اس طرح

نَسْلُكُهٗ	فِيْ قُلُوْبِ الْمُجْرِمِيْنَ ۞۱۲	لَا يُؤْمِنُوْنَ
ڈال دیتے ہیں ہم اس کو (یعنی استہزا کو)	مجرموں کے دلوں میں	یہ لوگ ایمان نہیں لائیں گے
بِهٖ	وَقَدْ خَلَتْ	سُنَّةُ الْاَوَّلِيْنَ ۞۱۳
اس پر	اور گزر چکی ہے	پہلے لوگوں کی عادت

نوٹ۔1

حفاظت قرآن کے وعدے میں حفاظت حدیث بھی داخل ہے کیونکہ تمام اہل علم اس پر متفق ہیں کہ قرآن نہ تو صرف الفاظ قرآنی کا نام ہے اور نہ ہی صرف معانی قرآنی کا، بلکہ دونوں کے مجموعے کو قرآن کہا جاتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ معانی اور مضامین قرآنیہ تو دوسری کتابوں میں بھی موجود ہیں اور اسلامی تصانیف میں تو عموماً مضامین قرآنیہ ہی ہوتے ہیں، مگر ان کو قرآن نہیں کہا جاتا کیونکہ الفاظ قران کے نہیں ہیں۔ اسی طرح اگر کوئی شخص قرآن کریم کے متفرق الفاظ اور جملے لے کر ایک مقالہ یا رسالہ لکھ دے تو اس کو بھی قرآن نہیں

کہا جائے گا۔ خواہ اس میں ایک لفظ بھی قرآن کے باہر کا نہ ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ قرآن صرف اس مصحف 1133 ربانی کا نام ہے جس کے الفاظ اور معانی ساتھ ساتھ محفوظ ہیں۔

جب یہ معلوم ہوا کہ قرآن صرف الفاظ قرآن کا نام نہیں بلکہ معانی بھی اس کا ایک جز ہیں تو حفاظت قرآن کی جو ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں لی ہے اس میں جس طرح الفاظ قرآنی کی حفاظت کا وعدہ ہے اسی طرح معانی اور مضامین قرآن کی حفاظت اور معنوی تحریف سے اس کو محفوظ رکھنے کا وعدہ بھی شامل ہے۔

اور یہ ظاہر ہے کہ معانیٔ قرآن وہی ہیں جن کی تعلیم دینے کے لئے رسول اللہ ﷺ کو مبعوث فرمایا گیا۔ جیسا کہ قرآن کریم میں فرمایا گیا ''تا کہ آپؐ واضح کردیں لوگوں کے لئے اس کو جو نازل کیا گیا ان لوگوں کی طرف۔'' (16/24) اور یہی معنی اس آیت کے ہیں کہ ''اور وہ تعلیم دیتے ہیں تم لوگوں کو کتاب کی اور حکمت کی۔'' (2/151) اور اسی لئے آپؐ نے فرمایا کہ میں تو معلم بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ اور جب رسول اللہ ﷺ کو معانی قرآن کے بیان اور تعلیم کے لئے بھیجا گیا تو آپؐ نے امت کو جن اقوال وافعال کے ذریعہ تعلیم دی ان ہی کا نام حدیث ہے۔ جب حدیث رسولؐ درحقیقت تفسیر قرآن اور معانی قرآن ہیں، جن کی حفاظت اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لی ہے تو پھر یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ قرآن کے صرف الفاظ محفوظ رہ جائیں اور معانی یعنی احادیث رسولؐ ضائع ہوجائیں۔ (معاف القرآن)

آیت نمبر (14 تا 18)

ع ر ج

(ن-ض)	عُرُوْجًا	اوپر چڑھنا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 14
	مِعْرَجٌ	ج مَعَارِجُ۔ چڑھنے کا آلہ۔ سیڑھی۔ ﴿مِّنَ اللّٰهِ ذِي الْمَعَارِجِ ۝۳﴾ (70/المعارج:3) ''اللہ کی طرف سے جو زینوں کا مالک ہے۔''
(س)	عَرَجًا	لنگڑانا۔ لنگڑا کر چلنا۔
	اَعْرَجُ	اَفْعَلُ الوان وعیوب پر صفت ہے۔ لنگڑا۔ ﴿لَيْسَ عَلَى الْاَعْمٰى حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْاَعْرَجِ حَرَجٌ﴾ (24/النور:61) ''اندھے پر کوئی گناہ نہیں ہے اور نہ ہی لنگڑے پر کوئی گناہ ہے۔''

ش ھ ب

(س-ك)	شَهَبًا	سیاہی مائل سفید ہونا۔
(ف)	شَهْبًا	گرمی کا کسی کو جھلس دینا۔
	شِهَابٌ	ج شُهُبٌ۔ شعلہ۔ انگارہ۔ زیر مطالعہ آیت۔ 18

ترجمہ:

وَلَوْ	فَتَحْنَا	عَلَيْهِمْ	بَابًا	مِّنَ السَّمَآءِ	فَظَلُّوْا	فِيْهِ
اور اگر	ہم کھول دیں	ان پر	ایک دروازہ	آسمان میں سے	پھر وہ لگیں	اس میں

يَعْرُجُوْنَ ﴿۱۴﴾	لَقَالُوْٓا	اِنَّمَا	1133 سُكِّرَتْ اَبْصَارُنَا
اوپر چڑھتے	تو ضرور کہیں گے	کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	ہماری نظر بندی کر دی گئی

بَلْ	نَحْنُ	قَوْمٌ مَّسْحُوْرُوْنَ ﴿۱۵﴾	وَلَقَدْ جَعَلْنَا	فِي السَّمَآءِ
بلکہ	ہم	جادو کئے ہوئے لوگ ہیں	اور بیشک ہم نے بنائی ہیں	آسمان میں

بُرُوْجًا	وَّزَيَّنّٰهَا	لِلنّٰظِرِيْنَ ﴿۱۶﴾	وَحَفِظْنٰهَا
(سیاروں کی) منزلیں	اور ہم نے مزین کیا ان کو	دیکھنے والوں کے لئے	اور ہم نے محفوظ کیا ان کو
مِنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ رَّجِيْمٍ ﴿۱۷﴾	اِلَّا	مَنِ	اسْتَرَقَ
ہر دھتکارے ہوئے شیطان سے	سوائے اس کے کہ	جس نے	چپکے سے چرایا

السَّمْعَ	فَاَتْبَعَهٗ	شِهَابٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۸﴾
سننے کو	تو پیچھے لگتا ہے اس کے	ایک روشن انگارہ

نوٹ۔1

بعض کا قول ہے کہ بروجا سے مراد سورج اور چاند کی منزلیں ہیں۔ عطیہ کہتے ہیں کہ یہ وہ جگہیں ہیں جہاں چوکی پہرے ہیں۔ جہاں سے سرکش شیطانوں کو مار پڑتی ہے کہ وہ بلند و بالا فرشتوں کی گفتگو نہ سن سکیں۔ فرشتوں کی باتوں کی چوری چوری سننے کے لئے جنات اوپر کو چڑھتے ہیں اور وہ ایک کے اوپر ایک ہوتے ہیں جو آگے بڑھتا ہے شعلہ اس کو جلانے کے لئے لپکتا ہے۔ سننے والے کا کام شعلہ کبھی تو اس سے پہلے ہی ختم کر دیتا ہے کہ وہ اپنے ساتھی کے کان میں کچھ کہہ دے اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ جلنے سے پہلے وہ اپنے نیچے والے ساتھی کے کان میں کہہ دے۔ پھر وہ اپنے سے نیچے والے کو اور اسی طرح مسلسل پہنچا دے اور وہ بات زمین تک آجائے اور جادوگر یا کاہن کے کان اس سے آشنا ہو جائیں۔ پھر وہ اس کے ساتھ سو جھوٹ ملا کر لوگوں میں دون کر لیتا ہے (ابن کثیر)۔ جب وہ ایک آدھ سماوی بات سچی نکلتی ہے تو ان کے معتقدین اسے ان کی سچائی کے ثبوت میں پیش کرتے ہیں اور جو خبریں جھوٹے ثابت ہوتی ہیں ان سے اغماض برتا جاتا ہے۔ (ترجمہ شیخ الہند)

آیت نمبر (19 تا 25)

خ ز ن

(ن) خَزْنًا — کسی چیز کا ذخیرہ کرنا۔ جمع کرنا۔

خَزِيْنَةٌ — ج خَزَائِنُ۔ ذخیرہ کرنے کی جگہ۔ خزانہ۔ زیر مطالعہ آیت۔21۔

خَازِنٌ — ج خَزَنَةٌ۔ خزانہ کا محافظ اور ذمہ دار۔ داروغہ۔ خزانچی۔ زیر مطالعہ آیت۔22 ﴿وَقَالَ الَّذِيْنَ فِي النَّارِ لِخَزَنَةِ جَهَنَّمَ﴾ (40/المومن:49) ''اور کہا انہوں نے جو آگ میں ہیں جہنم کے داروغوں سے۔''

ل ق ح

(ف) لَقْحًا — نر کھجور کا شگوفہ مادہ کھجور میں ڈالنا۔ حاملہ کرنا۔ باردار کرنا۔

لَاقِحٌ — ج لَوَاقِحُ باردار کرنے والا یا کرنے والی۔ یہ مذکر مونث دونوں کے لئے آتا ہے۔ زیر مطالعہ آیت۔22

1133

ترکیب

(آیت۔19) مَدَدْنٰهَا کا مفعول هَا کی ضمیر ہے اس لئے اَلْاَرْضَ کو اس کا مفعول مقدم ماننے کی گنجائش نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اَلْاَرْضَ سے پہلے ایک فعل محذوف مانا جاتا ہے۔ (آیت۔20) وَمَنْ دراصل لِمَنْ ہے اور جَعَلْنَا سے متعلق ہے۔ ترجمہ اسی لحاظ سے ہوگا۔ (آیت۔21) نُنَزِّلُهٗ کی ضمیر مفعولی خَزَآئِنُ کے لئے نہیں ہے بلکہ مِنْ شَیْءٍ کے لئے ہے۔ (آیت۔22) لَوَاقِحَ اسم الفاعل ہے۔ اس کا مفعول محذوف ہے جو سَحَابًا ہے کیونکہ آیت کا اگلا جملہ اس کی تائید کر رہا ہے۔

ترجمہ:

وَالْاَرْضَ	مَدَدْنٰهَا	وَاَلْقَيْنَا	فِيْهَا	رَوَاسِيَ
اور (ہم نے پیدا کیا) زمین کو	ہم نے (ہی) پھیلایا اس کو	اور ہم نے ڈالا	اس میں	پہاڑوں کو

وَاَنْۢبَتْنَا	فِيْهَا	مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَّوْزُوْنٍ ﴿١٩﴾	وَجَعَلْنَا	لَكُمْ	فِيْهَا
اور ہم نے اُگایا	اس میں	ہر ایک موزوں چیز کو	اور ہم نے بنایا	تمہارے لئے	اس میں

مَعَايِشَ	وَمَنْ	لَّسْتُمْ	لَهٗ	بِرٰزِقِيْنَ ﴿٢٠﴾	وَاِنْ
زندگی کے سامان	اور اس کے لئے	تم لوگ نہیں ہو	جس کو	رزق دینے والے	اور نہیں ہے

مِّنْ شَيْءٍ	اِلَّا	عِنْدَنَا	خَزَآئِنُهٗ	وَمَا نُنَزِّلُهٗ
کوئی بھی چیز	مگر	ہمارے پاس	اس کے خزانے ہیں	اور ہم نہیں اتارتے اس کو (کسی چیز کو)

اِلَّا	بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ ﴿٢١﴾	وَاَرْسَلْنَا	الرِّيٰحَ	لَوَاقِحَ
مگر	ایک معلوم اندازے کے ساتھ	اور ہم نے بھیجا	ہواؤں کو	بوجھل کرنے والی (بادلوں کو)

فَاَنْزَلْنَا	مِنَ السَّمَآءِ	مَآءً	فَاَسْقَيْنٰكُمُوْهُ ۚ	وَمَآ اَنْتُمْ
پھر ہم نے اتارا	آسمان سے	پانی	پھر ہم نے پلایا تم لوگوں کو وہ (پانی)	اور تم لوگ نہیں ہو

لَهٗ	بِخٰزِنِيْنَ ﴿٢٢﴾	وَاِنَّا لَنَحْنُ	نُحْيٖ	وَنُمِيْتُ
اس کے	خزانچی	اور بیشک یقیناً ہم ہی	زندگی دیتے ہیں	اور ہم ہی موت دیتے ہیں

وَنَحْنُ	الْوٰرِثُوْنَ ﴿٢٣﴾	وَلَقَدْ عَلِمْنَا	الْمُسْتَقْدِمِيْنَ
اور ہم ہی	حقیقی وارث ہیں	اور یقیناً ہم جان چکے ہیں	آگے بڑھنے والوں کو

مِنْكُمْ	وَلَقَدْ عَلِمْنَا	الْمُسْتَاْخِرِيْنَ ﴿٢٤﴾	وَاِنَّ	رَبَّكَ
تم میں سے	اور یقیناً ہم جان چکے ہیں	پیچھے رہنے والوں کو	اور بیشک	آپؐ کا رب

هُوَ	يَحْشُرُهُمْ ۭ	اِنَّهٗ	حَكِيْمٌ	عَلِيْمٌ ﴿٢٥﴾ ع
وہ ہی	جمع کرے گا ان کو	یقیناً وہ ہی	حکمت والا ہے	علم والا ہے

نوٹ۔1

آیت۔نمبر 24 میں مستقدمین اور مستاخرین سے کون لوگ مراد ہیں، اس کے متعلق مفسرین کی آراء مختلف ہیں۔ اکثریت کی رائے یہ ہے کہ مستقدمین وہ لوگ ہیں جو نماز میں، جہاد کی صفوں میں اور دوسرے نیک کاموں میں آگے رہنے والے ہیں اور

مستاخرین وہ لوگ ہیں جو ان میں پچھلی صفوں میں رہنے والے اور دیر کرنے والے ہیں۔ قرطبی نے اپنی تفسیر میں فرمایا کہ اسی آیت سے نماز میں صف اول اور شروع وقت میں نماز ادا کرنے کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر لوگوں کو معلوم ہو جاتا کہ اذان کہنے اور نماز کی صف اول میں کھڑے ہونے کی کتنی بڑی فضیلت ہے تو تمام آدمی اس کوشش میں لگ جاتے ہیں پہلی ہی صف میں کھڑے ہوں اور سب کے لئے جگہ نہ ہوتی تو قرعہ اندازی کرنی پڑتی۔ (معاف القرآن)

آیت نمبر (26 تا 35)

ص ل ل

(ص) صليلا — (ا) کسی چیز کا آواز کرنا۔ (۲) کسی چیز کا سڑنا۔

صَلۡصَالٌ — فَعۡلَالٌ کے وزن پر صفت ہے (قرآن مجید میں اس کے ایک لام کو ص میں بدل کر صلصال لکھا گیا ہے) سڑی ہوئی خشک مٹی جو بجتی ہے یعنی آواز کرتی ہے۔ زیر مطالعہ آیت۔ 26

ح م ع

(ف) حَمۡأً — کنویں سے کیچڑ نکالنا۔

حَمَأٌ — اسم ذات بھی ہے۔ کیچڑ۔ گارا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 26

حَمِئَةٌ — دلدل۔ ﴿حَتّٰۤى اِذَا بَلَغَ مَغۡرِبَ الشَّمۡسِ وَجَدَهَا تَغۡرُبُ فِىۡ عَيۡنٍ حَمِئَةٍ﴾ (18/ الکہف:86) ''(یہاں تک کہ جب وہ پہنچے سورج کے غروب ہونے کی جگہ پر تو انہوں نے پایا کہ وہ غروب ہوتا ہے ایک دلدل والے چشمے میں۔''

ترجمہ:

وَلَقَدۡ خَلَقۡنَا	الۡاِنۡسَانَ	مِنۡ صَلۡصَالٍ	مِّنۡ حَمَاٍ مَّسۡنُوۡنٍ ﴿۲۶﴾
اور یقیناً ہم نے پیدا کیا ہے	انسان کو	ایسی کھنکتی مٹی سے جو	گیلے گارے سے تھی

وَالۡجَآنَّ	خَلَقۡنٰهُ	مِنۡ قَبۡلُ	مِنۡ نَّارِ السَّمُوۡمِ ﴿۲۷﴾	وَاِذۡ	قَالَ
اور جن کو!	ہم نے پیدا کیا اس کو	اس سے پہلے	لُو کی آگ سے	اور جب	کہا
رَبُّكَ	لِلۡمَلٰٓئِكَةِ	اِنِّىۡ	خَالِقٌۢ	بَشَرًا	مِّنۡ صَلۡصَالٍ
آپ کے رب نے	فرشتوں سے	کہ میں	تخلیق کرنے والا ہوں	ایک بشر	ایسی کھنکتی مٹی سے

مِّنۡ حَمَاٍ مَّسۡنُوۡنٍ ﴿۲۸﴾	فَاِذَا	سَوَّيۡتُهٗ	وَنَفَخۡتُ
جو گیلے گارے سے ہے	پھر جب	میں نوک پلک درست کرلوں اس کی	اور میں پھونک دوں

فِيۡهِ	مِنۡ رُّوۡحِىۡ	فَقَعُوۡا	لَهٗ	سٰجِدِيۡنَ ﴿۲۹﴾	فَسَجَدَ
اس میں	اپنی روح میں سے	تو تم لوگ گر پڑنا	اس کے لئے	سجدہ کرنے والے ہوتے ہوئے	پھر سجدہ کیا

الۡمَلٰٓئِكَةُ	كُلُّهُمۡ	اَجۡمَعُوۡنَ ﴿۳۰﴾	اِلَّاۤ	اِبۡلِيۡسَ	اَبٰٓى	اَنۡ
فرشتوں نے	ان کے ہر ایک نے	سب کے سب نے	سوائے	ابلیس کے	اس نے انکار کیا	کہ

يَكُوْنَ	مَعَ السّٰجِدِيْنَ ۝٣١	قَالَ	يٰٓاِبْلِيْسُ	مَا لَكَ	اَلَّا تَكُوْنَ 1133
وہ ہو	سجدہ کرنے والوں کے ساتھ	کہا (اللہ تعالیٰ نے)	اے ابلیس	تجھے کیا ہے	کہ تو نہ ہوا

مَعَ السّٰجِدِيْنَ ۝٣٢	قَالَ	لَمْ اَكُنْ	لِّاَسْجُدَ	لِبَشَرٍ
سجدہ کرنے والوں کے ساتھ	اس نے کہا	میں نہیں تھا	کہ میں سجدہ کروں	ایک ایسے بشر کو

خَلَقْتَهٗ	مِنْ صَلْصَالٍ	مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ۝٣٣	قَالَ
تو نے تخلیق کیا جس کو	ایسی کھنکتی مٹی سے جو	گیلے گارے سے ہے	کہا (اللہ تعالیٰ نے)

فَاخْرُجْ	مِنْهَا	فَاِنَّكَ	رَجِيْمٌ ۝٣٤	وَّاِنَّ	عَلَيْكَ
پھر تو نکل	اس (جگہ) سے	پس تو بیشک	دھتکارا ہوا ہے	اور بیشک	تجھ پر

اللَّعْنَةَ	اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ ۝٣٥
لعنت ہے	بدلے کے دن تک

نوٹ۔1

یہاں قرآن اس امر کی صاف تصریح کرتا ہے کہ انسان حیوانی منازل سے ترقی کرتا ہوا بشریت کے حدود میں نہیں آیا، جیسا کہ نئے دور کے ڈارون سے متاثر کچھ مفسرین قرآن ثابت کرنے کی کوشش کر رہے ہیں، بلکہ اس کی تخلیق کی ابتدا براہ راست ارضی مادوں سے ہوئی ہے جن کی کیفیت اللہ تعالیٰ نے صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ کے الفاظ میں بیان فرمائی ہے۔ یہ الفاظ صاف ظاہر کرتے ہیں کہ خمیر اٹھی ہوئی مٹی کا ایک پتلا بنایا گیا تھا جو بننے کے بعد خشک ہوا اور پھر اس کے اندر روح پھونکی گئی۔ (تفہیم القرآن)۔ واللہ اعلم۔

آیت نمبر (36 تا 44)

ترجمہ:

قَالَ	رَبِّ	فَاَنْظِرْنِيْٓ	اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ۝٣٦	قَالَ
(ابلیس نے) کہا	اے میرے رب	پس تو مہلت دے مجھ کو	لوگوں کو اٹھائے جانے کے دن تک	(اللہ نے) کہا

فَاِنَّكَ	مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ ۝٣٧	اِلٰى يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ ۝٣٨
پس بیشک تو	مہلت دیئے ہوؤں میں سے ہے	اس معلوم وقت کے دن تک

قَالَ	رَبِّ	بِمَآ	اَغْوَيْتَنِيْ	لَاُزَيِّنَنَّ
(ابلیس نے) کہا	اے میرے رب	بسبب اس کے جو	تو نے گمراہ کیا مجھ کو	میں لازماً سجاؤں گا
لَهُمْ	فِي الْاَرْضِ	وَلَاُغْوِيَنَّهُمْ	اَجْمَعِيْنَ ۝٣٩	اِلَّا
ان کے لئے	زمین میں	اور میں لازماً گمراہ کروں گا	سب کے سب کو	سوائے

عِبَادَكَ	مِنْهُمُ	الْمُخْلَصِيْنَ ۝٤٠	قَالَ	هٰذَا
تیرے ان بندوں کے	ان میں سے	جو منتخب کر لیے گئے ہیں	(اللہ نے) کہا	یہ

صِرَاطٌ عَلَيَّ مُسْتَقِيْمٌ ﴿۴۱﴾	اِنَّ	عِبَادِيْ	لَيْسَ	لَكَ 1133	عَلَيْهِمْ
مجھ پر (یعنی مجھ تک) ایک سیدھا راستہ ہے	بیشک	(یہ) میرے بندے ہیں	نہیں ہے	تیرے لئے	ان پر

سُلْطٰنٌ	اِلَّا	مَنِ	اتَّبَعَكَ	مِنَ الْغٰوِيْنَ ﴿۴۲﴾	وَاِنَّ
کوئی اختیار	سوائے	اس کے جس نے	پیروی کی تیری	گمراہ ہونے والوں میں سے	اور بیشک

جَهَنَّمَ	لَمَوْعِدُهُمْ	اَجْمَعِيْنَ ﴿۴۳﴾	لَهَا	سَبْعَةُ اَبْوَابٍ
جہنم	یقیناً ان کے وعدے کی جگہ ہے	سب کے سب کی	اس کے	سات دروازے ہیں

لِكُلِّ بَابٍ	مِّنْهُمْ	جُزْءٌ مَّقْسُوْمٌ ﴿۴۴﴾
ہر دروازے کے لئے	ان (گمراہوں) میں سے	ایک تقسیم کیا ہوا حصہ ہے

نوٹ۔1

شیطان نے اپنے نوٹس (آیت۔۳۹) سے ان بندوں کو مستثنیٰ کیا جنہیں اللہ اپنے لئے خالص فرمالے (آیت۔۴۰) اس سے یہ غلط فہمی مترشح ہورہی تھی کہ شاید اللہ تعالیٰ بغیر کسی معقول وجہ کے جس کو چاہے گا خالص کرے گا اور وہ شیطان کی دست رست سے بچ جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ کہہ کر بات صاف کردی کہ جو خود بہکا ہوا ہوگا وہی تیری پیروی کرے گا (آیت۔۴۱) بالفاظ دیگر جو بہکا ہوا نہ ہوگا وہ تیری پیروی نہ کرے گا اور وہ ہی ہمارا وہ مخصوص بندہ ہوگا جسے ہم خالص اپنا کرلیں گے۔ تجھے صرف فریب دینے کا اختیار دیا جارہا ہے، ان پر اقتدار نہیں دیا جارہا کہ تو ہاتھ پکڑ کر انہیں زبردستی اپنی راہ پر کھینچ لے جائے۔ (تفہیم القرآن)

ان آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے مخصوص اور منتخب بندوں پر شیطانی فریب کا اثر نہیں ہوتا، مگر اسی واقعہ میں آدمؑ اور بی بی حوا پر اس کا فریب چل گیا۔ اسی طرح صحابہ کرامؓ کے بارے میں آیت۔ نمبر 3/155 سے معلوم ہوتا ہے کہ ان پر بھی شیطان کا فریب ایک موقع پر چل گیا۔ اس لئے آیت مذکورہ میں اللہ کے مخصوص بندوں پر شیطان کا تسلط نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ان کے قلوب وعقول پر شیطان کا ایسا تسلط نہیں ہوتا کہ وہ اپنی غلطی پر کسی وقت متنبہ ہی نہ ہوں جس کی وجہ سے ان کو توبہ نصیب نہ ہو۔ اور مذکورہ واقعات اس کے منافی نہیں کیونکہ آدمؑ اور بی بی حوا نے توبہ کی اور یہ توبہ قبول ہوئی۔ اسی طرح صحابہ کرامؓ نے بھی توبہ کی اور انہیں معاف کردیا گیا۔ (معاف القرآن)

نوٹ۔2

جُزْءٌ مَّقْسُوْمٌ کے الفاظ سے یہ اشارہ نکلتا ہے کہ جہنم کے مختلف دروازوں سے داخل ہونے والوں کے درمیان ایک خاص نوعیت کی درجہ بندی ہوگی، اس درجہ بندی کی بنیاد کس چیز پر ہوگی، اس باب میں کوئی قطعی بات کہنا، جبکہ خود قرآن میں اس کی کوئی تصریح نہیں ہے، مشکل ہے، لیکن ذہن بار بار اس طرف جاتا ہے کہ قرآن نے جن چیزوں کا اصولی مہلکات کی حیثیت سے ذکر کیا ہے وہ اگر شمار کی جائیں تو وہ سات عنوانات کے تحت آتی ہیں اور وہ یہ ہیں۔ (۱) شرک (۲) قطع رحم (۳) قتل (۴) زنا (۵) جھوٹی شہادت (۶) کمزوروں پر ظلم (۷) بغی (یعنی بغاوت) (تدبر قرآن)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

1133

آیت نمبر (45تا50)

ترکیب

ان آیات میں قیامت کے واقعات کا ذکر ہے اس لئے جملہ اسمیہ یعنی حال اور فعل ماضی کا ترجمہ مستقبل میں ہوگا۔ (آیت۔46) اٰمِنِیۡنَ حال ہونے کی وجہ سے حالت نصب میں ہے۔ (آیت۔47) اِخۡوَانًا سے پہلے کوئی فعل محذوف مانا جائے گا۔ اِخۡوَانًا اس کا حال ہے۔ مُتَقٰبِلِیۡنَ بھی حال ہے۔ (آیت۔49) اَنَا الۡغَفُوۡرُ میں اَنَا ضمیر فاصل ہے۔ (آیت۔50) ھُوَ الۡعَذَابُ میں بھی ھُوَ ضمیر فاصل ہے۔

ترجمہ:

اِنَّ	الۡمُتَّقِیۡنَ	فِیۡ جَنّٰتٍ	وَّ عُیُوۡنٍ ؕ﴿۴۵﴾	اُدۡخُلُوۡھَا
یقیناً	تقویٰ کرنے والے	باغوں میں	اور چشموں میں ہوں گے	(کہا جائے گا) تم لوگ داخل ہوجاؤ ان میں

بِسَلٰمٍ	اٰمِنِیۡنَ ﴿۴۶﴾	وَ نَزَعۡنَا	مَا
سلامتی کے ساتھ	امن میں ہونے والے ہوتے ہوئے	اور ہم کھینچ نکالیں گے	اس کو جو

فِیۡ صُدُوۡرِھِمۡ	مِّنۡ غِلٍّ	اِخۡوَانًا	عَلٰی سُرُرٍ	مُّتَقٰبِلِیۡنَ ﴿۴۷﴾
ان کے سینوں میں ہے	کوئی بھی کینہ	(وہ بیٹھیں گے) بھائی ہوتے ہوئے	تختوں پر	آمنے سامنے

لَا یَمَسُّھُمۡ	فِیۡھَا	نَصَبٌ	وَّ مَا ھُمۡ	مِّنۡھَا	بِمُخۡرَجِیۡنَ ﴿۴۸﴾
نہیں چھوئے گی ان کو	اس میں	کوئی مشقت	اور وہ نہیں ہوں گے	اس سے	نکالے جانے والے

نَبِّئۡ	عِبَادِیۡۤ	اَنِّیۡۤ	اَنَا الۡغَفُوۡرُ	الرَّحِیۡمُ ۙ﴿۴۹﴾
آپ خبر دیں	میرے بندوں کو	کہ میں	ہی بے انتہا بخشنے والا ہوں	ہر حال میں رحم کرنے والا ہوں

وَ اَنَّ	عَذَابِیۡ	ھُوَ الۡعَذَابُ الۡاَلِیۡمُ ﴿۵۰﴾
اور یہ کہ	میرا عذاب	ہی دردناک عذاب ہے

آیت نمبر (51تا60)

ق ن ط

(ض۔ك)

قَنَطًا: مایوس ہونا۔ زیر مطالعہ آیت۔52

قَانِطٌ: اسم الفاعل۔ مایوس ہونے والا۔ زیر مطالعہ آیت۔55

قَنُوۡطٌ: فَعُوۡلٌ کے وزن پر مبالغہ ہے۔ بے انتہا مایوس ہونے والا۔ انتہائی مایوس۔ ﴿وَ اِنۡ مَّسَّہُ الشَّرُّ فَیَـُٔوۡسٌ قَنُوۡطٌ ﴿۴۹﴾﴾ (41/حٰمٓ سجدۃ:49) ’’اور اگر چھوئے اس کو برائی تو انتہائی ناامید انتہائی مایوس ہے۔‘‘

1133

صفحہ نمبر 1119 نہیں ہے

1133

صفحہ نمبر 1120 نہیں ہے

1133

ترجمہ:

وَجَآءَ	اَهۡلُ الۡمَدِيۡنَةِ	يَسۡتَبۡشِرُوۡنَ ۝67	قَالَ	اِنَّ	هٰٓؤُلَآءِ
اور آئے	شہر کے لوگ	خوشی مناتے ہوئے	(لوطؑ نے) کہا	بیشک	یہ لوگ

ضَيۡفِىۡ	فَلَا تَفۡضَحُوۡنِ ۝68	وَاتَّقُوا	اللّٰهَ	وَلَا تُخۡزُوۡنِ ۝69
میرے مہمان ہیں	تو تم لوگ خوار مت کرو مجھے	اور ڈرو	اللہ سے	اور رسوا مت کرو مجھے

قَالُوۡۤا	اَوَ	لَمۡ نَنۡهَكَ	عَنِ الۡعٰلَمِيۡنَ ۝70	قَالَ
ان لوگوں نے کہا	تو کیا	ہم نے منع نہیں کیا تھا آپ کو	تمام جہان والوں (کی حمایت) سے	(لوط نے) کہا

هٰٓؤُلَآءِ	بَنٰتِىۡۤ	اِنۡ	كُنۡتُمۡ	فٰعِلِيۡنَ ۝71	لَعَمۡرُكَ	اِنَّهُمۡ
یہ	میری بیٹیاں ہیں	اگر	تم لوگ ہو	کام کرنے والے	آپؐ کی عمر کی قسم	بیشک یہ لوگ

لَفِىۡ سَكۡرَتِهِمۡ	يَعۡمَهُوۡنَ ۝72	فَاَخَذَتۡهُمُ	الصَّيۡحَةُ	مُشۡرِقِيۡنَ ۝73
یقیناً اپنی مدہوشی میں	بھٹکتے ہیں	پھر پکڑا ان کو	چنگھاڑ نے	سورج نکلنے

فَجَعَلۡنَا	عَالِيَهَا	سَافِلَهَا	وَاَمۡطَرۡنَا	عَلَيۡهِمۡ
پھر کر دیا ہم نے	اوپر کا تختہ	اس کے نیچے	اور برسائے ہم نے	ان پر

حِجَارَةً	مِّنۡ سِجِّيۡلٍ ۝74	اِنَّ	فِىۡ ذٰلِكَ	لَاٰيٰتٍ	لِّلۡمُتَوَسِّمِيۡنَ ۝75
پتھر	سخت مٹی کے	بیشک	اس میں	یقیناً نشانیاں ہیں	صاحب فراست لوگوں کے لئے

وَاِنَّهَا	لَبِسَبِيۡلٍ مُّقِيۡمٍ ۝76	اِنَّ	فِىۡ ذٰلِكَ	لَاٰيَةً
اور بیشک وہ (بستی)	یقیناً ایک سیدھے راستے کے ساتھ ہے	بیشک	اس میں	یقیناً ایک نشانی ہے

لِّلۡمُؤۡمِنِيۡنَ ۝77	وَاِنۡ	كَانَ	اَصۡحٰبُ الۡاَيۡكَةِ	لَظٰلِمِيۡنَ ۝78
ایمان لانے والوں کے لئے	اور بیشک	تھے	گھنے درخت والے	یقیناً ظلم کرنے والے

فَانۡتَقَمۡنَا	مِنۡهُمۡ	وَاِنَّهُمَا	لَبِاِمَامٍ مُّبِيۡنٍ ۝79
پھر انتقام لیا ہم نے	ان سے	اور بیشک وہ دونوں (بستیاں)	ایک واضح راستہ کے ساتھ ہیں

آیت نمبر (80 تا 89)

خ ف ض

(ض)

خَفۡضًا: کسی چیز کو پست کرنا۔

اِخۡفِضۡ: فعل امر ہے۔ تو پست کر۔ نیچا رکھ۔ زیر مطالعہ آیت۔88

خَافِضٌ: اسم الفاعل ہے۔ پست کرنے والا۔ ﴿خَافِضَةٌ رَّافِعَةٌ ۝3﴾ (56/الواقعہ:3) ”پست کرنے والی بلند کرنے والی۔“

1133

ترجمہ:

وَلَقَدْ كَذَّبَ	اَصْحٰبُ الْحِجْرِ	الْمُرْسَلِيْنَ ۙ﴿۸۰﴾	وَاٰتَيْنٰهُمْ
اور یقیناً جھٹلا چکے ہیں	حجر والے	رسولوں کو	اور ہم نے دی تھی ان کو

اٰيٰتِنَا	فَكَانُوْا	عَنْهَا	مُعْرِضِيْنَ ۙ﴿۸۱﴾	وَكَانُوْا يَنْحِتُوْنَ	مِنَ الْجِبَالِ
اپنی نشانیاں	تو وہ لوگ تھے	ان سے	اعراض کرنے والے	اور وہ تراشتے تھے	پہاڑوں سے

بُيُوْتًا	اٰمِنِيْنَ ﴿۸۲﴾	فَاَخَذَتْهُمُ	الصَّيْحَةُ	مُصْبِحِيْنَ ۙ﴿۸۳﴾
گھر	اطمینان کے ساتھ	پھر پکڑا ان کو	چنگھاڑ نے	صبح کے وقت

فَمَآ اَغْنٰى	عَنْهُمْ	مَّا	كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ؕ﴿۸۴﴾	وَمَا خَلَقْنَا	السَّمٰوٰتِ
پھر کام نہ آیا	ان کے	وہ جو	وہ لوگ کماتے تھے	اور نہیں پیدا کیا ہم نے	آسمانوں کو

وَالْاَرْضَ	وَمَا	بَيْنَهُمَآ	اِلَّا	بِالْحَقِّ ؕ	وَاِنَّ
اور زمین کو	اور اس کو جو	ان دونوں کے درمیان ہے	مگر	حق کے ساتھ	اور یقیناً

السَّاعَةَ	لَاٰتِيَةٌ	فَاصْفَحِ	الصَّفْحَ الْجَمِيْلَ ﴿۸۵﴾
وہ گھڑی (یعنی قیامت)	ضرور آنے والی ہے	تو آپؐ نظر انداز کریں	خوبصورت نظر انداز کرنا

اِنَّ رَبَّكَ	هُوَ الْخَلّٰقُ	الْعَلِيْمُ ﴿۸۶﴾	وَلَقَدْ اٰتَيْنٰكَ
بیشک آپؐ کا رب	ہی خوب تخلیق کرنے والا ہے	جاننے والا ہے	اور یقیناً ہم نے دی ہیں آپؐ کو

سَبْعًا	مِّنَ الْمَثَانِيْ	وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ ﴿۸۷﴾	لَا تَمُدَّنَّ
سات (آیتیں)	وظیفہ	اور عظیم قرآن	آپؐ ہرگز دراز مت کریں

عَيْنَيْكَ	اِلٰى مَا	مَتَّعْنَا	بِهٖٓ	اَزْوَاجًا	مِّنْهُمْ
اپنی دونوں آنکھوں کو	اس کی طرف	ہم نے برتنے کو دیا	جو	کچھ جوڑوں کو	ان میں سے

وَلَا تَحْزَنْ	عَلَيْهِمْ	وَاخْفِضْ	جَنَاحَكَ	لِلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۸۸﴾
اور آپؐ غم مت کھائیں	ان (کافروں) پر	اور آپؐ نیچا رکھیں	اپنے پہلو کو	ایمان لانے والوں کے لئے

وَقُلْ	اِنِّيْٓ	اَنَا النَّذِيْرُ الْمُبِيْنُ ﴿۸۹﴾ۚ
اور آپؐ کہیں	کہ میں	ہی واضح (طور پر) خبردار کرنے والا ہوں

نوٹ۔1

المنجد میں مادہ ''خ ف ض'' کے افعال کے معانی باب سمع اور باب کرم کے تحت دیئے گئے ہیں۔ قرآن مجید میں اس کا فعل امر تین جگہ آیا ہے اور تینوں جگہ اِخْفِضْ آیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ قرآن مجید میں یہ لفظ باب ضرب یا باب حسب سے آیا ہی۔ غالب امکان کے پیش نظر ہم نے اس کے معنی باب ضرب کے تحت دیئے ہیں۔

نوٹ۔2

حجر قوم ثمود کا مرکزی شہر تھا۔ مدینہ سے تبوک جاتے ہوئے یہ مقام شاہ راہِ عام پر ملتا ہے اور قافلے اس وادی میں سے ہو کر گزرتے ہیں مگر نبی ﷺ کی ہدایت کے مطابق کوئی یہاں قیام نہیں کرتا۔ آٹھویں صدی ہجری میں ابن بطوطہ حج کو جاتے ہوئے یہاں پہنچا تھا۔ وہ لکھتا ہے کہ یہاں سرخ رنگ کے پہاڑوں میں قوم ثمود کی عمارتیں موجود ہیں جو انہوں نے چٹانوں کو تراش کر ان کے اندر بنائی تھیں۔ ان کے نقش ونگار اس وقت تک ایسے تازہ ہیں جیسے آج بنائے گئے ہوں۔ ان مکانات میں اب بھی سڑی گلی ہوئی انسانی ہڈیاں پڑی ہوئی ملتی ہیں۔ (تفہیم القرآن)

نوٹ۔3

سبع من المثانی سے کیا مراد ہے، اس ضمن میں مختلف اقوال ملتے ہیں لیکن سلف کی اکثریت اس پر متفق ہے کہ اس سے سورۃ الفاتحہ ہی مراد ہے اور امام بخاریؒ نے دو مرفوع روایتیں بھی اس امر کے ثبوت میں پیش کی ہیں کہ خود نبی ﷺ نے سبع من المثانی سے مراد الفاتحہ بتائی ہے۔ (تفہیم القرآن)

آیت نمبر (90 تا 99)

ع ض و

(ف) عَضَوًا: متفرق کرنا۔ الگ الگ کرنا۔

عِضَةٌ: ج عِضُوْنَ۔ حصہ۔ ٹکڑا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 91۔

ص د ع

(ف) صَدْعًا: (۱) پھاڑنا مگر جدا نہ کرنا۔ شگاف ڈالنا۔ (۲) کھول کر بیان کرنا۔ ظاہر کرنا۔

صَدْعٌ: اسم ذات ہے۔ شگاف۔ دراڑ۔ ﴿وَالْاَرْضِ ذَاتِ الصَّدْعِ ﴾ (86/الطارق:12) ''قسم ہے زمین کی جو دراڑ والی ہے۔''

اِصْدَعْ: فعل امر ہے۔ تو کھل کر بیان کر۔ ظاہر کر۔ زیر مطالعہ آیت۔ 94

(تفعیل) تَصْدِيْعًا: کثرت سے شگاف ڈالنا۔ اس کے مجہول صُدِّعَ۔ یُصَدَّعُ کے لفظی معنی بنتے ہیں کثرت سے شگاف ڈالا ہوا ہونا۔ پھر اس سے مراد لیتے ہیں دردِ سر لاحق ہونا۔ ﴿لَّا يُصَدَّعُوْنَ عَنْهَا وَلَا يُنْزِفُوْنَ ﴾ (56/الواقعہ:19) ''ان کو دردِ سر نہیں ہوگا اس سے اور نہ وہ مدہوش ہوں گے۔''

(تفعّل) تَصَدُّعًا: بتکلف پھٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہونا۔ (۱) پھٹنا (۲) الگ الگ ہونا ﴿يَوْمَئِذٍ يَّصَّدَّعُوْنَ ﴾ (30/الروم:43) ''اس دن وہ لوگ الگ الگ ہو جائیں گے۔''

مُتَصَدِّعٌ: اسم الفاعل ہے۔ پھٹنے والا۔ الگ الگ ہونے والا۔ ﴿لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا﴾ (59/الحشر:21) ''تو آپ ضرور دیکھتے اس کو جھکنے والا ہوتے ہوئے پاش پاش ہونے والا ہوتے ہوئے۔''

ترجمہ:

كَمَآ	اَنْزَلْنَا	عَلَى الْمُقْتَسِمِيْنَ	الَّذِيْنَ	جَعَلُوا	الْقُرْاٰنَ
اس کی مانند جو	ہم نے اتارا	تقسیم کرنے والوں پر	وہ لوگ جنہوں نے	بنایا	قرآن کو

عِضِيْنَ ﴿٩١﴾	فَوَرَبِّكَ	لَنَسْـَٔلَنَّهُمْ	1133 اَجْمَعِيْنَ ﴿٩٢﴾ ۙ
ٹکڑے ٹکڑے	تو قسم ہے آپؐ کے رب کی	ہم لازماً پوچھیں گے ان سے	سب سے
عَمَّا	كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿٩٣﴾	فَاصْدَعْ	بِمَا
اس کے بارے میں جو	یہ لوگ کرتے تھے	تو آپؐ کھول کر بیان کریں	اس کو جو

تُؤْمَرُ	وَاَعْرِضْ	عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿٩٤﴾	اِنَّا	كَفَيْنٰكَ
آپؐ کو حکم دیا جاتا ہے	اور آپؐ اعراض کریں	شرک کرنے والوں سے	یقیناً	ہم کافی ہیں آپؐ کے لیے

الْمُسْتَهْزِءِيْنَ ﴿٩٥﴾ ۙ	الَّذِيْنَ	يَجْعَلُوْنَ	مَعَ اللّٰهِ	اِلٰهًا اٰخَرَ ۚ	فَسَوْفَ
مذاق اڑانے والوں کے مقابلے	وہ لوگ جو	بناتے ہیں	اللہ کے ساتھ	کوئی دوسرا معبود	تو عنقریب
يَعْلَمُوْنَ ﴿٩٦﴾	وَلَقَدْ نَعْلَمُ	اَنَّكَ	يَضِيْقُ	صَدْرُكَ	بِمَا
وہ جان لیں گے	اور بیشک ہم نے جان لیا ہے	کہ آپؐ	تنگ ہوتا ہے	آپؐ کا سینہ	اس سے جو

يَقُوْلُوْنَ ﴿٩٧﴾ ۙ	فَسَبِّحْ	بِحَمْدِ رَبِّكَ	وَكُنْ	مِّنَ السّٰجِدِيْنَ ﴿٩٨﴾ ۙ
یہ لوگ کہتے ہیں	پس آپؐ تسبیح کریں	اپنے رب کی حمد کے ساتھ	اور آپؐ ہوں	سجدہ کرنے والوں میں سے
وَاعْبُدْ	رَبَّكَ	حَتّٰى	يَاْتِيَكَ	الْيَقِيْنُ ﴿٩٩﴾ ع
اور آپؐ بندگی کریں	اپنے رب کی	یہاں تک کہ	آئے آپؐ کے پاس	وہ یقینی بات (یعنی موت)

نوٹ۔1 مقتسمین سے مراد یہود ہیں جنہوں نے دین کو تقسیم کر ڈالا۔ اس کی بعض باتوں کو مانا اور بعض کو نہ مانا۔ ان کے قرآن سے مراد توراۃ ہے جو ان کو دی گئی تھی جس طرح ہمیں یہ قرآن دیا گیا ہے۔ (تفہیم القرآن)

نوٹ۔2 آیت۔۹۷۔۹۸ سے معلوم ہوا کہ جب انسان کو مخالفین کی باتوں سے رنج پہنچے اور دل تنگی پیش آئے تو اس کا روحانی علاج یہ ہے تو اللہ تعالیٰ کی تسبیح وعبادت میں مشغول ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ اس کی تکلیف کو دور فرما دیں گے۔ (معارف القرآن)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سورۃ النحل (16)

آیت نمبر (1 تا 9)

ن ط ف

(ن) نَطَفَ: پانی کا تھوڑا تھوڑا بہنا۔ ٹپکنا۔

نُطْفَةٌ: پانی کی بوند۔ زیر مطالعہ آیت۔4۔

د ف ء

(ک) دَفِئَ: گرمی پانا۔ گرمی محسوس کرنا۔

دِفْءٌ — گرمی حاصل کرنے یعنی سردی سے بچنے کا سامان۔زیر مطالعہ آیت۔5 1133

ب	غ	ل

(ف) بَغْلًا — کسی کو دوغلا ٹھہرانا۔

بَغْلٌ — ج بِغَالٌ۔خچر۔زیر مطالعہ آیت۔8

ترجمہ:

اَتٰٓی	اَمْرُ اللّٰهِ	فَلَا تَسْتَعْجِلُوْهُ ؕ	سُبْحٰنَهٗ	وَتَعٰلٰى
پہنچا	اللہ کا حکم	پس تم لوگ جلدی مت مچاؤ اس کی	پاکیزگی اس کی ہے	اور وہ بلند ہوا

عَمَّا	يُشْرِكُوْنَ ①	يُنَزِّلُ	الْمَلٰٓئِكَةَ	بِالرُّوْحِ	مِنْ اَمْرِهٖ
اس سے جو	یہ لوگ شریک کرتے ہیں	وہ اتارتا ہے	فرشتوں کو	روح (وحی) کے ساتھ	اپنے حکم سے
عَلٰى مَنْ	يَّشَآءُ	مِنْ عِبَادِهٖٓ	اَنْ	اَنْذِرُوْٓا	اَنَّهٗ
اس پر جس پر	وہ چاہتا ہے	اپنے بندوں میں سے	کہ	تم لوگ خبردار کرو	(کہ) حقیقت یہ ہے کہ
لَآ اِلٰهَ	اِلَّآ	اَنَا	فَاتَّقُوْنِ ②	خَلَقَ	السَّمٰوٰتِ
کوئی بھی الٰہ نہیں ہے	سوائے اس کے کہ	میں ہوں	پس تم لوگ میرا تقویٰ کرو	اس نے پیدا کیا	آسمانوں کو

وَالْاَرْضَ	بِالْحَقِّ ؕ	تَعٰلٰى	عَمَّا	يُشْرِكُوْنَ ③	خَلَقَ
اور زمین کو	حق کے ساتھ	وہ بلند ہوا	اس سے جو	یہ لوگ شریک کرتے ہیں	اس نے پیدا کیا

الْاِنْسَانَ	مِنْ نُّطْفَةٍ	فَاِذَا	هُوَ	خَصِيْمٌ مُّبِيْنٌ ④
انسان کو	پانی کی ایک بوند سے	تو جب ہی	وہ	صریح جھگڑالو بن بیٹھا

وَالْاَنْعَامَ	خَلَقَهَا ۚ	لَكُمْ	فِيْهَا
اور (اس نے پیدا کیا) چوپایوں کو	اس نے پیدا کیا ان کو	تمہارے لئے	ان میں
دِفْءٌ	وَّمَنَافِعُ	وَمِنْهَا	تَاْكُلُوْنَ ⑤
سردی سے بچنے (گرم رہنے) کا سامان ہے	اور کچھ (دوسرے) منافع ہیں	اور ان میں سے	تم لوگ کھاتے ہو

وَلَكُمْ	فِيْهَا	جَمَالٌ	حِيْنَ	تُرِيْحُوْنَ	وَحِيْنَ
اور تمہارے لئے	ان کی وجہ سے	رونق بھی ہے	جب	شام کو واپس لاتے ہو	اور جب

تَسْرَحُوْنَ ⑥	وَتَحْمِلُ	اَثْقَالَكُمْ	اِلٰى بَلَدٍ	لَّمْ تَكُوْنُوْا
(صبح کے وقت) چرنے کے لئے چھوڑتے ہو	اور وہ اٹھاتے ہیں	تمہارے بوجھ	کسی شہر کی طرف	تم لوگ نہیں تھے

بٰلِغِيْهِ	اِلَّا	بِشِقِّ الْاَنْفُسِ ؕ	اِنَّ	رَبَّكُمْ	لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ⑦
پہنچنے والے اس تک	مگر	جانوں کی مشقت سے	بیشک	آپ کا رب	یقیناً بہت نرمی کرنے والا ہے

1133

رَّحِيْمٌ	وَّالْخَيْلَ	وَالْبِغَالَ	وَالْحَمِيْرَ
ہمیشہ رحم کرنے والا ہے	اور (اس نے پیدا کیا) گھوڑوں کو	اور خچروں کو	اور گدھوں کو

لِتَرْكَبُوْهَا	وَزِيْنَةً	وَيَخْلُقُ	مَا	لَا تَعْلَمُوْنَ ۸
تاکہ تم لوگ سواری کرو ان پر	اور زینت کے لئے	اور وہ پیدا کرتا ہے	اس کو جو	تم لوگ نہیں جانتے

وَعَلَى اللّٰهِ	قَصْدُ السَّبِيْلِ	وَمِنْهَا	جَآئِرٌ	وَلَوْ
اور اللہ تک پہنچتی ہے	سیدھی راہ	اور بعض راہ	کج بھی ہے	اور اگر

شَآءَ	لَهَدٰىكُمْ	اَجْمَعِيْنَ ۹
وہ چاہتا	تو ضرور ہدایت دیتا تم کو	سب کے سب کو

نوٹ۔1

اَتٰی ماضی کا صیغہ ہے اور اس کے معنی یہی ہیں کہ ''وہ پہنچا'' اس لئے ترجمہ میں اسی کو اختیار کیا ہے، لیکن عربی کا ایک انداز یہ بھی ہے کہ مستقبل میں ہونے والی کسی بات کو یقینی بنانے کے لئے مستقبل کے بجائے ماضی کا صیغہ استعمال کرتے ہیں۔ یہاں آیت نمبر۔ا میں اَتٰی اسی انداز میں آیا ہے۔ اس کی توثیق آیت کے اگلے حصے فَلَا تَسْتَعْجِلُوْهُ سے ہو رہی ہے۔ اس لئے یہاں اَتٰی کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ کا حکم لازماً پہنچے گا۔

نوٹ۔2

آیت۔نمبر ۵ میں چوپایوں کا ذکر کے ان کے فوائد میں سے ایک اہم فائدہ ان کا گوشت کھانا قرار دیا۔ پھر ان سے الگ کر کے آیت۔نمبر۔۸ میں گھوڑوں، خچروں اور گدھوں کی تخلیق کا ذکر کیا۔ ان کے فوائد میں سواری اور زینت کا ذکر کیا لیکن گوشت کھانے کا ذکر نہیں کیا۔ اس میں یہ دلیل پائی جاتی ہے کہ گھوڑے، خچر اور گدھے کا گوشت حلال نہیں ہے۔ خچر اور گدھے کا گوشت حرام ہونے پر اتفاق ہے اور ایک حدیث میں ان کی حرمت کا صراحۃً ذکر بھی ہے، مگر گھوڑے کے معاملہ میں دو حدیثیں ہیں۔ ایک سے حلال اور دوسری سے حرام ہونا معلوم ہوتا ہے۔ اس لئے اس مسئلہ میں اختلاف رائے ہے۔ امام ابوحنیفہؒ نے ان کو مکروہ قرار دیا ہے۔ (معاف القرآن)

نوٹ۔3

آیت۔مبر ۸ میں سواری کے تین جانور گھوڑے، خچر اور گدھے کا خاص طور پر بیان کرنے کے بعد فرمایا اور وہ پیدا کرے گا وہ چیزیں جن کو تم نہیں جانتے۔ اس میں وہ تمام نو ایجاد سواریاں بھی داخل ہیں جن کا پرانے زمانے میں کوئی تصور بھی نہیں تھا، مثلاً ریل، موٹر، ہوئی جہاز وغیرہ جو اب تک ایجاد ہو چکے ہیں اور وہ تمام چیزیں بھی اس میں داخل ہیں جو آئندہ ایجاد ہوں گی۔ (معاف القرآن)

نوٹ۔4

توحید، رحمت اور ربوبیت کے دلائل پیش کر کے آیت نمبر۔۹۔ میں نبوت کی بھی ایک دلیل پیش کر دی گئی ہے۔ اس کا سمجھ لیں۔

دنیا میں انسان کے لئے فکر و عمل کے بہت سے مختلف راستے ممکن ہیں اور عملاً موجود بھی ہیں۔ ظاہر ہے یہ سارے راستے بیک وقت حق نہیں ہو سکتے۔ سچائی تو ایک ہی ہے اور صحیح نظریہ حیات صرف وہی ہو سکتا ہے جو اس سچائی کے مطابق ہو اور عمل کے بے شمار ممکن راستوں میں سے صحیح راستہ بھی صرف وہی ہو سکتا ہے جو صحیح نظریہ حیات پر مبنی ہو۔

اس صحیح راہ عمل سے واقف ہونا انسان کی اصل اور بنیادی ضرورت ہے۔ کیونکہ دوسری تمام چیزیں تو انسان کی صرف ان ضرورتوں کو پورا کرتی ہیں جو ایک بلند درجے کا جانور ہونے کی حیثیت سے اس کو لاحق ہوا کرتی ہیں۔ مگر یہ ایک ضرورت ایسی ہے جو انسان

1133 ہونے کی حیثیت سے اس کو لاحق ہے۔ یہ اگر پوری نہ ہو تو اس کے معنی یہ ہیں کہ آدمی کی ساری زندگی ہی ناکام ہو گئی۔
اب غور کرو کہ جس خدا نے تمہیں وجود میں لانے سے پہلے تمہارے لئے یہ کچھ سرو سامان مہیا کر کے رکھا اور جس نے وجود میں لانے کے بعد تمہاری حیوانی زندگی کی ایک ایک صرورت پورا کرنے کا اتنے بڑے پیانے پر انتظام کیا، کیا اس سے تم یہ توقع رکھتے ہو کہ اس نے تمہاری انسانی زندگی کی اس اصلی ضرورت کو پورا کرنے کا بندوبست نہ کیا ہوگا؟ یہ بندوبست نبوت کے ذریعہ سے کیا گیا ہے۔ اگر تم نبوت کو نہیں مانتے تو بتاؤ کہ تمہارے خیال میں خدا نے انسان کی ہدایت کے لئے اور کون سا انتظام کیا ہے؟ اس کے جواب میں تم یہ نہیں کہہ سکتے کہ خدا نے ہمیں راستہ تلاش کرنے کے لئے عقل و فکر دے رکھی ہے، کیونکہ انسانی عقل و فکر پہلے ہی بے شمار مختلف راستے ایجاد کر بیٹھی ہے جو راہ راست کی صحیح دریافت میں اس کی ناکامی کا کھلا ثبوت ہے اور نہ تم یہ کہہ سکتے ہو کہ خدا نے ہماری رہنمائی کا کوئی انتظام نہیں کیا ہے۔ خدا کے ساتھ اس سے بڑھ کر بدگمانی اور کوئی نہیں ہو سکتی کہ وہ جانور ہونے کی حیثیت سے تو تمہاری پرورش کا اتنا مکمل انتظام کرے، مگر انسان ہونے کی حیثیت سے تم کو بھٹکنے کے لئے چھوڑ دے۔ (تفہیم القرآن)

آیت نمبر (10 تا 17)

ط	ر	و

(ک)

طَرَاوَۃً — نرم اور تروتازہ ہونا۔

طَرِیٌّ — فَعِیْلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ تروتازہ۔ زیر مطالعہ آیت۔ 14

م	خ	ر

(ف۔ن)

مَخْرًا — پانی کو آواز کے ساتھ چیرنا

مَاخِرٌ — ج مَوَاخِرُ۔ اسم الفاعل ہے۔ پانی چیرنے والا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 14

ترکیب

(آیت۔۱۱) وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ عطف ہے۔ يُنْۢبِتُ پر۔ آیت۔ ۱۲ وَسَخَّرَ کے مفعول وَالْقَمَرَ پر ختم ہو گئے۔ آگے نیا جملہ ہے جس میں وَالنُّجُوْمُ مبتدا ہے اور مُسَخَّرٰتٌ اس کی خبر ہے، اس لیے دونوں حالت رفع میں ہیں۔ (آیت۔ 13) مُخْتَلِفًا اسم الفاعل ہے اور حال ہونے کی وجہ سے حالت نصب میں ہے جبکہ اَلْوَانُ اس کا فاعل ہونے کی وجہ سے حالت رفع میں ہے۔ (آیت۔ 14) تَرَى کا مفعول ہونے کی وجہ سے اَلْفُلْكَ حالت نصب میں ہے جبکہ مَوَاخِرَ حال ہونے کی وجہ سے حالت نصب میں ہے۔ یہ اَلْفُلْكَ کی صفت نہیں ہو سکتا کیونکہ اَلْفُلْكَ معرف باللام ہے جبکہ مَوَاخِرَ نکرہ آیا ہے۔ فِيْهِ کی ضمیر اَلْبَحْرَ کے لئے ہے۔ (آیت۔ 15) رَوَاسِيَ۔ اَنْهٰرًا۔ سُبُلًا اور عَلٰمٰتٍ، یہ سب اَلْقٰى کا مفعول ہونے کی وجہ سے حالت نصب میں ہیں۔

ترجمہ:

هُوَ	الَّذِيْٓ	اَنْزَلَ	مِنَ السَّمَاۗءِ	مَاۗءً	لَّكُمْ	مِّنْهُ
وہ	وہی ہے جس نے	اتارا	آسمان سے	پانی	تمہارے لئے	اس میں سے

شَرَابٌ	وَّمِنْهُ	شَجَرٌ	فِيْهِ	تُسِيْمُوْنَ ⑩	يُنْۢبِتُ
پینے کی چیز ہے	اور اسی سے	ایسے درخت (پیدا ہوتے ہیں)	جن میں	تم لوگ مویشی چراتے ہو	وہ اگاتا ہے

لَكُمْ	بِهِ	الزَّرْعَ	وَالزَّيْتُوْنَ	وَالنَّخِيْلَ	1133 وَالْاَعْنَابَ
تمہارے لئے	اس سے	کھیتی کو	اور زیتون کو	اور کھجوروں کو	اور انگوروں کو

وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ؕ	اِنَّ	فِيْ ذٰلِكَ	لَاٰيَةً	لِّقَوْمٍ
اور ہر قسم کے پھل	بیشک	اس میں	یقیناً ایک نشانی ہے	ایسے لوگوں کے لئے جو

يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۱۱﴾	وَسَخَّرَ	لَكُمُ	الَّيْلَ	وَالنَّهَارَ ۙ	وَالشَّمْسَ	وَالْقَمَرَ ؕ
غور وفکر کرتے ہیں	اور اس نے مسخر کیا	تمہارے لئے	رات کو	اور دن کو	اور سورج کو	اور چاند کو

وَالنُّجُوْمُ	مُسَخَّرٰتٌۢ	بِاَمْرِهٖ ؕ	اِنَّ	فِيْ ذٰلِكَ	لَاٰيٰتٍ
اور تمام ستارے	مسخر کئے گئے ہیں	اس کے حکم سے	بیشک	اس میں	یقیناً نشانیاں ہیں

لِّقَوْمٍ	يَّعْقِلُوْنَ ۙ﴿۱۲﴾	وَمَا
ایسے لوگوں کے لئے جو	سوچ سمجھ سے کام لیتے ہیں	اور اس میں (بھی نشانیاں ہیں) جو

ذَرَاَ	لَكُمْ	فِي الْاَرْضِ	مُخْتَلِفًا	اَلْوَانُهٗ ؕ	اِنَّ
اس نے بکھیرا	تمہارے لئے	زمین میں	مختلف ہوتے ہوئے	ان کے رنگ	بیشک

فِيْ ذٰلِكَ	لَاٰيَةً	لِّقَوْمٍ	يَّذَّكَّرُوْنَ ﴿۱۳﴾	وَهُوَ
اس میں	یقیناً ایک نشانی ہے	ایسے لوگوں کے لئے جو	نصیحت پکڑتے ہیں	اور وہ

الَّذِيْ	سَخَّرَ	الْبَحْرَ	لِتَاْكُلُوْا	مِنْهُ	لَحْمًا طَرِيًّا
وہی ہے جس نے	مسخر کیا	سمندر کو	تاکہ تم لوگ کھاؤ	اس میں سے	تازہ گوشت

وَّتَسْتَخْرِجُوْا	مِنْهُ	حِلْيَةً	تَلْبَسُوْنَهَا ۚ	وَتَرَى	الْفُلْكَ
اور تاکہ تم لوگ نکالو	اس میں سے	ایسے زیور	تم لوگ پہنتے ہو جن کو	اور تو دیکھتا ہے	کشتیوں کو

مَوَاخِرَ	فِيْهِ	وَلِتَبْتَغُوْا	مِنْ فَضْلِهٖ	وَلَعَلَّكُمْ
پانی چیرنے والی ہوتے ہوئے	اس میں	اور تاکہ تم لوگ تلاش کرو	اس کے فضل میں سے	اور تاکہ تم لوگ

تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۴﴾	وَاَلْقٰى	فِي الْاَرْضِ	رَوَاسِيَ	اَنْ	تَمِيْدَ بِكُمْ
شکر کرو	اور اس نے ڈالے	زمین میں	پہاڑ	کہ کہیں	وہ تم کو لے کر ڈگمگانے نہ لگے

وَاَنْهٰرًا	وَّسُبُلًا	لَّعَلَّكُمْ	تَهْتَدُوْنَ ۙ﴿۱۵﴾	وَعَلٰمٰتٍ ؕ
اور نہریں	اور راستے	تم لوگ	راہ پاؤ	اور کچھ علامتیں (بھی ڈالیں)

وَبِالنَّجۡمِ	هُمۡ	يَهۡتَدُوۡنَ ۝۱۶	اَفَمَنۡ	يَّخۡلُقُ	1133 كَمَنۡ
اوراس ستارے سے	وہ لوگ	راہ پاتے ہیں	تو کیا وہ جو	پیدا کرتا ہے	اس کی مانند ہے جو
لَّا يَخۡلُقُ ؕ			اَفَلَا تَذَكَّرُوۡنَ ۝۱۷		
پیدا نہیں کرتا			تو کیا تم لوگ نصیحت نہیں پکڑو گے		

نوٹ۔1

اس سورہ کی ابتداء شرک کی نفی سے ہوئی ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سے بہت بلند ہے جن کو لوگ اس کی ذات وصفات میں شریک کرتے ہیں۔اس کے بعد آیت نمبر۔16 تک آفاق وانفس کی بہت سی نشانیاں پے در پے بیان کی گئی ہیں۔ان سے یہ ذہن نشین کرانا مقصود ہے کہ انسان اپنے وجود سے لے کر زمین وآسمان کے گوشے گوشے تک جدھر چاہے نظر دوڑا کر دیکھ لے، ہر چیز پیغمبر کے بیان کی تصدیق کر رہی ہے۔کہیں سے بھی شرک یا دہریت کی تائید میں کوئی شہادت فراہم نہیں ہوتی۔

پھر آیت نمبر۔۱۷ میں سوال کیا گیا کہ اگر تم مانتے ہو (جیسا کہ فی الواقع مکہ کے مشرکین بھی مانتے تھے اور دنیا کے دوسرے مشرکین بھی مانتے ہیں) کہ خالق اللہ ہی ہے اور اس کائنات میں تمہارے ٹھہرائے ہوئے شریکوں میں سے کسی کا کچھ بھی پیدا کیا ہوا نہیں ہے، تو پھر کیسے ہوسکتا ہے کہ غیر خالق ہستیوں کی حیثیت خود خالق کے برابر ہو یا کسی طرح بھی اس کے مانند ہو۔ کیسے باور کیا جاسکتا ہے کہ خالق اور غیر خالق کی صفات ایک جیسی ہوں گی، یا وہ ایک جنس کے افراد ہوں گے حتیٰ کہ ان کے درمیان باپ اور اولاد کا رشتہ ہوگا؟ (تفہیم القرآن)

آیت نمبر (18 تا 25)

ترکیب

(آیت۔20) يَدۡعُوۡنَ کا فاعل اس میں شامل هُمۡ کی ضمیر ہے اور وَالَّذِيۡنَ اس کا مفعول مقدم ہے۔(آیت۔21) اَمۡوَاتٌ خبر ہے۔اس کا مبتدا هُمۡ محذوف ہے۔اسی طرح غَيۡرُ اَحۡيَآءٍ بھی خبر ہے اور اس کا بھی مبتدا هُمۡ محذوف ہے۔(آیت۔23) اِنَّهٗ کو ضمیر الشان ماننا بہتر ہے۔(آیت۔25) لِيَحۡمِلُوۡٓا پر جو لام ہے اسے لام کَیۡ کے بجائے لام عاقبت (بمعنی آخر کار) ماننا بہتر ہے۔يُضِلُّوۡنَ کا فاعل اس میں شامل هُمۡ کی ضمیر ہے اور اس کا مفعول اَلَّذِيۡنَ مقدم ہے۔ يُضِلُّوۡنَ کے ساتھ هُمۡ کی ضمیر اَلَّذِيۡنَ کی ضمیر عائد ہے۔

ترجمہ:

وَاِنۡ	تَعُدُّوۡا	نِعۡمَةَ اللّٰهِ	لَا تُحۡصُوۡهَا ؕ	اِنَّ	اللّٰهَ
اوراگر	تم لوگ گنتی کرو گے	اللہ کی نعمتوں کی	تو شمار پورا نہ کر پاؤ گے اس کا	بیشک	اللہ

لَغَفُوۡرٌ	رَّحِيۡمٌ ۝۱۸	وَاللّٰهُ	يَعۡلَمُ	مَا
یقیناً بے انتہا بخشنے والا ہے	ہر حال میں رحم کرنے والا ہے	اور اللہ	جانتا ہے	اس کو جو

تُسِرُّوۡنَ	وَمَا	تُعۡلِنُوۡنَ ۝۱۹	وَالَّذِيۡنَ	يَدۡعُوۡنَ
تم لوگ چھپاتے ہو	اور اس کو جو	تم لوگ اعلان کرتے ہو	اور وہ لوگ جن کو	یہ لوگ پکارتے ہیں
مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ	لَا يَخۡلُقُوۡنَ	شَيۡـًٔا	وَّهُمۡ	يُخۡلَقُوۡنَ ؕ ۝۲۰
اللہ کے علاوہ	وہ پیدا نہیں کرتے	کوئی چیز	اور وہ (تو خود)	پیدا کئے گئے ہیں

اَمۡوَاتٌ	غَیۡرُ اَحۡیَآءٍ ۚ	وَمَا یَشۡعُرُوۡنَ ۙ	1133 اَیَّانَ
(وہ لوگ) مردہ ہیں	(وہ لوگ) کسی جان کے بغیر ہیں	اور وہ شعور نہیں رکھتے	کہ کب

یُبۡعَثُوۡنَ ﴿۲۱﴾	اِلٰـهُكُمۡ	اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ	فَالَّذِیۡنَ	لَا یُؤۡمِنُوۡنَ
وہ اٹھائے جائیں گے	تم لوگوں کا الٰہ	واحد الٰہ ہے	پس وہ لوگ جو	ایمان نہیں رکھتے
بِالۡاٰخِرَةِ	قُلُوۡبُهُمۡ	مُّنۡكِرَةٌ	وَّهُمۡ	مُّسۡتَكۡبِرُوۡنَ ﴿۲۲﴾
آخرت پر	ان کے دل	انکار کرنے والے ہیں	اور وہ لوگ	بڑائی چاہنے والے ہیں

لَا جَرَمَ	اَنَّ	اللّٰهَ	یَعۡلَمُ	مَا	یُسِرُّوۡنَ	وَمَا	یُعۡلِنُوۡنَ ؕ
کوئی شک نہیں ہے	کہ	اللہ	جانتا ہے	اس کو جو	یہ لوگ چھپاتے ہیں	اور اس کو جو	تکبر کرتے ہیں

اِنَّهٗ	لَا یُحِبُّ	الۡمُسۡتَكۡبِرِیۡنَ ﴿۲۳﴾	وَاِذَا	قِیۡلَ	لَهُمۡ
حقیقت یہ ہے کہ	وہ پسند نہیں کرتا	تکبر کرنے والوں کو	اور جب بھی	کہا جاتا ہے	سو ان سے
مَّاذَآ	اَنۡزَلَ	رَبُّكُمۡ ۙ	قَالُوۡۤا	اَسَاطِیۡرُ الۡاَوَّلِیۡنَ ۙ ﴿۲۴﴾	لِیَحۡمِلُوۡۤا
کیا	اتارا	تمہارے رب نے	تو وہ کہتے ہیں	پہلے لوگوں کے افسانے ہیں	نتیجتاً وہ اٹھائیں گے

اَوۡزَارَهُمۡ	كَامِلَةً	یَّوۡمَ الۡقِیٰمَةِ ۙ	وَمِنۡ اَوۡزَارِ الَّذِیۡنَ	یُضِلُّوۡنَهُمۡ
اپنے بوجھ	پورے پورے	قیامت کے دن	اور ان کے بوجھوں میں سے	انہوں نے گمراہ کیا جن کو
بِغَیۡرِ عِلۡمٍ ؕ	اَلَا	سَآءَ	مَا	یَزِرُوۡنَ ﴿۲۵﴾
کسی علم کے بغیر	خبردار!	برا ہے	وہ جو	یہ لوگ اٹھائیں گے

نوٹ۔1

آیت نمبر۔20۔21 کے الفاظ بتا رہے ہیں کہ یہاں جن بناوٹی معبودوں کی تردید کی جا رہی ہے وہ فرشتے یا جن یا شیاطین یا لکڑی پتھر کی مورتیاں نہیں ہیں بلکہ اصحاب قبور ہیں۔ اسی لئے کہ فرشتے اور شیاطین تو زندہ ہیں، ان پر اَمۡوَاتٌ غَیۡرُ اَحۡیَآءٍ کے الفاظ کا اطلاق نہیں ہوسکتا۔ اور لکڑی پتھر کی مورتیوں کے معاملہ میں بعث بعد الموت کا کوئی سوال نہیں ہے۔ اس لئے مَا یَشۡعُرُوۡنَ اَیَّانَ یُبۡعَثُوۡنَ کے الفاظ انہیں بھی خارج از بحث کر دیتے ہیں اب لامحالہ اس میں اَلَّذِیۡنَ یَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ سے مراد وہ انبیاء اولیاء، شہداء اور صالحین ہیں جن کو غالی معتقدین اپنی حاجت روائی کے لئے پکارنا شروع کر دیتے ہیں۔ اگر کوئی یہ کہے کہ عرب میں اس نوعیت کے معبود نہیں پائے جاتے تھے تو یہ جاہلیت عرب کی تاریخ سے ان کی ناواقفیت کا ثبوت ہے۔ عرب کے متعدد قبائل میں کثرت سے عیسائی اور یہودی پائے جاتے تھے اور یہ دونوں مذاہب بری طرح انبیاء، اولیاء، اور شہداء کی پرستش سے آلودہ تھے۔ پھر مشرکین عرب کے بہت سے معبود گزرے ہوئے انسان ہی تھے جنہیں بعد کی نسلوں نے خدا بنا لیا تھا۔ بخاری میں ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ وَدّ، سواع، یغوث، یعوق، نسر، یہ سب صالحین کے نام ہیں جنہیں بعد کے لوگ بت بنا بیٹھے۔ بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے اساف اور نائلہ دونوں انسان تھے۔ اسی طرح کی روایات لات، منات اور عزیٰ کے بارے میں بھی موجود ہیں۔ (تفہیم القرآن)

1133

صفحہ نمبر 1131 نہیں ہے

1133

صفحہ نمبر 1132 نہیں ہے

تَاْتِيَهُمُ	الْمَلٰٓئِكَةُ	اَوْ	يَاْتِيَ	اَمْرُ رَبِّكَ ؕ	كَذٰلِكَ	فَعَلَ	الَّذِيْنَ
آئیں ان کے پاس	فرشتے	یا	پہنچے	آپؐ کے رب کا حکم	اسی طرح	کیا	انہوں نے جو

مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ	وَمَا ظَلَمَهُمُ	اللّٰهُ	وَلٰكِنْ	كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ۝٣٣
ان سے پہلے تھے	اور ظلم نہیں کیا ان پر	اللہ نے	اور لیکن	وہ لوگ اپنے آپ پر ظلم کرتے تھے

فَاَصَابَهُمْ	سَيِّاٰتُ مَا	عَمِلُوْا	وَحَاقَ	بِهِمْ	مَّا	كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝٣٤
تو لگیں ان کو	اس کی برائیاں جو	انہوں نے عمل کیا	اور چھا گیا	ان پر	وہ	جس کا وہ مذاق اڑاتے تھے

نوٹ۔1

اس سورہ کی آیات ۲۸۔۲۹ میں اور پھر آیت۔ ۳۲ میں ان لوگوں سے فرشتوں کی گفتگو کا ذکر ہے جن کی وہ روح قبض کرتے ہیں۔ یہ آیات قرآن مجید کی ان متعدد آیات میں سے ہیں جو عذاب وثواب قبر کا ثبوت دیتی ہیں، حدیث میں قبر کا لفظ مجازاً عالم برزخ کے لئے استعمال ہوا ہے۔ اس سے مراد وہ عالم ہے جس میں موت کی آخری ہچکی سے لے کر بعث بعد الموت کے پہلے جھٹکے تک انسانی، عذاب یا ثواب نہ ہوگا۔ لیکن یہاں دیکھئے کہ کفار کی روحیں جب قبض کی جاتی ہیں تو وہ موت کی سرحد کے پار کا حال پانی توقعات کے خلاف پا کر سراسیمہ ہو جاتی ہیں اور فوراً اسلام ٹھونک کر ملائکہ کو یقین دلانے کی کوشش کرتی ہیں کہ ہم کوئی برا کام نہیں کر رہے تھے۔ جواب میں ملائکہ ان کو جہنم کی پیشگی خبر دیتے ہیں۔ دوسری طرف متقی لوگوں کی روحیں شعور، عذاب اور ثواب کا اس سے بھی زیادہ کھلا ہوا کوئی ثبوت درکات ہے؟ سب سے زیادہ صاف الفاظ میں عذاب برزخ کی تصریح سورہ مومن کی آیات۔ ۴۵۔۴۶ میں کی گئی ہے جہاں اللہ تعالیٰ فرعون اور الِ فرعون کے متعلق فرماتا ہے کہ ''ایک سخت عذاب ان کو گھیرے ہوئے ہے، یعنی صبح وشام وہ آگ کے سامنے پیش کئے جاتے ہیں، پھر جب قیامت کی گھڑی آجائے گی تو حکم دیا جائے گا کہ الِ فرعون کو شدید تر عذاب میں داخل کرو۔

حقیقت یہ ہے کہ قرآن وحدیث دونوں سے موت اور قیامت کے درمیان حالت کا ایک ہی نقشہ معلوم ہوتا ہے اور وہ یہ ہے کہ موت محض جسم وروح کی علیحدگی کا نام ہے، نہ کہ بالکل معدوم ہو جانے کا۔ جسم سے علیحدہ ہو جانے کے بعد روح معدوم نہیں ہو جاتی، بلکہ اس پوری شخصیت کے ساتھ زندہ رہتی ہے جو دنیا کی زندگی کے تجربات اور ذہنی واخلاقی اکتسابات سے بنی تھی۔ اس حالت میں روح کے شعور، احساس، مشاہدات اور تجربات کی کیفیت خواب سے ملتی جلتی ہوتی ہے۔ (تفہیم القرآن، ج:۲،ص:۵۳۶)

1165

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

آیت نمبر (35تا40)

ترجمہ:

وَقَالَ	الَّذِيۡنَ	اَشۡرَكُوۡا	لَوۡ	شَآءَ	اللّٰهُ	مَا عَبَدۡنَا	مِنۡ دُوۡنِهٖ
اور کہیں گے	وہ لوگ جنہوں نے	شرک کیا	اگر	چاہتا	اللہ	تو ہم بندگی نہ کرتے	اس کے علاوہ

مِنۡ شَىۡءٍ	نَّحۡنُ	وَلَاۤ اٰبَآؤُنَا	وَلَا حَرَّمۡنَا	مِنۡ دُوۡنِهٖ
کسی بھی چیز کی	(نہ) ہم	اور نہ ہی ہمارے آباؤاجداد	اور ہم حرام نہ کرتے	اس کے (حکم کے) بغیر

مِنۡ شَىۡءٍ ؕ	كَذٰلِكَ	فَعَلَ	الَّذِيۡنَ	مِنۡ قَبۡلِهِمۡ ۚ	فَهَلۡ	عَلَى الرُّسُلِ
کسی بھی چیز کو	اسی طرح	کیا	انہوں نے جو	ان سے پہلے تھے	تو کیا ہے	رسولوں پر

اِلَّا	الۡبَلٰغُ الۡمُبِيۡنُ ﴿۳۵﴾	وَلَقَدۡ بَعَثۡنَا	فِىۡ كُلِّ اُمَّةٍ
سوائے اس کے کہ	واضح طور پر پہنچا دینا	اور یقیناً ہم نے بھیجا ہے	ہر ایک امت میں

رَّسُوۡلًا	اَنِ	اعۡبُدُوا	اللّٰهَ	وَاجۡتَنِبُوا	الطَّاغُوۡتَ ۚ
ایک رسول	کہ	تم لوگ بندگی کرو	اللہ کی	اور تم لوگ بچو	طاغوت سے

فَمِنۡهُمۡ مَّنۡ	هَدَى	اللّٰهُ	وَمِنۡهُمۡ مَّنۡ	حَقَّتۡ
تو ان میں وہ بھی ہیں جن کو	ہدایت دی	اللہ نے	اور ان میں وہ بھی ہیں	ثابت ہوئی

عَلَيۡهِ	الضَّلٰلَةُ ؕ	فَسِيۡرُوۡا	فِى الۡاَرۡضِ	فَانْظُرُوۡا	كَيۡفَ	كَانَ
جس پر	گمراہی	پس تم لوگ چلو پھرو	زمین میں	پھر دیکھو	کیسا	تھا

عَاقِبَةُ الۡمُكَذِّبِيۡنَ ﴿۳۶﴾	اِنۡ	تَحۡرِصۡ	عَلٰى هُدٰٮهُمۡ
جھٹلانے والوں کا انجام	اگر	آپ شدید خواہش کریں	ان لوگوں کے راہ راست پر آنے کی

فَاِنَّ	اللّٰهَ	لَا يَهۡدِىۡ	مَنۡ	يُّضِلُّ	وَمَا لَهُمۡ
تو بیشک	اللہ	ہدایت نہیں دیتا	اس کو جس کو	وہ گمراہ کرتا ہے	اور ان کے لئے نہیں ہے

مِّنۡ نّٰصِرِيۡنَ ﴿۳۷﴾	وَاَقۡسَمُوۡا	بِاللّٰهِ	جَهۡدَ اَيۡمَانِهِمۡ ۙ
کوئی بھی مدد کرنے والا	اور انہوں نے قسم کھائی	اللہ کی	بڑے زور وشور سے

لَا يَبۡعَثُ	اللّٰهُ	مَنۡ	يَّمُوۡتُ ؕ	بَلٰى	وَعۡدًا عَلَيۡهِ حَقًّا	وَّلٰكِنَّ
نہیں اٹھائے گا	اللہ	اس کو جو	مرجاتا ہے	کیوں نہیں	اس پر ہے سچا وعدہ	اور لیکن

اَكْثَرَ النَّاسِ	لَا يَعْلَمُوْنَ ۙ﴿۳۸﴾	لِيُبَيِّنَ	لَهُمُ الَّذِیْ	1165 يَخْتَلِفُوْنَ
اکثر لوگ	جانتے نہیں ہیں	تا کہ وہ واضح کردے	ان کے لیے جو	اختلاف کرتے ہیں

فِيْهِ	وَلِيَعْلَمَ	الَّذِيْنَ	كَفَرُوْٓا	اَنَّهُمْ	كَانُوْا كٰذِبِيْنَ ﴿۳۹﴾
اس (اٹھائے جانے) میں	اور تا کہ جان لیں	وہ لوگ جنہوں نے	انکار کیا	کہ وہ ہی	جھوٹے تھے
اِنَّمَا	قَوْلُنَا	لِشَیْءٍ	اِذَآ	اَرَدْنٰهُ	اَنْ
کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	ہمارا کہنا ہے	کسی چیز کے لئے	جب بھی	ہم ارادہ کرتے ہیں اس کا	کہ

نَّقُوْلَ	لَهٗ	كُنْ	فَيَكُوْنُ ﴿۴۰﴾ ع
ہم کہتے ہیں	اس سے	تو ہوجا	تو وہ ہوجاتی ہے

نوٹ۔1

آیت نمبر۔۳۵ میں کہا گیا ہے کہ واضح طور پر پہنچا دینے کے سوا رسولوں پر اور کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔ یہی بات ایک دوسرے پیرائے میں اس طرح کہی گئی ہے کہ ہم نے آپؐ کو صرف خوشخبری دینے والا اور خبردار کرنے والا بنا کر بھیجا ہے۔ (52/25) قرآن مجید میں ان دونوں اسلوب کی اور بھی آیات ہیں۔ ایسی آیات کی بنیاد پر منکرین حدیث استدلال کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا کام صرف یہ تھا کہ وہ قرآن پہنچا دیں۔ حالانکہ منکرین حدیث خود کو اہل قرآن کہتے ہیں، لیکن یہ استدلال بتا رہا ہے کہ قرآن مجید کا پوری طرح مطالعہ نہیں کیا گیا ہے، کیونکہ قرآن مجید کے بہت سے وضاحت طلب امور کی وضاحت خود قرآن میں موجود ہے اور اس مسئلہ کی بھی پوری وضاحت قرآن میں دی ہوئی ہے۔ اگر تمام متعلقہ آیات کو سامنے رکھ کر کوئی سمجھنا چاہے تو بات بڑی آسانی سے سمجھ میں آجاتی ہے جو درج ذیل ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا مقصد بعثت یعنی مشن یہ تھا کہ وہ اللہ کے دین کو پورے نظامِ حیات پر غالب کر دیں۔ قرآن مجید میں یہ بات اللہ تعالیٰ نے تین مرتبہ دہرائی ہے۔ (9/33، 48/28، 61/9) اس مشن کی تکمیل کے لئے اللہ تعالیٰ نے جس طریقہ کار کا تعین کیا تھا وہ یہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم لوگوں کو اللہ کی آیات پڑھ کر سناتے تھے۔ یہ ابلاغ ہے اور اس میں انذار و تبشیر از خود شامل ہے۔ لوگوں کا تزکیہ کرتے تھے۔ کتاب کی تعلیم دیتے تھے اور حکمت کی تعلیم دیتے تھے۔ آپؐ کے ان فرائض کا ذکر بھی قرآن میں چار مرتبہ آیا ہے۔ (2/129، 2/151، 3/164، 62/2) تعلیم کتاب کا مطلب یہ ہے کہ قرآن میں جو احکام و ہدایات ہیں اس سے اللہ تعالیٰ کی مرضی کیا ہے اور ان پر ہم نے کس طرح عمل کرنا ہے۔ یہ مطلب کسی کا خود ساختہ نہیں ہے بلکہ اس کی سند قرآن میں موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ''اور ہم نے نازل کیا آپؐ کی طرف اس ذکر کو تا کہ آپؐ واضح کر دیں لوگوں کے لئے اس کو جو نازل کیا گیا ان لوگوں کی طرف (یعنی قرآن) (16/44)

نہ صرف قرآن کے مذکورہ مقامات کو نظر انداز کیا گیا ہے بلکہ مذکورہ غلط استدلال جن آیات کی بنیاد پر قائم کیا گیا ہی، ان کے سیاق و سباق سے بھی اغماض برتا گیا ہے، کیونکہ ان کے سیاق و سباق سے پوری طرح واضح ہے کہ ان میں خطاب ان لوگوں سے ہے جو

ایمان لانے سے انکار کر دیتے ہیں۔ایسے لوگوں کے لئے ابلاغ اور انذار و تبشیر کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کام ختم ہو جاتا ہے اور ان سے اب آپؐ بری الذمہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو تسلی دی ہے کہ دوزخ میں جانے والوں کے متعلق آپؐ سے نہیں پوچھا جائے گا(2/119)۔لیکن جو لوگ ایمان لے آئے ان کے لئے آپؐ کا کام ختم نہیں ہوا بلکہ شروع ہوا تھا۔ ان کا تزکیہ کرنا۔ ان کو کتاب و حکمت کی تعلیم دینا تا کہ وہ لوگ اللہ کے دین کو غالب کرنے کی جدوجہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست و بازو بنیں اور آپؐ کے مشن کی تکمیل ہو۔ اس سارے Process کے قولی اور عملی ریکارڈ کا نام حدیث ہے اور یہ اہل ایمان کے لئے ہے۔

(از۔لطف الرحمن خان صاحب)

آیت نمبر (41تا44)

ترکیب

(آیت۔41) لَنُبَوِّئَنَّ کا مفعول اول ھُمْ کی ضمیر ہے اور اس کا مفعول ثانی محذوف ہے جو کہ دَارًا ہو سکتا ہے۔ حَسَنَةً اس کی صفت ہے۔ یَعْلَمُوْنَ کی ضمیر فاعلی، آیت۔39 میں مذکور کٰذِبِیْنَ کے لئے ہے۔ (آیت۔42) اس پوری آیت کا فقرہ گذشتہ آیت میں مذکور وَالَّذِیْنَ ھَاجَرُوْا کی صفت ہے (آیت۔43) رِجَالًا نکرہ مخصوصہ ہے۔ اس کی پہلی خصوصیت نُوْحِیْٓ اِلَیْھِمْ ہے اور دوسری خصوصیت بِالْبَیِّنٰتِ وَالزُّبُرِ ہے۔ (آیت۔44) وَمَا نُزِّلَ اِلَیْھِمْ میں۔ اِلَیْھِمْ دراصل لَھُمْ کے معنی میں ہے۔

ترجمہ:

وَالَّذِیْنَ	ھَاجَرُوْا	فِی اللّٰهِ	مِنْۢ بَعْدِ مَا	ظُلِمُوْا
اور وہ لوگ جنہوں نے	ہجرت کی	اللہ (کی راہ) میں	اس کے بعد کہ جو	ان پر ظلم کیا گیا

لَنُبَوِّئَنَّھُمْ	فِی الدُّنْیَا	حَسَنَةً ط	وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ
ہم لازماً ٹھکانہ دیں گے ان کو	دنیا میں	ایک اچھے (گھر) کا	اور یقیناً آخرت کا بدلہ

اَكْبَرُ م	لَوْ	كَانُوْا یَعْلَمُوْنَ ﴿۴۱﴾ لا	الَّذِیْنَ	صَبَرُوْا	وَعَلٰی رَبِّھِمْ
سب سے بڑا ہے	کاش	وہ لوگ جانتے ہوتے	جو	ثابت قدم رہے	اور اپنے رب پر ہی

یَتَوَكَّلُوْنَ ﴿۴۲﴾	وَمَآ اَرْسَلْنَا	مِنْ قَبْلِكَ	اِلَّا	رِجَالًا	نُّوْحِیْٓ
بھروسہ کرتے رہے	اور ہم نے نہیں بھیجا	آپؐ سے پہلے	مگر	کچھ مردوں کو	ہم وحی کرتے تھے

اِلَیْھِمْ	فَسْـَٔلُوْٓا	اَھْلَ الذِّكْرِ	اِنْ	كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۴۳﴾ لا
جن کی طرف	پس تم لوگ پوچھو	یاددہانی والوں سے	اگر	تم لوگ نہیں جانتے

بِالْبَیِّنٰتِ	وَالزُّبُرِ ط	وَاَنْزَلْنَآ	اِلَیْكَ
(جن کو بھیجا) واضح (نشانیوں کے) ساتھ	اور صحیفوں کے ساتھ	اور ہم نے اتارا	آپؐ کی طرف

الذِّكْرَ	لِتُبَیِّنَ	لِلنَّاسِ	مَا
اِس ذکر کو (قرآن)	تا کہ آپؐ واضح کریں	لوگوں کے لئے	اس کو جو

1165

يَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۴۴﴾	وَلَعَلَّهُمْ	اِلَيْهِمْ	نُزِّلَ
غور وفکر کریں	اور شاید وہ لوگ	ان کی طرف (یعنی ان کے واسطے)	نازل کیا گیا

نوٹ۔1

آیت۔44 کے دوسرے جز میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو مامور فرمایا ہے کہ آپؐ قرآن کے نازل شدہ آیات کی وضاحت لوگوں کے سامنے کردیں۔ یہ اس امر کا واضح ثبوت ہے کہ قرآن کریم کے حقائق اور احکام کو صحیح طور پر سمجھنا رسول اللہ ﷺ کے بیان پر موقوف ہے۔ اگر ہر انسان صرف عربی زبان اور عربی ادب سے واقف ہو کر قران کے احکام کو اللہ کی منشاء ومرضی کے مطابق سمجھنے پر قادر ہوتا تو رسول اللہ ﷺ کو وضاحت کی خدمت سپرد کرنے کے کوئی معنی نہیں رہتے۔

رسول اللہ ﷺ کا قرآن کی وضاحت پر مامور ہونے کا حاصل یہ ہوا کہ آپؐ سے جو بھی قول وفعل ثابت ہے وہ سب قرآن ہی کے ارشادات ہیں۔ بعض تو ظاہری طور پر کسی آیت کی تفسیر وتوضیح ہوتے ہیں اور بعض جگہ بظاہر قرآن میں اس کا کوئی ذکر نہیں ہوتا مگر آپؐ کے قلب مبارک میں بطور وحی اس کا القاء کیا جاتا ہی، وہ بھی ایک حیثیت سے قرآن ہی کے حکم میں ہوتا ہے، کیونکہ قرآن کی تصریح کے مطابق آپؐ کی کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں ہوتی بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی ہوتی ہے۔ (53/3۔4) اس سے معلوم ہوا کہ آپؐ کی تمام عبادات ومعاملات بوحی خداوندی اور بحکم قرآن ہیں۔ جہاں کہیں آپؐ نے اپنے اجتہاد سے کوئی کام کیا ہے تو وحی الٰہی سے یا اس پر کوئی نکیر نہ کرنے سے اس کی تصحیح اور پھر تائید کردی جاتی ہے اس لئے وہ بھی بحکم وحی ہوجاتا ہے۔ (معارف القرآن)۔

آیت نمبر (45 تا 50)

خ س ف

(ض) خُسُوْفًا — کسی جگہ کا دھنس جانا (لازم)۔ کسی کو دھنسا دینا (متعدی) زیر مطالعہ آیت۔45۔

د خ ر

(ف۔س) دَخْرًا — ذلیل ہونا۔ حقیر ہونا۔

دَاخِرٌ — اسم الفاعل ہے۔ ذلیل وحقیر ہونے والا۔ زیر مطالعہ آیت۔48

ترجمہ:

يَّخْسِفَ	اَنْ	السَّيِّاٰتِ	مَكَرُوا	الَّذِيْنَ	اَفَاَمِنَ
دھنسا دے	کہ	برائیوں کے لئے	خفیہ تدبیر کی	وہ لوگ جنہوں نے	تو کیا بے فکر ہوگئے

مِنْ حَيْثُ	الْعَذَابُ	يَاْتِيَهُمُ	اَوْ	الْاَرْضَ	بِهِمُ	اللّٰهُ
جہاں سے	عذاب	پہنچے ان کے پاس	یا	زمین میں	ان کو	اللہ

فِيْ تَقَلُّبِهِمْ	يَاْخُذَهُمْ	اَوْ	لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۴۵﴾
ان کے گھومنے پھرنے میں	یہ کہ وہ (یعنی اللہ) پکڑے ان کو	یا	وہ لوگ شعور (بھی) نہ رکھتے ہوں

فَمَا هُمْ	بِمُعْجِزِيْنَ ﴿٤٦﴾	اَوْ	يَاْخُذَهُمْ	1165 عَلٰى تَخَوُّفٍ
پھر وہ لوگ نہ ہوں	عاجز کرنے والے	یا	یہ کہ وہ پکڑے ان کو	ڈرانے کے بعد

فَاِنَّ	رَبَّكُمْ	لَرَءُوْفٌ	رَّحِيْمٌ ﴿٤٧﴾
تو بیشک	تم لوگوں کا رب	یقیناً بے انتہاء شفقت کرنے والا ہے	ہر حال میں رحم کرنے والا ہے

اَوَلَمْ يَرَوْا	اِلٰى مَا	خَلَقَ اللّٰهُ	مِنْ شَيْءٍ	يَّتَفَيَّؤُا
اور کیا انہوں نے غور ہی نہیں کیا	اس کی طرف جو	پیدا کیا اللہ نے	کوئی بھی چیز	(کہ) ڈھلتے ہیں

ظِلٰلُهٗ	عَنِ الْيَمِيْنِ	وَالشَّمَآئِلِ	سُجَّدًا
ان کے سائے	داہنی طرف سے	بائیں طرف سے	سجدہ کرتے ہوئے

لِلّٰهِ	وَهُمْ	دٰخِرُوْنَ ﴿٤٨﴾	وَلِلّٰهِ	يَسْجُدُ	مَا
اللہ کو	اور وہ سب	عاجزی کرتے ہیں	اور اللہ کو	سجدہ کرتا ہے	وہ جو

فِي السَّمٰوٰتِ	وَمَا	فِي الْاَرْضِ	مِنْ دَآبَّةٍ
آسمانوں میں ہے	اور وہ جو	زمین میں ہے	کوئی بھی چلنے والا

وَّالْمَلٰٓئِكَةُ	وَهُمْ	لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿٤٩﴾	يَخَافُوْنَ	رَبَّهُمْ
اور فرشتے (بھی)	اور وہ سب	تکبر نہیں کرتے	وہ ڈرتے ہیں	اپنے رب سے

مِّنْ فَوْقِهِمْ	وَيَفْعَلُوْنَ	مَا	يُؤْمَرُوْنَ ۩ ﴿٥٠﴾
اپنے اوپر سے	اور وہ کرتے ہیں	وہ جو	انہیں حکم دیا جاتا ہے

آیت نمبر (51 تا 56)

و ص ب

(ض) وُصُوْبًا دائمی ہونا۔ لازم ہونا۔

وَاصِبٌ فَاعِلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ دائمی۔ لازمی۔ زیر مطالعہ آیت۔ 52

ج ء ر

(ف) جَاَرًا وحشی جانور کا گھبراہٹ میں زور سے آواز نکالنا۔ چلانا۔ گڑگڑانا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 53

ترکیب

(آیت۔52) اَفَغَيْرَ کی نصب بتا رہی ہے کہ یہ تَتَّقُوْنَ کا مفعول مقدم ہے۔ (آیت۔54) فَرِيْقٌ اسم جمع ہے اس لئے بِرَبِّهِمْ میں جمع کی ضمیر اور يُشْرِكُوْنَ جمع کے صیغے میں آیا ہے۔ (آیت۔55) لِيَكْفُرُوْا کے لام کو لامِ کَیْ کے بجائے لام عاقبت

1465 ماننا زیادہ بہتر ہے۔ تَمَتَّعُوْا میں دو امکانات ہیں۔ یہ فعل ماضی میں جمع مذکر غائب کا صیغہ بھی ہوسکتا ہے اور فعل امر میں جمع مذکر مخاطب کا صیغہ بھی ہوسکتا ہے۔ آگے تَعْلَمُوْنَ آیا ہے جس سے معلوم ہوا کہ یہ فعل امر ہے۔ اگر یَعْلَمُوْنَ آتا تو پھر اسے فعل ماضی مانا جاتا۔

ترجمہ:

وَقَالَ	اللّٰهُ	لَا تَتَّخِذُوْٓا	اِلٰهَيْنِ اثْنَيْنِ ۚ	اِنَّمَا	هُوَ
اور کہا	اللہ نے	تم لوگ مت بناؤ	دو معبود	کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	وہ

اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ	فَاِيَّايَ	فَارْهَبُوْنِ ﴿٥١﴾	وَلَهٗ	مَا
واحد الٰہ ہے	پس صرف مجھ سے ہی	پھر خوف کرو میرا	اور اس کا ہی ہے	وہ جو

فِي السَّمٰوٰتِ	وَالْاَرْضِ	وَلَهُ	الدِّيْنُ
آسمانوں میں سے	اور زمین میں ہے	اور اس کے لئے ہی ہے	مکمل نظام حیات

وَاصِبًا ۭ	اَفَغَيْرَ اللّٰهِ	تَتَّقُوْنَ ﴿٥٢﴾	وَمَا	بِكُمْ
لازمی ہوتے ہوئے	تو کیا اللہ کے علاوہ (کسی) سے	تم لوگ ڈرتے ہو	اور جو	تمہارے لئے ہے

مِّنْ نِّعْمَةٍ	فَمِنَ اللّٰهِ	ثُمَّ	اِذَا	مَسَّكُمُ	الضُّرُّ
کوئی بھی نعمت	تو (وہ) اللہ (کے پاس) سے ہے	پھر	جب بھی	چھوتی ہے تمہیں	سختی

فَاِلَيْهِ	تَجْــَٔــرُوْنَ ﴿٥٣﴾ ۚ	ثُمَّ	اِذَا	كَشَفَ	الضُّرَّ	عَنْكُمْ
تو اس کی طرف ہی	تم لوگ گڑگڑاتے ہو	پھر	جب	وہ ہٹاتا ہے	سختی کو	تم لوگوں سے

اِذَا	فَرِيْقٌ	مِّنْكُمْ	بِرَبِّهِمْ	يُشْرِكُوْنَ ﴿٥٤﴾
تب ہی	ایک فریق	تم میں سے	اپنے رب کے ساتھ	شریک کرتے ہیں

لِيَكْفُرُوْا	بِمَآ	اٰتَيْنٰهُمْ ۭ	فَتَمَتَّعُوْا ۣ	فَسَوْفَ
نتیجتاً وہ ناشکری کرتے ہیں	اس کی جو	ہم نے دیا ان کو	تو تم لوگ فائدہ اٹھالو	پھر عنقریب

تَعْلَمُوْنَ ﴿٥٥﴾	وَيَجْعَلُوْنَ	لِمَا	لَا يَعْلَمُوْنَ
تم لوگ جان لوگے	اور وہ بناتے ہیں	اس کے لئے جس کا	وہ لوگ علم نہیں رکھتے

نَصِيْبًا	مِّمَّا	رَزَقْنٰهُمْ ۭ	تَاللّٰهِ	لَتُسْـَٔـلُنَّ
ایک حصہ	اس میں سے جو	ہم نے روزی دی ان کو	اللہ کی قسم	تم لوگوں سے لازماً پوچھا جائے گا

عَمَّا	كُنْتُمْ تَفْتَرُوْنَ ﴿٥٦﴾
اس کے بارے میں جو	تم لوگ گھڑا کرتے تھے

نوٹ۔1

آیت۔56میں ’’لَا یَعْلَمُوْنَ‘‘ کے حقیقی مفہوم تک رسائی حاصل کرنے کے لئے ذہن میں کچھ باتیں واضح 1165 ہونا ضروری ہیں۔ مادہ ’’ع ل م‘‘ سے مختلف اسماء وافعال قرآن مجید میں بکثرت استعمال ہوئے ہیں اور یہ زیادہ تر لغوی مفہوم کے بجائے اصطلاحی مفہوم میں استعمال ہوئے ہیں۔ قرآن کی اصطلاح میں ’’علم‘‘ ایسی معلومات کو کہتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعہ سے اپنے انبیاء و رسل کو دی ہوں۔ جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ’’اور اگر آپؐ نے پیروی کی ان لوگوں کی خواہشات کی اس کے بعد کہ جو آپؐ کے پاس آیا علم میں سے۔‘‘ (2/145) اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ نے اپنے انبیاء ورسل کو جو کچھ بتایا ہے اور بتانا ہے اس میں سے کچھ آیا ہے باقی ابھی آنا ہے۔

اسی طرح سے قرآن میں جہاں کہیں علم کی نفی آئی ہے بالعموم وہاں مطلب یہ ہے کہ کوئی ایسی بات جس کی کوئی سند سابقہ انبیاء ورسل کی تعلیمات میں اور رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات یعنی قرآن وحدیث میں موجود نہ ہو۔ جیسے فرمایا ’’اور تو پیچھے مت پڑ اس کے تیرے لئے جس کا کوئی علم نہیں۔‘‘ (17/36) ’’اور اگر وہ دونوں یعنی والدین تجھ سے جہاد کریں اس پر کہ تو شریک ٹھہرائے میرے لئے نہیں ہے تیرے لئے جس کا کوئی علم تو ان کی اطاعت مت کر‘‘ (31/15) یہ اور ایسے متعدد مقامات پر علم نہ ہونے کا مطلب ہے قرآن وحدیث میں سند نہ ہونا۔

واضح رہے کہ قرآن مجید میں بعض مقامات پر یہ لفظ اصطلاحی کے بجائے لغوی مفہوم میں بھی آیا ہے۔ جیسے قارون کا قول نقل کرتے ہوئے فرمایا ’’اس نے کہا کچھ نہیں سوائے اس کے کہ مجھے ملا ہے یہ ایک علم کی بنیادی پر جو میرے پاس ہے۔‘‘ (28/78) یہاں علم کا مطلب ہے تجربہ اور مہارت یعنی ہنرمندی۔ کوئی اگر آیت کے سیاق وسباق کو نظر میں رکھے تو وہ آسانی سے تمیز کرسکتا ہے کہ کہاں یہ لفظ لغوی مفہوم میں آیا ہے۔

اس لحاظ سے آیت۔56 کا حقیقی مفہوم یہ ہے کہ انسان شکرانے، نذر ونیاز اور چڑھاوے میں غیر اللہ کے لئے جو حصہ مقرر کرلیتا ہے، ان ہستیوں کے وجود اور صفات کی اس کے پاس قرآن وحدیث میں کوئی سند نہیں ہے۔

آیت نمبر (57تا62)

د س س

(ن)	دَسًّا	کسی چیز کو کسی چیز کے نیچے چھپا دینا۔ کسی چیز میں ٹھونس دینا۔ زیر مطالعہ آیت۔59

ترجمہ:

وَيَجْعَلُوْنَ	لِلّٰهِ	الْبَنٰتِ	سُبْحٰنَهٗ	وَلَهُمْ	مَّا
اور وہ لوگ بناتے ہیں	اللہ کے لئے	بیٹیاں	پاکیزگی اس کی ہے،	اور ان کے لئے	وہ ہے جو

يَشْتَهُوْنَ ﴿۵۷﴾	وَاِذَا	بُشِّرَ	اَحَدُهُمْ	بِالْاُنْثٰى
وہ چاہتے ہیں	اور جب بھی	خوشخبری دی جاتی ہے	ان کے کسی ایک کو	مونث (یعنی بیٹی) کی

1165

ظَلَّ	وَجْهُهٗ	مُسْوَدًّا	وَّهُوَ	كَظِيْمٌ ۝٥٨ ج	يَتَوَارٰى	مِنَ الْقَوْمِ
تو ہوجاتا ہے	اس کا چہرہ	سیاہ	اور وہ	غم زدہ ہے	وہ چھپتا ہے	لوگوں سے

مِنْ سُوْٓءِ مَا	بُشِّرَ	بِهٖ ط	اَيُمْسِكُهٗ
اس کی برائی (کے سبب) سے	اس کو خوشخبری دی گئی	جس کی	چاہے وہ تھام لے اس کو

عَلٰى هُوْنٍ	اَمْ يَدُسُّهٗ	فِى التُّرَابِ ط	اَلَا	سَآءَ	مَا
رسوائی کے باوجود	یا وہ دھنسا دے اس کو	مٹی میں	خبردار	کتنا برا ہے	وہ جو

يَحْكُمُوْنَ ۝٥٩	لِلَّذِيْنَ	لَا يُؤْمِنُوْنَ	بِالْاٰخِرَةِ	مَثَلُ السَّوْءِ ج
یہ لوگ فیصلہ کرتے ہیں	ان کے لئے جو	ایمان نہیں لاتے	آخرت پر	برائی کی مثال ہے

وَلِلّٰهِ	الْمَثَلُ الْاَعْلٰى ط	وَهُوَ	الْعَزِيْزُ	الْحَكِيْمُ ۝٦٠ ع	وَلَوْ
اور اللہ کے لئے	بلند ترین مثال ہے	اور وہ ہی	بالادست ہے	حکمت والا ہے	اور اگر

يُؤَاخِذُ	اللّٰهُ	النَّاسَ	بِظُلْمِهِمْ	مَّا تَرَكَ	عَلَيْهَا	مِنْ دَآبَّةٍ
پکڑے	اللہ	لوگوں کو	ان ظلم کے سبب سے	تو وہ نہ چھوڑے	اس پر	کوئی بھی چلنے والا

وَّلٰكِنْ	يُّؤَخِّرُ	هُمْ	اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ج	فَاِذَا	جَآءَ	اَجَلُهُمْ
اور لیکن	وہ مہلت دیتا ہے	ان کو	ایک معین مدت تک	پھر جب	آجائے	ان کا وقت

لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ	سَاعَةً	وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ۝٦١	وَيَجْعَلُوْنَ
تو وہ لوگ پیچھے نہیں ہوں گے	ایک گھڑی (لمحہ) بھر	اور نہ ہی آگے ہوں گے	اور وہ بناتے ہیں

لِلّٰهِ	مَا	يَكْرَهُوْنَ	وَتَصِفُ	اَلْسِنَتُهُمُ
اللہ کے لئے	وہ جس کو	یہ لوگ (خود) ناپسند کرتی ہیں	اور بیان کرتے ہیں	ان کی زبانیں

الْكَذِبَ	اَنَّ	لَهُمُ	الْحُسْنٰى ط	لَا جَرَمَ	اَنَّ	لَهُمُ	النَّارَ
جھوٹ	کہ	ان کے لئے ہے	بہترین	کوئی شک نہیں	کہ	ان کے لئے	آگ ہے

وَاَنَّهُمْ	مُّفْرَطُوْنَ ۝٦٢
اور یہ کہ وہ لوگ	زیادہ کئے جانے والے ہیں

نوٹ۔1

تفسیر روح البیان میں ہے کہ مسلمان کو چاہئے کہ لڑکی پیدا ہونے سے زیادہ خوشی کا اظہار کرے تا کہ اہل جاہلیت کے فعل پر رد ہو جائے۔ ایک حدیث میں ہے کہ وہ عورت مبارک ہوتی ہے جس کے پہلے پیٹ سے لڑکی پیدا ہو۔ آیت نمبر 42 تا 49 میں بیٹوں سے پہلے بیٹیوں کا ذکر کرنے سے اس کی طرف اشارہ پایا جاتا ہے کہ پہلے لڑکی پیدا ہونا افضل ہے۔ (معارف القرآن)

1165

آیت نمبر(63تا69)

ف ر ث

(س) فَرْثًا شکم سیر ہونا۔
فَرْثٌ گوبر(جب تک اوجھڑی میں رہے)زیر مطالعہ آیت۔66۔

ترکیب

(آیت۔63)اَرْسَلْنَا کا مفعول رُسُلًا محذوف ہے۔(آیت 24)هُدًى اور رَحْمَةً کو یہاں حال کے بجائے مفعول لَهٗ ماننا بہتر ہے۔(آیت۔66)اَلْاَنْعَام اسم جنس ہے۔اس لئے بُطُوْنِهٖ میں واحد مذکر کی ضمیر ہٗ بھی جائز ہے۔نُسْقِيْ کا مفعول اول کُمْ کی ضمیر ہے اور اس کا مفعول ثانی لَبَنًا خَالِصًا ہے جبکہ سَآئِغًا حال ہونے کی وجہ سے حالت نصب میں ہے۔

ترجمہ:

تَاللّٰهِ	لَقَدْ اَرْسَلْنَآ	اِلٰٓى اُمَمٍ	مِّنْ قَبْلِكَ
اللہ کی قسم	ہم یقیناً بھیج چکے ہیں(رسولوں کو)	امتوں کی طرف	آپؐ سے پہلے

فَزَيَّنَ	لَهُمُ	الشَّيْطٰنُ	اَعْمَالَهُمْ	فَهُوَ	وَلِيُّهُمُ
پھر مزین کیا	ان کے لئے	شیطان نے	ان کے اعمال کو	تو وہ ہی	ان کا کارساز ہے

الْيَوْمَ	وَلَهُمْ	عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۶۳﴾	وَمَآ اَنْزَلْنَا	عَلَيْكَ
آج کے دن(بھی)	اور ان سب کے لئے	ایک دردناک عذاب ہے	اور ہم نے نہیں اتارا	آپؐ پر

الْكِتٰبَ	اِلَّا	لِتُبَيِّنَ	لَهُمُ	الَّذِى	اخْتَلَفُوْا
اس کتاب کو	مگر اس واسطے	کہ آپؐ واضح کر دیں	ان کے لئے	اس کو	انہوں نے اختلاف کیا

فِيْهِ ۙ	وَهُدًى	وَّرَحْمَةً	لِّقَوْمٍ	يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۶۴﴾
جس میں	اور ہدایت کے واسطے	اور رحمت کے واسطے	ایسے لوگوں کے لئے	جو ایمان رکھتے ہیں

وَاللّٰهُ	اَنْزَلَ	مِنَ السَّمَآءِ	مَآءً	فَاَحْيَا بِهِ	الْاَرْضَ	بَعْدَ مَوْتِهَا ۭ
اور اللہ نے	اتارا	آسمان سے	پانی	پھر اس نے زندہ کیا اس سے	زمین کو	اس کی موت کے بعد

اِنَّ	فِيْ ذٰلِكَ	لَاٰيَةً	لِّقَوْمٍ	يَّسْمَعُوْنَ ﴿۶۵﴾	وَاِنَّ
بیشک	اس میں	یقیناً ایک نشانی ہے	ایسے لوگوں کے لئے	جو کان دھرتے ہیں	اور بیشک

لَكُمْ	فِي الْاَنْعَامِ	لَعِبْرَةً ۭ	نُسْقِيْكُمْ	مِّمَّا
تمہارے لئے	چوپایوں میں	یقیناً ایک عبرت ہے	ہم پلاتے ہیں تم لوگوں کو	اس میں سے جو

فِيْ بُطُوْنِهٖ	مِنْۢ بَيْنِ فَرْثٍ وَّدَمٍ	لَّبَنًا خَالِصًا
ان کے پیٹوں میں ہے	خون اور گوبر کے درمیان سے	(خون اور گوبر کی)ملاوٹ سے پاک دودھ

سَآئِغًا	لِّلشّٰرِبِيْنَ ۝٦٦	وَمِنْ ثَمَرٰتِ النَّخِيْلِ وَالْاَعْنَابِ	تَتَّخِذُوْنَ 1165
خوشگوار ہوتے ہوئے	پینے والوں کے لئے	انگور اور کھجور کے پھلوں سے	تم لوگ بناتے ہو

مِنْهُ	سَكَرًا	وَّرِزْقًا حَسَنًا ؕ	اِنَّ	فِيْ ذٰلِكَ	لَاٰيَةً	لِّقَوْمٍ
جس سے	نشہ آور چیز	اور اچھا رزق	بیشک	اس میں	یقیناً ایک نشانی ہے	ایسے لوگوں کے لئے

يَّعْقِلُوْنَ ۝٦٧	وَاَوْحٰى	رَبُّكَ	اِلَى النَّحْلِ	اَنِ	اتَّخِذِيْ
جو عقل سے کام لیتے ہیں	اور وحی کیا	آپؐ کے رب نے	شہد کی مکھی کی طرف	کہ	تو بنا

مِنَ الْجِبَالِ	بُيُوْتًا	وَّمِنَ الشَّجَرِ	وَمِمَّا	يَعْرِشُوْنَ ۝٦٨
پہاڑوں میں	گھر	اور درختوں میں	اور اس میں جو	یہ لوگ چھت ڈالتے ہیں

ثُمَّ	كُلِيْ	مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ	فَاسْلُكِيْ	سُبُلَ رَبِّكِ	ذُلُلًا ؕ
پھر	تو کھا	سارے پھلوں میں سے	پھر تو چل	اپنے رب کے راستوں میں	جو سدھائے ہوئے ہیں

يَخْرُجُ	مِنْ بُطُوْنِهَا	شَرَابٌ	مُّخْتَلِفٌ	اَلْوَانُهٗ	فِيْهِ	شِفَآءٌ
نکلتی ہے	ان کے پیٹوں سے	پینے کی ایک چیز	مختلف ہیں	اس کے رنگ	اس میں	شفا ہے

لِّلنَّاسِ ؕ	اِنَّ	فِيْ ذٰلِكَ	لَاٰيَةً	لِّقَوْمٍ	يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝٦٩
لوگوں کے لئے	بیشک	اس میں	ایک نشانی ہے	ایسے لوگوں کے لئے	جو غور و فکر کرتے ہیں

نوٹ۔1

آیت۔٦٥ میں ہے کہ آسمان سے پانی برستا ہے تو مردہ زمین جی اٹھتی ہے۔اس کے آگے یہ نہیں فرمایا کہ اس میں ان کے لئے نشانی ہے جو دیکھتے ہیں بلکہ فرمایا کہ ان کے لئے نشانی ہے جو سن کر سمجھتے ہیں۔اس ساعت کا تعلق گذشتہ آیت۔٦٤ سے ہے جس میں قرآن کو ہدایت اور رحمت کہا گیا ہے۔اس طرح مطلب یہ ہوا کہ جس طرح آسمان سے برسنے والے پانی سے مردہ زمین جی اٹھتی ہے اسی طرح آسمان سے برسنے والی اس وحی یعنی قرآن سے ان کے مردہ دل جی اٹھتے ہیں جو اس کو سن کر سمجھتے ہیں۔(تفسیر ابن کثیر سے سے ماخوذ)

نوٹ۔2

آیت۔٦٧۔ میں نشہ اور رزق حسن کو الگ الگ بیان کیا گیا ہے۔اس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے نشہ کوئی اچھی چیز نہیں ہے۔ چنانچہ مکہ میں جب یہ آیت نازل ہوئی تو صحابہ کرامؓ میں سے تاڑنے والے تاڑ گئے تھے کہ نشہ نے حرام ہونا ہے۔ چنانچہ مدینہ میں اس کے حرام ہونے کا حکم آ گیا۔(حافظ یار صاحب مرحوم)

صحابہ کرامؓ کا رویہ یہ تھا کہ وہ لوگ قرآن میں اللہ کی منشاو مرضی تلاش کرتے تھے۔اس لئے اس آیت میں ان کو صاف نظر آ گیا کہ نشہ ہمارے رب کو پسند نہیں ہے۔جبکہ ہمارے ترقی پسند مسلمان بھائی قرآن میں اپنی مرضی کا جواز تلاش کرتے ہیں۔اس لئے ان کو

اسی آیت میں نشہ کے جائز ہونے کا جواز نظر آتا ہے اور اس کے حرام ہونے کا حکم نظر نہیں آتا کیونکہ اس میں حرام کا لفظ استعمال نہیں ہوا بلکہ رِجسٌ (نجاست) کا لفظ آیا ہے۔ فکر ہر کس بقدرِ ہمت اوست۔

نوٹ۔3

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ مکھیوں کی تمام قسمیں جہنم میں جائیں گی جو وہاں جہنمیوں پر بطور عذاب مسلط کردی جائیں گی۔ مگر شہد کی مکھی جہنم میں نہیں جائے گی (معارف القرآن)۔ اس کی وجہ غالباً یہ ہے کہ باقی مکھیاں اپنے لئے جیتی ہیں جبکہ شہد کی مکھی دوسروں کے لئے جیتی ہے۔

نوٹ۔4

شہد کی افادیت کے متعلق جو کچھ تفاسیر میں ہے اور حکیم لوگوں نے جو نسخے تجویز کئے ہیں ان کو ہماری خوش اعتقادی پر محمول کر کے نظر انداز کردیا جاتا ہے، کیونکہ ان کا کوئی سائنٹفک ثبوت نہیں ہے، لیکن ایسے لوگوں کی تسلی کے لئے ہماری خوش اعتقادی کا اب سائنٹفک ثبوت بھی سامنے آگیا ہے۔ مغربی ممالک میں شہد سے مختلف بیماریوں کے علاج کو جو تجربے کئے گئے ہیں ان کے متعلق کینیڈا کے ایک ہفت روزہ ''ویکلی ورلڈ نیوز'' نے اپنی ۱۷ جنوری ۱۹۹۵ء کی اشاعت میں ایک تفصیلی رپورٹ شائع کی ہے۔ اس کے کچھ اقتباسات درج ہیں۔

جوڑوں کا درد:

ایک حصہ شہد دو حصے نیم گرم پانی میں حل کریں اور بعد میں اس میں ایک چھوٹے چمچ کے برابر دار چینی کا پاؤڈر ملالیں۔ جسم کے درد والے حصہ پر اس مرکب کی ہلکی ہلکی مالش کریں۔ اس سے چند ہی منٹوں میں درد میں فوری طور پر افاقہ ہوگا یا پھر Arthritis کے مریض یہ بھی کر سکتے ہیں کہ روزانہ صبح وشام ایک پیالی گرم پانی دو چمچ شہد اور ایک چھوٹا دار چینی کا پاؤڈر ملا کر یہ مرکب باقاعدگی سے پئیں۔ درد چاہے کیسا ہی کیوں نہ ہو اس سے افاقہ ہوگا۔

اس علاج کے سلسلے میں کوپن ہیگن یونیورسٹی میں حال ہی میں ایک تجربہ کیا گیا۔ ایک ڈاکٹر نے Arthritis کے تقریباً دو ہزار مریضوں کو روزانہ ناشتے سے قبل ایک شربت باقاعدگی سے پلانا شروع کیا جو صرف ایک چمچ شہد اور صف چمچ دار چینی کے پاؤڈر پر مشتمل تھا۔ ایک آدھ ہفتے میں ہی ۱۳۱۷ مریضوں کا درد ختم ہوگیا اور ایک ماہ میں تو وہ سارے مریض جو درد کی وجہ سے چلنے پھرنے سے قاصر تھے، چلنے پھرنے لگے۔

کولسٹرول میں کمی

سولہ اونس چائے کے پانی میں دو چمچ شہد اور تین چمچ دار چینی کا پاؤڈر ملا کر پلانے سے گھنٹے میں مریض کے خون میں موجود کولسٹرول میں دس فیصد کمی ریکارڈ کی گئی۔ اس سلسلے میں ہونے والی ریسرچ میں کہا گیا ہے کہ دن میں تین دفعہ اس طرح پینے سے کولسٹرول کی سطح کم ہوجاتی ہے۔ ڈاکٹر الیکز انڈرانڈیو اوراردک ویگوئیل مین نے ایک مشہور میڈیکل جرنل میں یہ انکشاف کیا ہے کہ اگر روزانہ اس طرح چائے بنا کر پی جائے تو خون میں کولسٹرول کی مقدار چاہے خطرے کی حدود کو چھو رہی ہو تو وہ بھی کنٹرول ہوجاتی ہے اور چربی کی مقدار بھی اپنی حد میں رہتی ہے۔ اس جرنل میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ روزمرہ غذا میں خالص شہد کے باقاعدہ استعمال سے کولشترول کی شکایت کبھی بھی پیدا نہیں ہوسکتی۔

امراضِ قلب: روزانہ صبح ناشتے میں بریڈ یا روٹی کے ساتھ جام یا جیلی لینے کی بجائے شہد اور دارچینی کے پاؤڈر کا پیسٹ بنا کر لینے سے جسم میں اور خون کی نالیوں میں جمع ہونے والی چربی پگھل جاتی ہے اور اس طرح امراض قلب کے حملے سے انسان محفوظ رہتا ہے۔ یہی نہیں بلکہ جن لوگوں کو ایک دفعہ ہارٹ اٹیک ہو چکا ہو وہ بھی دوسرے اٹیک سے محفوظ ہو جاتے ہیں۔ علاوہ ازیں اس کے باقاعدہ استعمال سے دل کی دھڑکن معمول پر رہتی ہے اور تنفس کی تکلیف میں بھی افاقہ ہوتا ہے۔ امریکہ، کنیڈا اور دیگر ممالک میں کئے جانے والے تجربات کی روشنی میں ایک اہم بات سامنے آئی ہے کہ بڑھتی ہوئی عمر کے ساتھ خون کی نالیوں میں جو سختی آ جاتی ہے اور ان کی لچک ختم ہو جاتی ہے۔ شہد اور دارچینی کے باقاعدہ استعمال سے یہ صورتحال ختم ہو جاتی ہے۔ ان کا لچکیلا پن بحال ہو جاتا ہے اور برقرار رہتا ہے۔

وبائی بیکٹیریا سے جسم کی حفاظت: ماہرین ڈاکٹر اور تجربات کرنے والے سائنسدانوں کا بیان ہے کہ شہد اور دارچینی استعمال کرنے والوں کے جسموں میں موجود بیماریوں سے مقابلہ کرنے کی قوت مدافعت میں تین گنا اضافہ ہو جاتا ہے۔ جس سے انہیں وبائی بیکٹیریا اور بماریوں کے دیگر جراثیم سے تحفظ حاصل ہو جاتا ہے۔ شہد میں اللہ تعالیٰ نے بے شمار مقوی اجزاء اور وٹامن رکھے ہیں جو اس قسم کے جراثیم کا فوری طور پر خاتمہ کر دیتے ہیں۔

طویل العمری (لمبی عمر): چین اور مشرق وسطیٰ کے حکماء کا دعویٰ ہے کہ شہد اور دارچینی کے پاؤڈر کی چائے پینے والے کبھی بوڑھے نہیں ہوتے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ تین کپ پانی میں چار چمچ شہد ایک چمچ دارچینی کا پاؤڈر ڈال کر اسے ابالا جائے اور اس کی چائے بنائی جائے۔ دن میں تین چار دفعہ اس طرح کی چائے پینے سے جلد کے خلئے جوان رہتے ہیں اور عمر بڑھنے کے باوجود جلد میں ڈھیلا پن نہیں آتا۔ اس سے لمبی عمر پانے کے امکانات بھی پیدا ہو جاتے ہیں اور سو سال کی عمر میں بھی آدمی جوانوں کی طرح کام کر سکتا ہے۔

چہرے کے کیل مہاسے وغیرہ تین چمچ برابر شہد کو ایک چمچ کے برابر دارچینی کے پاؤڈر میں ملا کر پیسٹ بنا لیں۔ رات کو سوتے وقت چہرے کے کیلوں پر اچھی طرح مل لیں۔ صبح اٹھ کر چنے کے بیسن سے یا سادہ پانی سے چہرہ دھو لیں۔ اس عمل کو دو ہفتے تک دھرائیں۔ اس سے پرانے اور مستقل مہاسے بھی صاف ہو جائیں گے۔

کینسر جاپان اور آسٹریلیا میں کئے جانے والے حالیہ تجربات سے معلوم ہوا ہے کہ پیٹ اور گلے کے غدود کا کینسر شہد اور دارچینی کی مدد سے روکا جا سکتا ہے۔ اس طرح کے کینسر کا شکار ہونے والے مریضوں کو روزانہ دن میں تین بار شہد اور دارچینی کا مرکب دیا جاتا ہے۔ جس سے انہیں دیگر دواؤں کے مقابل کہیں جلد افاقہ محسوس ہوا۔ معلومات کے مطابق ان مریضوں کو روزانہ دن میں تین بار ایک چمچ شہد اور ایک چمچ دارچینی کا پاؤڈر ملا کر ایک ماہ تک دیا جاتا رہا جس کا مثبت نتیجہ سامنے آیا۔ معالج کا کہنا ہے کہ ایسے مریضوں کو صرف ڈاکٹروں کے مشوروں پر ہی عمل کرنا چاہئے لیکن پھر بھی اس نے کہا کہ میں ایسے ڈاکٹروں کو مشورہ دوں گا کہ وہ اس طرح کے علاج کو بلا جھجک اپنا سکتے ہیں، کیونکہ اس کے نتائج نہایت حوصلہ افزاء ہیں۔

خالص شہد کا ٹیسٹ پانی سے بھرے شیشے کے برتن میں چند قطرے ڈالیں اگر جوں کے توں جا کر تہہ میں بیٹھ جائیں تو خالص اور اگر پھیل جائیں تو نقلی اور نہ خالص۔

نقصان: شہداور گھی مساوی وزن میں استعمال نہیں کرنا چاہئے۔شہد کے ساتھ مچھلی،خربوزہ،سرکہ اور مولی نہ کھائیں۔اگر طبیعت میں گرمی ہوتو 1165 موسم گرما میں شہد میں دودھ،پانی اور دہی ملا کر استعمال کریں۔

آیت نمبر (70تا74)

ح ف د

(ض)

حَفْدًا کام جلد کرنا۔مستعدی سے خدمت کرنا۔

حَافِدٌ ج حَفَدَۃٌ۔مستعدی سے خدمت کرنے والا۔پوتے نواسے وغیرہ (کیونکہ پرانے زمانے میں یہ مستعدی سے بزرگوں کی خدمت کرتے تھے) زیر مطالعہ آیت۔72۔

ترکیب

(آیت۔71) فَمَا الَّذِيْنَ کا مَا نافیہ ہے۔اَلَّذِيْنَ فُضِّلُوْا اس کا اسم ہے۔جبکہ مرکب اضافی بِرَآدِّيْ رِزْقِهِمْ اس کی خبر ہے۔رَآدِّيْ دراصل رَآدُّوْنَ تھا۔اس پر بِ داخل ہوا تو حالت جر میں یہ رَآدِّيْنَ ہو گیا۔پھر مضاف ہونے کی وجہ سے نون اعرابی گرا تو رَآدِّيْ استعمال ہوا۔فَهُمْ کا فا سببیہ ہے اور فِيْهِ کی ضمیر رزق کے لئے ہے۔آیت۔73) يَمْلِكُ کا مفعول رِزْقًا ہے۔یہ مصدر ہے اور اس نے اپنے مفعول شَيْئًا کو نصب دی ہے۔(دیکھیں آیت۔۲/۵۴،نوٹ۔۱)

ترجمہ:

وَاللّٰهُ	خَلَقَكُمْ	ثُمَّ	يَتَوَفّٰىكُمْ	وَمِنْكُمْ مَّنْ
اور اللہ ہی نے	پیدا کیا تم لوگوں کو	پھر	وہ وفات دیتا ہے تم کو	اور تم میں سے وہ بھی ہے جو

يُّرَدُّ	اِلٰٓى اَرْذَلِ الْعُمُرِ	لِكَيْ لَا يَعْلَمَ	بَعْدَ عِلْمٍ	شَيْـًٔا
لوٹا دیا جاتا ہے	عمر کے سب سے گھٹیا (حصہ) کی طرف	تاکہ وہ نہ جانے	جاننے کے بعد	کچھ بھی

اِنَّ	اللّٰهَ	عَلِيْمٌ	قَدِيْرٌ	وَاللّٰهُ	فَضَّلَ	بَعْضَكُمْ
بیشک	اللہ	جاننے والا ہے	قدرت والا ہے	اور اللہ ہی نے	فضیلت دی	تمہارے بعض کو

عَلٰى بَعْضٍ	فِي الرِّزْقِ	فَمَا	الَّذِيْنَ	فُضِّلُوْا	بِرَآدِّيْ رِزْقِهِمْ
بعض پر	روزی میں	تو نہیں ہیں	وہ لوگ جن کو	فضیلت دی گئی	اپنی روزی کو لوٹانے والے

عَلٰى مَا	مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ	فَهُمْ	فِيْهِ	سَوَآءٌ
اس پر جس کے	مالک ہوئے ان کے داہنے ہاتھ	کہ نتیجتاً وہ سب	اس میں	برابر ہوں

اَفَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ	يَجْحَدُوْنَ	وَاللّٰهُ	جَعَلَ	لَكُمْ
تو کیا اللہ کی نعمت کا	وہ لوگ جانتے بوجھتے انکار کرتے ہیں	اور اللہ ہی نے	بنایا	تمہارے لئے

مِّنْ اَنْفُسِكُمْ	اَزْوَاجًا	وَّجَعَلَ	لَكُمْ	مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ
تمہارے اپنے آپ (یعنی جنس) سے	کچھ جوڑے	اور اس نے بنائے	تمہارے لئے	تمہارے جوڑوں (بیویوں) سے

1165

بَنِيْنَ	وَحَفَدَةً	وَّرَزَقَكُمْ	مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ؕ	اَفَبِالْبَاطِلِ	يُؤْمِنُوْنَ
بیٹے	اور پوتے	اور اس نے دیا تم کو	پاکیزہ (چیزوں) سے	تو کیا باطل پر	وہ ایمان لاتے ہیں

وَبِنِعْمَتِ اللّٰهِ	هُمْ	يَكْفُرُوْنَ ۙ﴿۷۲﴾	وَيَعْبُدُوْنَ	مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ
اور اللہ کی نعمت کا	وہ لوگ ہی	انکار کرتے ہیں	اور وہ بندگی کرتے ہیں	اللہ کے علاوہ
مَا	لَا يَمْلِكُ	لَهُمْ	رِزْقًا	مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
اس کی جو	اختیار نہیں رکھتے	ان کے لئے	روزی دینے کا	زمین اور آسمانوں سے

شَيْئًا	وَّلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ﴿۷۳﴾	فَلَا تَضْرِبُوْا	لِلّٰهِ	الْاَمْثَالَ ؕ
کسی چیز کا	اور نہ وہ استطاعت رکھتے ہیں	پس تم لوگ مت بیان کرو	اللہ کے لئے	مثالیں

اِنَّ	اللّٰهَ	يَعْلَمُ	وَاَنْتُمْ	لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۷۴﴾
بیشک	اللہ	جانتا ہے	اور تم لوگ	نہیں جانتے

نوٹ۔1

زمانہ حال میں لوگوں نے آیت۔۷۱ کو اسلام کے فلسفہ معیشت کی اصل اور قانونِ معیشت کی ایک اہم دفعہ قرار دیا ہے۔ ان کے نزدیک آیت کا منشا یہ ہے کہ جن لوگوں کو اللہ نے رزق میں فضیلت عطا کی ہے ان کو اپنا رزق اپنے نوکروں کی طرف ضرور لوٹا دینا چاہئے۔ اگر نہ لوٹائیں گے تو اللہ کی نعمت کے منکر قرار پائیں گے۔ حالانکہ اس پورے سلسلہ کلام میں قانون معیشت کے بیان کا کوئی موقع نہیں ہے۔ اوپر سے تمام تقریر شرک کے ابطال اور توحید کے اثبات میں ہوتی چلی آ رہی ہے اور آگے بھی مسلسل یہی مضمون چل رہا ہے۔ اس کے بیچ میں یکا یک قانون معیشت کی ایک دفعہ بیان کر دینے کا کیا تک ہے۔ آیت کو اس کے سیاق وسباق میں رکھ کر دیکھا جائے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہاں اس کے بالکل برعکس مضمون بیان ہو رہا ہے۔ یہاں استدلال یہ ہے کہ تم خواپنے مال میں اپنے نوکروں کو جب برابر کا درجہ نہیں دیتے تو پھر کس طرح سمجھتے ہو کہ جو احسانات اللہ نے تم پر کئے ہیں اس کے شکریہ میں اللہ کے ساتھ اس کے غلاموں کا بھی حصہ ہے اور یہ سمجھ بیٹھو کہ اختیارات اور حقوق میں اللہ کے یہ غلام بھی برابر کے حصہ دار ہیں۔

شاید لوگوں کو غلط فہمی اَفَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ کے الفاظ سے ہوئی ہے۔ انہوں نے اس کا مطلب یہ سمجھا کہ اپنے زیردستوں کی طرف رزق نہ پھیر دینا ہی اللہ کی نعمت کا انکار ہے۔ حالانکہ جو شخص قرآن میں کچھ بھی نظر رکھتا ہے وہ جانتا ہے کہ اللہ کی نعمت کا شکریہ غیراللہ کو ادا کرنا قرآن کی نگاہ میں اللہ کی نعمتوں کا انکار ہے۔ فرض کریں کہ آپ ایک ضرورت مند پر ترس کھا کر اس کی مدد کرتے ہیں اور وہ اٹھ کر آپ کے سامنے ایک دوسرے آدمی کا شکریہ ادا کرتا ہے، تو آپ یہ ضرور سمجھیں گے کہ یہ ایک احسان فراموش آدمی ہے۔ کیونکہ اس شخص کی اس حرکت کا مطلب یہ ہے کہ آپ نے اس کی جو مدد کی ہے وہ اپنی فیاضی کی وجہ سے نہیں کی ہے بلکہ اس دوسرے شخص کی خاطر کی ہے اور آپ کوئی رحیم اور شفیق انسان نہیں ہیں بلکہ محض ایک دوست نواز اور یار باش آدمی ہیں۔ چند دوستوں کے توسل سے کوئی آئے تو آپ اس کی مدد اپنے دوستوں کی خاطر کر دیتے ہیں ورنہ آپ سے کسی کو کچھ فیض حاصل نہیں ہو سکتا۔ اس لئے قرآن میں یہ بات بطور ایک

قاعدہ کلیہ کے پیش کی گئی ہے کہ محسن کے احسان کا شکریہ غیر محسن کو ادا کرنا دراصل محسن کے احسان کا انکار کرنا ہے۔1165 نعمت الٰہی کے انکار کا یہ مفہوم سمجھ لینے کے بعد اَفَبِنِعۡمَةِ اللّٰهِ يَجۡحَدُوۡنَ کا یہ مطلب صاف سمجھ میں آجاتا ہے کہ جب لوگ خود اپنی زندگی میں مالک اور نوکر کا فرق ہر وقت ملحوظ رکھتے ہیں تو پھر کیا ایک اللہ ہی کے معاملہ میں ان کو اس بات پر اصرار ہے کہ اس کے بندوں کو اس کا شریک قرار دیں اور جو نعمتیں اس سے پائی ہیں ان کا شکریہ اس کے بندوں کو ادا کریں۔(تفہیم القرآن سے ماخوذ)

نوٹ۔2

آیت۔۷۴ میں ہے کہ اللہ کے لئے مثالیں مت بیان کرو۔اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کو دنیوی بادشاہوں پر مت قیاس کرو کہ جس طرح کوئی ان کے مصاحبوں اور درباری ملازمین کے توسط کے بغیر ان تک اپنی درخواست نہیں پہنچا سکتا اسی طرح اللہ کے متعلق بھی تم یہ گمان کرنے لگو کہ وہ اپنے قصر شاہی میں ملائکہ اور اولیاء کے درمیان گھرا بیٹھا ہے اور کسی کا کوئی کام ان کے واسطوں کے بغیر نہیں ہو سکتا۔(تفہیم القرآن)

آیت نمبر (75تا78)

ل م ح

(ف) لَمۡحًا ستارہ یا بجلی کا چمکنا۔نظر کا اٹھنا زیر مطالعہ آیت۔77

ترکیب

(آیت۔75) هَلۡ يَسۡتَوٗنَ فعل جمع کے صیغے میں آیا ہے کیونکہ اس کا فاعل اس میں شامل هُمۡ کی ضمیر ہے جو غلاموں اور انفاق کرنے والوں کے لئے ہے۔(آیت۔76) هَلۡ يَسۡتَوِيۡ میں فعل واحد کے صیغے میں آیا ہے کیونکہ اس کا فاعل اسم ظاہر ہے۔ جو هُوَ اور مَنۡ ہے۔(آیت۔78) لَا تَعۡلَمُوۡنَ، یہ پورا جملہ اَخۡرَجَكُمۡ کی ضمیر مفعولی كُمۡ کا حال ہے۔

ترجمہ:

ضَرَبَ	اللّٰهُ	مَثَلًا	عَبۡدًا مَّمۡلُوۡكًا	لَّا يَقۡدِرُ	عَلٰى شَيۡءٍ	وَّمَنۡ
بیان کی	اللہ نے	ایک مثال	ایک غلام بندے کی	وہ قدرت نہیں رکھتا	کسی چیز پر	اور اس کی
رَّزَقۡنٰهُ	مِنَّا	رِزۡقًا حَسَنًا	فَهُوَ	يُنۡفِقُ	مِنۡهُ	سِرًّا
ہم نے عطا کی جس کو	اپنے پاس سے	کچھ اچھی روزی	تو وہ	خرچ کرتا ہے	اس میں سے	چھپاتے ہوئے

وَّجَهۡرًا ؕ	هَلۡ	يَسۡتَوٗنَ ؕ	اَلۡحَمۡدُ	لِلّٰهِ ؕ	بَلۡ
اور نمایاں کرتے ہوئے	کیا	وہ سب برابر ہوتے ہیں	کل حمد	اللہ کے لئے ہے	بلکہ (یعنی لیکن)

اَكۡثَرُهُمۡ	لَا يَعۡلَمُوۡنَ ۞	وَضَرَبَ	اللّٰهُ	مَثَلًا	رَّجُلَيۡنِ	اَحَدُهُمَاۤ
ان کے اکثر	جانتے نہیں ہیں	اور بیان کی	اللہ نے	ایک مثال	دو آدمیوں کی	ان دونوں کا ایک
اَبۡكَمُ	لَا يَقۡدِرُ	عَلٰى شَيۡءٍ	وَّهُوَ	كَلٌّ	عَلٰى مَوۡلٰٮهُ ۙ	اَيۡنَمَا
گونگا ہے	قدرت نہیں رکھتا	کسی چیز پر	اور وہ	بوجھ ہے	اپنے آقا پر	جہاں کہیں

يُوَجِّهْهُّ	لَا يَاْتِ	بِخَيْرٍ ؕ	هَلْ	يَسْتَوِيْ	هُوَ ۙ	1165 وَمَنْ
وہ بھیجتا ہے اس کو	وہ نہیں لاتا	کوئی بھلائی	کیا	برابر ہوتا ہے	وہ	اور وہ شخص جو

يَاْمُرُ	بِالْعَدْلِ ۙ	وَهُوَ	عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۷۶﴾ ع	وَلِلّٰهِ
حکم کرتا ہے	انصاف کا	اور وہ	ایک سیدھی راہ پر ہے	اور اللہ کے لئے ہی ہے

غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ	وَمَآ	اَمْرُ السَّاعَةِ	اِلَّا	كَلَمْحِ الْبَصَرِ
زمین اور آسمانوں کا غیب	اور نہیں ہے	قیامت کا حکم	مگر	چشم زدن کی مانند

اَوْ	هُوَ	اَقْرَبُ ؕ	اِنَّ	اللّٰهَ	عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ	قَدِيْرٌ ﴿۷۷﴾
یا	وہ	زیادہ قریب ہو	بیشک	اللہ	ہر چیز پر	قدرت رکھنے والا ہے

وَاللّٰهُ	اَخْرَجَكُمْ	مِّنْۢ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ	لَا تَعْلَمُوْنَ
اور اللہ ہی نے	نکالا تم لوگوں کو	تمہاری ماؤں کے پیٹوں سے	تم لوگ نہیں جانتے

شَيْـًٔا ۙ	وَّجَعَلَ	لَكُمُ	السَّمْعَ	وَالْاَبْصَارَ
کچھ بھی	اور اس نے بنائے	تمہارے لئے	سماعت	اور بصارتیں

وَالْاَفْـِٕدَةَ ۙ	لَعَلَّكُمْ	تَشْكُرُوْنَ ﴿۷۸﴾
اور دل (ادراک کی صلاحیتیں)	شاید کہ تم لوگ	شکر کرو

1165

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

آیت نمبر(79تا82)

ظ ع ن

(ف) ظَعۡنًا سفر پر روانہ ہونا۔کوچ کرنا۔زیر مطالعہ آیت۔80

ص و ف

(س) صَوَفًا مینڈھے کا بہت اون والا ہونا۔

صُوۡفٌ ج اَصۡوَافٌ۔ اسم ذات ہے۔اون۔زیر مطالعہ آیت۔80۔

و ب ر

(س) وَبَرًا بہت پشم والا ہونا۔

وَبَرٌ ج اَوۡبَارٌ۔اسم ذات بھی ہے۔پشم۔خرگوش کے نرم بال۔زیر مطالعہ آیت۔80

ء ث ث

(ن) اَثَاثًا گھنا اور گنجان ہونا۔بکثرت ہونا۔

اَثَاثٌ اسم ذات بھی ہے۔گھر گرہستی کا وافر سامان۔زیر مطالعہ آیت۔80

ترجمہ:

اَلَمۡ یَرَوۡا	اِلَی الطَّیۡرِ	مُسَخَّرٰتٍ	فِیۡ جَوِّ السَّمَآءِ
کیا انہوں نے غور نہیں کیا	پرندوں کی طرف	(کیسے وہ) سدھائے ہوئے ہیں	آسمان کی فضا میں

مَا یُمۡسِکُہُنَّ	اِلَّا	اللّٰہُ	اِنَّ	فِیۡ ذٰلِکَ	لَاٰیٰتٍ
نہیں تھامتا ان کو (کوئی)	مگر	اللہ	بیشک	اس میں	یقیناً نشانیاں ہیں

لِّقَوۡمٍ	یُّؤۡمِنُوۡنَ ﴿۷۹﴾	وَاللّٰہُ	جَعَلَ	لَکُمۡ	مِّنۡ بُیُوۡتِکُمۡ
ایسے لوگوں کے لئے	جو ایمان لاتے ہیں	اور اللہ ہی نے	بنایا	تمہارے لئے	تمہارے گھروں سے

سَکَنًا	وَّجَعَلَ	لَکُمۡ	مِّنۡ جُلُوۡدِ الۡاَنۡعَامِ	بُیُوۡتًا	تَسۡتَخِفُّوۡنَہَا
آرام	اور اس نے بنائے	تمہارے لئے	چوپایوں کی کھالوں سے	کچھ گھر	تم لوگ ہلکا پاتے ہو جن کو

یَوۡمَ ظَعۡنِکُمۡ	وَیَوۡمَ اِقَامَتِکُمۡ	وَمِنۡ اَصۡوَافِہَا	وَاَوۡبَارِہَا
اپنے کوچ کرنے کے دن	اور اپنی اقامت کرنے کے دن	اور ان کے اونوں سے	اور ان کی پشموں سے

وَاَشۡعَارِہَاۤ	اَثَاثًا	وَّمَتَاعًا	اِلٰی حِیۡنٍ ﴿۸۰﴾
اور ان کے بالوں سے	(اس نے بنائے) کچھ گرہستی کے سامان	اور کچھ برتنے کی چیزیں	ایک مدت تک

1165

وَاللّٰهُ	جَعَلَ	لَكُمْ	مِّمَّا	خَلَقَ	ظِلٰلًا	وَّجَعَلَ
اور اللہ ہی نے	بنایا	تمہارے لئے	اس سے جو	اس نے پیدا کیا	کچھ سائے	اور اس نے بنائے
لَكُمْ	مِّنَ الْجِبَالِ	اَكْنَانًا	وَّجَعَلَ	لَكُمْ	سَرَابِيْلَ	تَقِيْكُمُ
تمہارے لئے	پہاڑوں میں سے	کچھ غار	اور اس نے بنائے	تمہارے لئے	کچھ کرتے	وہ بچاتے ہیں تم کو

الْحَرَّ	وَسَرَابِيْلَ	تَقِيْكُمْ	بَاْسَكُمْ ط	كَذٰلِكَ	يُتِمُّ
گرمی سے	اور کچھ کرتے	وہ بچاتے ہیں تم کو	تمہاری جنگ میں	اس طرح	وہ پوری کرتا ہے
نِعْمَتَهٗ	عَلَيْكُمْ	لَعَلَّكُمْ	تُسْلِمُوْنَ ﴿٨١﴾	فَاِنْ	تَوَلَّوْا
اپنی نعمت کو	تم لوگوں پر	شاید تم لوگ	فرمانبرداری کرو	پھر اگر	وہ لوگ منہ پھیرتے ہیں

فَاِنَّمَا	عَلَيْكَ	الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿٨٢﴾	يَعْرِفُوْنَ	نِعْمَتَ اللّٰهِ
تو کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	آپؐ پر	واضح طور پر پہنچا دینا ہے	وہ پہچانتے ہیں	اللہ کی نعمت کو

ثُمَّ	يُنْكِرُوْنَهَا	وَاَكْثَرُهُمُ	الْكٰفِرُوْنَ ﴿٨٣﴾ ع
پھر (بھی)	انکار کرتے ہیں اس کا	اور ان کے اکثر	ناشکری کرنے والے ہیں

آیت نمبر (84تا89)

ع ت ب

(ن۔ض) عَتْبًا خفگی کرنا۔ ملامت کرنا۔

(افعال) اِعْتَابًا ناراضگی کے سبب کو دور کرنا۔ کسی کو راضی کرنا۔

مُعْتَبٌ اسم المفعول ہے۔ راضی کیا ہوا۔ ﴿وَاِنْ يَّسْتَعْتِبُوْا فَمَا هُمْ مِّنَ الْمُعْتَبِيْنَ ﴿٢٤﴾﴾ (41/حٰم سجدہ:24) ''اور اگر وہ لوگ رضامندی چاہیں گے تو وہ نہیں ہوں گے راضی کئے ہوؤں میں سے۔''

(استفعال) اِسْتِعْتَابًا کسی کی رضامندی چاہنا۔ کسی کو منانا۔ زیر مطالعہ آیت۔۔84۔

ترجمہ:

وَيَوْمَ	نَبْعَثُ	مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ	شَهِيْدًا	ثُمَّ	لَا يُؤْذَنُ
اور جس دن	ہم اٹھائیں گے	ہر امت سے	ایک گواہ	پھر	اجازت نہیں دی جائے گی (بولنے کی)

لِلَّذِيْنَ	كَفَرُوْا	وَلَا هُمْ	يُسْتَعْتَبُوْنَ ﴿٨٤﴾	وَاِذَا	رَاَ
ان کو جنہوں نے	کفر کیا	اور نہ ہی وہ لوگ	منائے جائیں گے	اور جب	دیکھیں گے
الَّذِيْنَ	ظَلَمُوا	الْعَذَابَ	فَلَا يُخَفَّفُ	عَنْهُمْ	وَلَا هُمْ
وہ لوگ جنہوں نے	ظلم کیا	اس عذاب کو	تو وہ ہلکا نہیں کیا جائے گا	ان سے	اور نہ ہی وہ لوگ

يُنظَرُوْنَ ﴿٨٥﴾	وَاِذَا	رَاَ	الَّذِيْنَ	اَشْرَكُوْا	1165 شُرَكَآءَهُمْ
مہلت دیئے جائیں گے	اور جب	دیکھیں گے	وہ جنہوں نے	شریک کیا	اپنے شریک کئے ہوؤں کو

قَالُوْا	رَبَّنَا	هٰٓؤُلَآءِ	شُرَكَآؤُنَا الَّذِيْنَ	كُنَّا نَدْعُوْا
تو وہ کہیں گے	اے ہمارے رب	یہ	ہمارے وہ شریک کئے ہوئے ہیں جن کو	ہم پکارا کرتے تھے

مِنْ دُوْنِكَ ج	فَاَلْقَوْا	اِلَيْهِمُ	الْقَوْلَ
تیرے علاوہ	تو وہ (شرکاء) ڈالیں گے	ان (مشرکوں) کی طرف	اس بات کو

اِنَّكُمْ	لَكٰذِبُوْنَ ﴿٨٦﴾ ج	وَاَلْقَوْا	اِلَى اللّٰهِ
(کہ) بیشک تم لوگ	یقیناً جھوٹ کہنے والے ہو	اور وہ (مشرک) لوگ ڈالیں گے	اللہ کی طرف

يَوْمَئِذِ	السَّلَمَ	وَضَلَّ	عَنْهُمْ	مَّا	كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿٨٧﴾
اس دن	مکمل اطاعت	اور گم ہو جائے گا	ان سے	وہ جو	وہ لوگ گھڑتے تھے

اَلَّذِيْنَ	كَفَرُوْا	وَصَدُّوْا	عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ	زِدْنٰهُمْ
وہ لوگ جنہوں نے	کفر کیا	اور انہوں نے روکا (لوگوں کو)	اللہ کی راہ سے	ہم بڑھائیں گے ان کو

عَذَابًا	فَوْقَ الْعَذَابِ	بِمَا	كَانُوْا يُفْسِدُوْنَ ﴿٨٨﴾	وَيَوْمَ
بلحاظ عذاب کے	اس عذاب کے اوپر	بسبب اس کے جو	وہ لوگ نظم بگاڑتے تھے	اور جس دن

نَبْعَثُ	فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ	شَهِيْدًا	عَلَيْهِمْ	مِّنْ اَنْفُسِهِمْ
ہم اٹھائیں گے	ہر امت میں سے	ایک گواہ	ان پر (یعنی ان کے خلاف)	ان کے اپنوں میں سے

وَجِئْنَا	بِكَ	شَهِيْدًا	عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ ط	وَنَزَّلْنَا	عَلَيْكَ	الْكِتٰبَ
اور ہم لائیں گے	آپؐ کو	بطور گواہ	ان لوگوں پر	اور ہم نے نازل کیا	آپؐ پر	اس کتاب کو

تِبْيَانًا	لِّكُلِّ شَيْءٍ	وَّهُدًى	وَّرَحْمَةً	وَّبُشْرٰى	لِلْمُسْلِمِيْنَ ﴿٨٩﴾ ع
واضح ہوتے ہوئے	ہر چیز کے لئے	اور ہدایت	اور رحمت	اور بشارت ہوتے ہوئے	فرمانبرداری کرنے والوں کے لئے

نوٹ۔1

(آیت۔88) میں عَذَابًا فَوْقَ الْعَذَابِ کا مطلب یہ ہے کہ ان لوگوں کو ایک عذاب خود کفر کرنے کا اور اس کے اوپر دوسرا عذاب دوسرے لوگوں کو اللہ کی راہ سے روکنے کا ہوگا۔ (تفہیم القرآن)

1165

آیت نمبر (90 تا 94)

و	ک	د

(ض)	وَكُوْدًا	کسی جگہ اقامت کرنا۔کسی کام کی مشق کرنا۔
(تفعیل)	تَوْكِيْدًا	معاہدہ کو پکا کرنا۔زیر مطالعہ آیت۔91

غ	ز	ل

(ض)	غَزْلًا	سوت یا اون بٹنا۔کاتنا۔
	غَزْلٌ	کاتا ہوا سوت۔زیر مطالعہ آیت۔92

ترکیب

(آیت۔90) اِيْتَآئِ دراصل باب افعال کا مصدر اِيْتَاءٍ ہے۔مضاف ہونے کی وجہ سے تنوین ختم ہوئی ہے اور ''ی'' محض ہمزہ ء مکسورہ کی کرسی جو پڑھی نہیں جاتی۔ بِالْعَدْلِ کی با پر عطف ہونے کی وجہ سے اِيْتَاءِ حالت جر میں ہے۔(آیت۔92) اُمَّةٍ مونث لفظ ہے، لیکن اس پر مِنْ داخل ہوا ہے اس لئے افعل تفضیل کا مونث رُبْوٰی کے بجائے مذکر اَرْبٰی آیا ہے۔(آیت۔94) فاسبیہ ہونے کی وجہ سے فَتَزِلَّ حالت نصب میں ہے۔قَدَمٌ مونث سماعی ہے اس لئے واحد مونث کا صیغہ تَزِلَّ آیا ہے۔فاسبیہ پر عطف ہونے کی وجہ سے تَذُوْقُوْا حالت نصب میں ہے۔

ترجمہ:

اِنَّ	اللّٰهَ	يَاْمُرُ	بِالْعَدْلِ	وَالْاِحْسَانِ	وَاِيْتَآئِ ذِی الْقُرْبٰى
بیشک	اللہ	حکم دیتا ہی	عدل کا	اور احسان کا	اور قرابت والے کو پہنچانے کا

وَيَنْهٰى	عَنِ الْفَحْشَآءِ	وَالْمُنْكَرِ	وَالْبَغْيِ	يَعِظُكُمْ	لَعَلَّكُمْ
اور وہ منع کرتا ہے	بے حیائی سے	اور برائی سے	اور سرکشی سے	وہ نصیحت کرتا ہے تم کو	شاید تم لوگ

تَذَكَّرُوْنَ ﴿٩٠﴾	وَاَوْفُوْا	بِعَهْدِ اللّٰهِ	اِذَا	عٰهَدْتُّمْ
نصیحت حاصل کرو	اور تم لوگ پورا کرو	اللہ کے عہد کو	جب بھی	تم لوگ باہم معاہدہ کرو

وَلَا تَنْقُضُوا	الْاَيْمَانَ	بَعْدَ تَوْكِيْدِهَا	وَ	قَدْ جَعَلْتُمُ
اور مت توڑو	قسموں کو	ان کو پکا کئے جانے کے بعد	اس حال میں کہ	تم لوگ بنا چکے ہو

اللّٰهَ	عَلَيْكُمْ	كَفِيْلًا	اِنَّ	اللّٰهَ	يَعْلَمُ	مَا	تَفْعَلُوْنَ ﴿٩١﴾
اللہ کو	اپنے آپ پر	ایک ضامن	بیشک	اللہ	جانتا ہے	اس کو جو	تم لوگ کرتے ہو

وَلَا تَكُوْنُوْا	كَالَّتِيْ	نَقَضَتْ	غَزْلَهَا
اور تم لوگ مت ہونا	اس عورت کی مانند جس نے	توڑا	اپنے کاتے ہوئے سوت کو

مِنۡۢ بَعۡدِ قُوَّةٍ	اَنۡكَاثًا ؕ	تَتَّخِذُوۡنَ	1165 اَیۡمَانَكُمۡ
قوت دیے جانے کے بعد	ریزے ریزے	تم لوگ بناتے ہو	اپنی قسموں کو

دَخَلًۢا	بَیۡنَكُمۡ	اَنۡ	تَكُوۡنَ	اُمَّةٌ	هِیَ	اَرۡبٰی
باعث فساد	اپنے مابین	تاکہ	ہوجائے	ایک گروہ	(کہ) وہ ہی	زیادہ بڑھنے والا ہو

مِنۡ اُمَّةٍ ؕ	اِنَّمَا	یَبۡلُوۡكُمُ	اللّٰهُ	بِهٖ ؕ	وَ	لَیُبَیِّنَنَّ
دوسرے گروہ سے	کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	آزماتا ہے تم کو	اللہ	اس سے	اور	وہ لازماً واضح کرے گا

لَكُمۡ	یَوۡمَ الۡقِیٰمَةِ	مَا	كُنۡتُمۡ فِیۡهِ تَخۡتَلِفُوۡنَ ﴿۹۲﴾	وَلَوۡ
تمہارے لئے	قیامت کے دن	اس کو	تم لوگ اختلاف کرتے تھے جس میں	اور اگر

شَآءَ	اللّٰهُ	لَجَعَلَكُمۡ	اُمَّةً وَّاحِدَةً	وَّلٰكِنۡ	یُّضِلُّ	مَنۡ
چاہتا	اللہ	تو وہ بنا دیتا تم سب کو	ایک (ہی) امت	اور لیکن	وہ گمراہ کرتا ہے	اس کو جس کو

یَّشَآءُ	وَیَهۡدِیۡ	مَنۡ	یَّشَآءُ ؕ	وَلَتُسۡـَٔلُنَّ
وہ چاہتا ہے	اور وہ ہدایت دیتا ہے	اس کو جس کو	وہ چاہتا ہے	اور تم سے لازماً پوچھا جائے گا

عَمَّا	كُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۹۳﴾	وَلَا تَتَّخِذُوۡۤا	اَیۡمَانَكُمۡ	دَخَلًۢا
اس کے بارے میں جو	تم لوگ عمل کرتے تھے	اور تم لوگ مت بناؤ	اپنی قسموں کو	باعث فساد

بَیۡنَكُمۡ	فَتَزِلَّ	قَدَمٌۢ	بَعۡدَ ثُبُوۡتِهَا	وَتَذُوۡقُوا	السُّوۡٓءَ
اپنے مابین	نتیجتاً پھسل جائے	کوئی قدم	اس کے جمے رہنے کے بعد	اور نتیجتاً تم لوگ چکھو	برائی کو

بِمَا	صَدَدۡتُّمۡ	عَنۡ سَبِیۡلِ اللّٰهِ ۚ	وَلَكُمۡ	عَذَابٌ عَظِیۡمٌ ﴿۹۴﴾
بسبب اس کے جو	تم نے روکا (لوگوں کو)	اللہ کی راہ سے	اور تمہارے لئے	ایک بڑا عذاب ہے

نوٹ۔1

(آیت۔۹۰) قرآن کریم کی جامع ترین آیت ہے۔ جس میں پوری اسلامی تعلیمات کو چند الفاظ میں سمو دیا گیا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے اس کو قرآن کی جامع ترین آیت فرمایا اور حضرت اکثم بن صیفیؓ اسی آیت کی بناء پر اسلام میں داخل ہوئے اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت ولید بن مغیرہ کے سامنے تلاوت فرمائی تو اس نے اپنی قوم قریش کے سامنے اپنا جو تاثر بیان کیا وہ یہ تھا: ''خدا کی قسم اس میں ایک خاص حلاوت ہے اور اس کے اوپر ایک خاص رونق اور نور ہے۔ اس کی جڑ سے شاخیں اور پتے نکلنے والے ہیں اور شاخوں پر پھل لگنے والا ہے۔ یہ کسی انسان کا کلام ہرگز نہیں ہوسکتا۔'' (معارف القرآن)

نوٹ۔2

(آیت۔۹۰) میں جن چیزوں کو کرنے یا چھوڑنے کا حکم تھا ان کے تقاضوں میں سے اب خاص طور پر ایفائے عہد کی تاکید کی

گئی ہے۔ یہ چیز بذاتِ خود بھی ایک بہت بڑی خوبی ہے، لیکن اس کا مسلم قوم کی عروج و ترقی پر بے انتہا اثر پڑنے والا تھا۔ اسی لئے حکم دیا کہ جب خدا کا نام لے کر معاہدے کرتے ہو تو خدا کے نام کی حرمت قائم رکھو۔ کسی قوم یا کسی شخص سے معاہدہ ہو (بشرطیکہ خلاف شرع نہ ہو) تو مسلمان کا فرض ہے کہ اسے پورا کرے خواہ اس میں کتنی ہی مسکلات کا سامان کرنا پڑے۔ یہ سمجھنا اچیۓ کہ قسم کھانا گویا اللہ کو اس کا گواہ یا ضامن بنانا ہے۔ پھر اگلی آیت میں بتایا کہ عہد باندھ کر توڑنا ایسی حماقت ہے جیسے کوئی عورت دن بھر سوت کاتے اور شام کو اسے توڑ کر پارہ پارہ کردے۔ یہ سخت عاقبت نااندیشی ہے کیونکہ اگر اعتبار نہ رہے تو دنیا کا نظام مختل ہو جائے گا۔ (ترجمہ شیخ الہند سے ماخوذ)

نوٹ۔3

کاتے ہوئے سوت کو توڑنا عربی کا محاورہ ہے۔ اس کا مفہوم اردو کے اس محاورہ سے ادا ہوتا ہے کہ اپنے سارِ کئے کرائے پر پانی پھیرنا۔ اب سوال یہ ہے کہ کوئی شخص ادارہ یا قوم اگر وعدہ خلافی یا عہد شکنی کرتی ہے تو اس کے سارے کئے کرائے پر پانی کیسے پھر جاتا ہے، یہ بات انگریزی کی ایک کہاوت سے سمجھ میں آتا ہے۔ اس کا مفہوم یہ ہے کہ اگر دولت چلی گئی تو کچھ نہیں گیا اگر صحت چلی گئی تو کچھ گیا اور اگر Reputation چلی گئی تو سب کچھ چلا گیا۔ حقیقت یہ ہے کہ وعدہ خلافی اور عہد شکنی سے وقتی طور پر اگر کوئی فائدہ ہو بھی تب بھی اس کے دورس تنائی ہمیشہ نقصان دہ ہی نکلتے ہیں۔ اور آدمی مدتوں کی محنت سے اپنی جو اچھی (Reputation) بناتا ہے وہ کسی ایک وعدہ خلافی یا عہد شکنی سے جاتی رہتی ہے۔

آیت نمبر (95تا100)

ن ف د

(س) نَفَادًا ختم ہونا۔ فنا ہونا۔ زیر مطالعہ آیت۔۹۶

ترکیب

(آیت۔۹۵) اِنَّمَا عِنۡدَ اللّٰہِ میں اِنَّمَا کلمہ حصر نہیں بلکہ اِنَّ کے اسم مَا کو اس کے ساتھ ملا کر لکھا گیا ہے اور عِنۡدَ اللّٰہِ اس کی خبر ہے۔ (دیکھو آیت۔2/ 11۔12، نوٹ۔2) آیت۔97) عَمِلَ کا مفعول عَمَلًا محذوف ہے اور صَالِحًا اس کی صفت ہے۔ نُحۡیِیَنَّ کا مفعول ہٗ کی ضمیر ہے اور حَیٰوۃً طَیِّبَۃً مفعول مطلق ہے۔ یہاں باب افعال کے مصدر کے بجائے ثلاثی مجرد کا مصدر حَیٰوۃً مفعول مطلق کے طور پر آیا ہے اور طَیِّبَۃً اس کی صفت ہے۔

ترجمہ:

وَلَا تَشۡتَرُوۡا	بِعَهۡدِ اللّٰهِ	ثَمَنًا قَلِيۡلًا ؕ	اِنَّمَا	عِنۡدَ اللّٰهِ
اور تم لوگ مت خریدو	اللہ کے عہد کے بدلے	تھوڑی سی قیمت	بیشک وہ جو	اللہ کے پاس ہے

هُوَ	خَيۡرٌ	لَّكُمۡ	اِنۡ	كُنۡتُمۡ	تَعۡلَمُوۡنَ ۝۹۵	مَا	عِنۡدَكُمۡ
وہ (ہی)	بہتر ہے	تمہارے لئے	اگر	تم لوگ	جانتے ہو	وہ جو	تم لوگوں کے پاس ہے

يَنۡفَدُ	وَمَا	عِنۡدَ اللّٰهِ	بَاقٍ ؕ	وَلَنَجۡزِيَنَّ
فنا ہو جائے گا	اور وہ جو	اللہ کے پاس ہے	باقی رہنے والا ہے	اور ہم لازماً پورا پورا دیں گے

الَّذِيْنَ	صَبَرُوْٓا	اَجْرَهُمْ	بِاَحْسَنِ مَا	1165 كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝٩٦
ان کو جو	ثابت قدم رہے	ان کا اجر	اس کے بہترین کے مطابق جو	وہ عمل کرتے تھے

مَنْ	عَمِلَ	صَالِحًا	مِّنْ ذَكَرٍ	اَوْ اُنْثٰى	وَ	هُوَ
جس نے	عمل کیا	کوئی نیک (عمل)	کسی مرد میں سے	یا کسی عورت میں سے	اس حال میں کہ	وہ

مُؤْمِنٌ	فَلَنُحْيِيَنَّهٗ	حَيٰوةً طَيِّبَةً ۚ
صاحب ایمان ہو	تو ہم لازماً زندگی دیں گے اس کو	ایک اچھی زندگی

وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ	اَجْرَهُمْ	بِاَحْسَنِ مَا	كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝٩٧
اور ہم لازماً پورا پورا دیں گے ان کو	ان کا اجر	اس کے بہترین کے مطابق جو	وہ عمل کرتے تھے

فَاِذَا	قَرَاْتَ	الْقُرْاٰنَ	فَاسْتَعِذْ	بِاللّٰهِ
پس جب کبھی	آپؐ پڑھیں	قرآن	تو پناہ مانگ لیں	اللہ کی
مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝٩٨	اِنَّهٗ	لَيْسَ	لَهٗ	سُلْطٰنٌ
دھتکارے ہوئے شیطان سے	حقیقت یہ ہے کہ	نہیں ہے	اس کے لئے	کوئی اختیار
عَلَى الَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا	وَعَلٰى رَبِّهِمْ	يَتَوَكَّلُوْنَ ۝٩٩	اِنَّمَا
ان پر جو	ایمان لائے	اور اپنے رب پر ہی	وہ لوگ بھروسہ کرتے ہیں	کچھ نہیں سوائے اس کے کہ

سُلْطٰنُهٗ	عَلَى الَّذِيْنَ	يَتَوَلَّوْنَهٗ	وَالَّذِيْنَ هُمْ
اس کا اختیار	ان پر ہے جو	دوست بناتے ہیں اس کو	اور ان پر ہی (یعنی بالخصوص) جو

بِهٖ	مُشْرِكُوْنَ ۝١٠٠ ع
اس کے (یعنی شیطان کے) سبب سے	شرک کرنے والے ہوتے ہیں

نوٹ۔1

پاکیزہ زندگی مال و دولت اور دنیوی عیش و آرام کے ساتھ بھی ہوسکتی ہے اور ان کے بغیر بھی۔ ان چیزوں کا زندگی کی پاکیزگی سے کوئی ربط نہیں ہے۔ صحابہ کرامؓ میں ایسے بھی تھے جن پر اکثر فاقے گزرتے رہتے تھے اور وہ بھی تھے جن کی دولت کا حساب نہیں تھا۔ لیکن تمام صحابہ کرامؓ جیسی پاکیزہ زندگی گزار گئے ہیں وہ تو پھر تابعین کو بھی نصیب نہیں ہوئی۔ ہم لوگ تو کسی شمار و قطار میں نہیں ہیں۔

جن لوگوں کو پاکیزہ زندگی کی ایک ہلکی سی رمق بھی نصیب ہوجاتی ہے ان کی سب سے نمایاں خصوصیت یہ ہوتی ہے کہ ان کی کوئی چیز اگر چھن جائے تو انسان ہونے کے ناطے افسوس تو ان کو بھی ہوتا ہے لیکن ان کا افسوس، یاس اور ناامیدی میں تبدیل نہیں ہوتا بلکہ وہ بہت جلد اپنے افسوس پر قابو پا لیتے ہیں اور اگر کوئی چیز ان کو مل جائے تو خوشی تو ان کو بھی ہوتی ہے لیکن اس خوشی میں وہ آپے سے باہر نہیں ہوتے۔

1165

اور جلد ہی اپنی خوشی پر قابو پا لیتے ہیں۔ گویا ان کی زندگی سورۃ الحدید کی آیت ۔ ۲۳ کی ہدایت کا ایک جیتا جاگتا نمونہ ہوتی ہے۔ اس خصوصیت کی تاثیر یہ ہوتی ہے کہ ان کی زندگی ماضی کے پچھتاوؤں اور مستقبل کے اندیشوں سے پاک ہوتی ہے۔ پھر اس تاثیر کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ان کے سینے بغض وعداوت اور حرص وہوس کی اُس آگ سے پاک ہوتے ہیں جس کو قرآن مجید میں اَلَّتِیْ تَطَّلِعُ عَلَی الْاَفْـِٕدَةِ ؕ کہا گیا ہے۔ (104 / الھمزۃ 7) یعنی جو انسان کے حوش وہواس پر چھا جاتی ہے اور اچھے بھلے آدمی کی مت مار دیتی ہے۔

پاکیزہ زندگی کی یہ باطنی کیفیت اس دنیا کی جنت ہے جس کے لئے امام ابن تیمیہ کہا کرتے تھے کہ میری جنت میرے سینے میں ہے۔ یہ جنت ان لوگوں کو نقد انعام ہے جو حالت ایمان میں نیک اعمال کرتے ہیں اور آخرت میں ان کا اجر ان کے بہترین اعمال کے مطابق دیا جائے گا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ’’جس شخص نے دنیا میں چھوٹی اور بڑی ہر طرح کی نیکیاں کی ہوں گی، اسے وہ اونچا مرتبہ دیا جائے گا جس کا وہ اپنی بڑی سے بڑی نیکی کے لحاظ سے مستحق ہوگا۔‘‘ (تفہیم القرآن) رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندوں پر ظلم نہیں کرتا بلکہ اُس کی نیکی کا بدلہ دنیا میں عطا فرماتا ہے اور آخرت کی نیکیاں بھی اسے دیتا ہے، ہاں کافر اپنی نیکیاں دنیا میں ہی کھا لیتا ہے۔ آخرت میں اس کے ہاتھ میں کوئی نیکی باقی نہیں رہتی۔ (بحوالہ مسلم منقول از ابن کثیر)

آیت نمبر (101 تا 105)

ع	ج	م

(ک)

عُجْمَةٌ لکنت کا ہونا۔ ہکلانا۔

اَعْجَمُ اَفْعَلُ الوان وعیوب کے وزن پر صفت ہے لیکن اس کی جمع اَفْعَلُ التفضیل کے اوزان پر آتی ہے۔ یعنی اَعْجَمُوْنَ اور اَعَاجِمُ (۱) صاف بیان نہ کرنے والا خواہ عربی ہو (۲) غیر عربی خواہ فصیح عربی بولتا ہو۔ ﴿ وَ لَوْ نَزَّلْنٰهُ عَلٰى بَعْضِ الْاَعْجَمِيْنَ ۱۹۸ ﴾ (26/ الشعراء:198) ’’اور اگر نازل کرتے اس کو غیر عربی لوگوں کے کسی پر۔‘‘

اَعْجَمِیٌّ اسم نسبت ہے۔ غیر عرب سے نسبت والی کوئی چیز۔ زیر مطالعہ آیت ۔103۔

ترجمہ:

وَاِذَا	بَدَّلْنَآ	اٰيَةً	مَّكَانَ اٰيَةٍ	وَّاللّٰهُ	اَعْلَمُ
اور جب کبھی	ہم تبدیل کرتے ہیں	کسی آیت کو	کسی آیت کی جگہ	اور اللہ	سب سے زیادہ جاننے والا ہے
بِمَا	يُنَزِّلُ	قَالُوْٓا	اِنَّمَآ	اَنْتَ	مُفْتَرٍ ؕ
اس کو جو	وہ نازل کرتا ہے	تو وہ لوگ کہتے ہیں	کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	آپؐ	گھڑنے والے ہیں
بَلْ	اَكْثَرُهُمْ	لَا يَعْلَمُوْنَ ۱۰۱	قُلْ	نَزَّلَهٗ	رُوْحُ الْقُدُسِ
بلکہ	ان کے اکثر	علم نہیں رکھتے	آپؐ کہئے	اتارا اس کو	روح القدس یعنی جبرائیل نے
مِنْ رَّبِّكَ	بِالْحَقِّ	لِيُثَبِّتَ	الَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا	وَهُدًى
آپؐ کے رب (کی طرف) سے	حق کے ساتھ	تاکہ وہ جما دے	ان کو جو	ایمان لائے	اور ہدایت ہوتے ہوئے

وَبُشْرٰی	لِلْمُسْلِمِيْنَ ﴿١٠٢﴾	وَلَقَدْ نَعْلَمُ	اَنَّهُمْ 1165	يَقُوْلُوْنَ
اور بشارت ہوتے ہوئے	فرمانبرداری کرنے والوں کے لئے	اور بیشک ہم نے جان لیا ہے	کہ یہ لوگ	کہتے ہیں

اِنَّمَا	يُعَلِّمُهٗ	بَشَرٌ	لِسَانُ الَّذِيْ	يُلْحِدُوْنَ
کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	سکھاتا ہے ان کو	ایک بشر	اسی کی زبان	یہ لوگ مائل (یعنی اشارہ) کرتے ہیں

اِلَيْهِ	اَعْجَمِيٌّ	وَّهٰذَا	لِسَانٌ	عَرَبِيٌّ مُّبِيْنٌ ﴿١٠٣﴾	اِنَّ	الَّذِيْنَ
جس کے طرف	غیر عربی ہے	اور یہ	زبان ہے	واضح عربی	بیشک	جو لوگ

لَا يُؤْمِنُوْنَ	بِاٰيٰتِ اللّٰهِ	لَا يَهْدِيْهِمُ	اللّٰهُ	وَلَهُمْ	عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿١٠٤﴾
ایمان نہیں لاتے	اللہ کی آیتوں پر	ہدایت نہیں دے گا ان کو	اللہ	اور ان کے لئے	ایک دردناک عذاب ہے

اِنَّمَا	يَفْتَرِي	الْكَذِبَ	الَّذِيْنَ	لَا يُؤْمِنُوْنَ	بِاٰيٰتِ اللّٰهِ
کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	گھڑتے ہیں	جھوٹ کو	وہ لوگ جو	ایمان نہیں لاتے	اللہ کی آیتوں پر

وَاُولٰٓئِكَ	هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ﴿١٠٥﴾
اور وہ لوگ	ہی جھوٹ کہنے والے ہیں

نوٹ۔1

آیات کے منسوخ ہونے اور اسکی حکمت کا ذکر سورۃ البقرہ کی آیت۔106 میں آچکا ہے یہاں آیات کی تبدیلی سے مراد احکام کی تبدیلی ہے۔ہم اس کی دو مثالیں دے رہے ہیں جو ترجمہ شیخ الہند سے ماخوذ ہے۔سورۃ المزمل کی ابتدائی تین آیات میں حکم تھا کہ رات کا تقریباً آدھا حصہ نماز پڑھیں۔یہ تہجد کی نماز تھی۔رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرامؓ اس پر عمل پیرا تھے۔ایک سال بعد (بحوالہ تفسیر نعیمی) اسی سورہ میں آیت نمبر۔20 نازل ہوئی جس کے مطابق تہجد فرض کے بجائے نفل ہوگئی اور وقت کی مقدار لوگوں کی سہولت پر چھوڑ دی گئی۔اسی طرح مکہ میں قتال سے ممانعت اور ہاتھ روکے رکھنے کا حکم تھا۔پھر سورۃ الحج میں اس کی اجازت دی گئی اور بعد میں قتال فی سبیل اللہ فرض کفایہ ہوگیا۔

آیت نمبر (106 تا 110)

ترجمہ:

مَنْ	كَفَرَ	بِاللّٰهِ	مِنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِهٖٓ	اِلَّا	مَنْ	اُكْرِهَ	وَ
جس نے	انکار کیا	اللہ کا	اپنے ایمان کے بعد	سوائے اس کے	جس کو	مجبور کیا گیا	اس حال میں کہ
قَلْبُهٗ	مُطْمَئِنٌّۢ	بِالْاِيْمَانِ	وَلٰكِنْ	مَّنْ	شَرَحَ	بِالْكُفْرِ	صَدْرًا
اس کا دل	مطمئن ہو	ایمان پر	اور لیکن	جس نے	کشادہ کیا	کفر سے	سینے کو

فَعَلَيْهِمْ	غَضَبٌ	مِّنَ اللّٰهِ	وَلَهُمْ	عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿١٠٦﴾	ذٰلِكَ
تو ان لوگوں پر	ایک غضب ہے	اللہ (کی طرف) سے	اور ان کے لئے	ایک بڑا عذاب ہے	یہ

بِاَنَّهُمُ	اسْتَحَبُّوا	الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا	عَلَى الْاٰخِرَةِ	وَ اَنَّ	اللّٰهَ
اس سبب سے کہ انہوں نے	ترجیح دی	دنیاوی زندگی کو	آخرت پر	اور یہ کہ	1165 اللہ
لَا يَهْدِي	الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ۱۰۷	اُولٰٓئِكَ	الَّذِيْنَ	طَبَعَ	اللّٰهُ
ہدایت نہیں دیتا	انکار کرنے والے لوگوں کو	یہ	وہ لوگ ہیں	چھاپ لگادی	اللہ نے

عَلٰى قُلُوْبِهِمْ	وَسَمْعِهِمْ	وَاَبْصَارِهِمْ ج	وَاُولٰٓئِكَ	هُمُ الْغٰفِلُوْنَ ۱۰۸
جن کے دلوں پر	اور جن کی سماعت پر	اور جن کی بصارتوں پر	اور یہ لوگ	ہی غافل ہیں

لَا جَرَمَ	اَنَّهُمْ	فِي الْاٰخِرَةِ	هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۱۰۹	ثُمَّ	اِنَّ	رَبَّكَ
کوئی شک نہیں	کہ یہ لوگ	آخرت میں	ہی خسارہ پانے والے ہیں	پھر (بھی)	بیشک	آپ کا رب

لِلَّذِيْنَ	هَاجَرُوْا	مِنْۢ بَعْدِ مَا	فُتِنُوْا	ثُمَّ	جٰهَدُوْا
ان کے لئے جنہوں نے	ہجرت کی	اس کے بعد کہ جو	انہیں آزمائش میں ڈالا گیا	پھر	انہوں نے جہاد کیا
وَصَبَرُوْٓا	اِنَّ	رَبَّكَ	مِنْۢ بَعْدِهَا	لَغَفُوْرٌ	رَّحِيْمٌ ۱۱۰ ع
اور ڈٹے رہے	(تو) بیشک	آپ کا رب	اس کے بعد	یقیناً بے انتہا بخشنے والا ہے	ہمیشہ رحم کرنے والا ہے

نوٹ۔1

آیت۔102 سے ثابت ہوا کہ جس شخص کو کلمہ کفر کہنے پر اس طرح مجبور کر دیا گیا کہ اگر وہ کلمہ نہ کہے تو اس کو قتل کر دیا جائے تو ایسے اکراہ کی حالت میں اگر وہ زبان سے کلمہ کفر کہہ دے مگر اس کا دل ایمان پر جما ہوا ہو تو اس پر کوئی گناہ نہیں۔ یہ رخصت کا پہلو ہے۔ جبکہ عزیمت یہ ہے کہ جان دے دے لیکن کلمہ کفر نہ کہے۔ صحابہ کرامؓ میں دونوں مثالیں ہیں۔ حضرت یاسرؓ کو کلمہ کفر کہنے سے انکار کرنے پر قتل کر دیا گیا۔ جبکہ ان کے صاحبزادے حضرت عمارؓ نے جان بچانے کی خاطر کلمہ کفر کہہ دیا۔ دشمنوں سے رہائی پا کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر واقعہ بیان کیا۔ آپؐ نے پوچھا کہ اس وقت تمہارے دل کا کیا حال تھا۔ انہوں نے کہا کہ دل تو ایمان پر جما ہوا تھا۔ اس پر آپؐ نے فرمایا کہ تم پر اس کا کوئی وبال نہیں۔ آپؐ کے اس فیصلہ کی تصدیق میں یہ آیت نازل ہوئی۔ (معارف القرآن سے ماخوذ)

آیت نمبر (111 تا 115)

ترجمہ:

(آیت۔ 11) وَفّٰی کے دو مفعول آتے ہیں۔ کس کو دیا اور کیا چیز دی۔ تُوَفّٰی فعل مجہول ہے۔ اس کا پہلا مفعول کُلُّ نَفْسٍ ہے اور نائب فاعل ہونے کی وجہ سے حالت رفع میں ہے۔ اس کا مفعول ثانی مَا ہے اور محلاً حالت نصب میں ہے۔ (آیت۔ 112) ضَرَبَ کا مفعول ہونے کی وجہ سے مَثَلًا حالت نصب میں ہے اور قَرْيَةً اس کا بدل ہونے کی وجہ سے منصوب ہوا ہے۔ كَانَتْ کا اسم اس میں شامل هِيَ کی ضمیر ہے جو قَرْيَةً کے لئے ہے۔ جب کہ كَانَتْ کی خبر ہونے کی وجہ سے اٰمِنَةً اور مُطْمَئِنَّةً

حالت نصب میں ہیں۔ رَغَدًا حال ہے۔(آیت۔ 114) فَكُلُوْا کا مفعول محذوف ہے جو شَيْئًا یا اَكْلًا ہوسکتا ہے۔ حَلٰلًا اور طَيِّبًا فعل محذوف کی صفت ہیں۔

ترجمہ:

يَوْمَ	تَاْتِيْ	كُلُّ نَفْسٍ	تُجَادِلُ	عَنْ نَّفْسِهَا	وَتُوَفّٰى
جس دن	آئے گی	ہر ایک جان	بحث کرتی ہوئی	اپنی جان کی طرف سے	اور پورا پورا دیا جائے گا

كُلُّ نَفْسٍ	مَّا	عَمِلَتْ	وَهُمْ	لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۱۱۱﴾	وَضَرَبَ
ہر ایک جان کو	وہ جو	اس نے عمل کیا	اور ان لوگوں پر	ظلم نہیں کیا جائے گا	اور بیان کی

اللّٰهُ	مَثَلًا	قَرْيَةً	كَانَتْ	اٰمِنَةً	مُّطْمَئِنَّةً	يَّاْتِيْهَا	رِزْقُهَا
اللہ نے	ایک مثال	ایک بستی کی	وہ تھی	امن میں	مطمئن	پہنچتا تھا اس کو	اس کا رزق

رَغَدًا	مِّنْ كُلِّ مَكَانٍ	فَكَفَرَتْ	بِاَنْعُمِ اللّٰهِ	فَاَذَاقَهَا	اللّٰهُ
بافراغت	ہر ایک جگہ سے	اس نے پھر ناشکری کی	اللہ کی نعمتوں کی	تو چکھایا اس کو	اللہ نے

لِبَاسَ الْجُوْعِ وَالْخَوْفِ	بِمَا	كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ﴿۱۱۲﴾	وَ	لَقَدْ جَآءَ
خوف اور بھوک کے لباس کا مزہ	بسبب اس کے جو	وہ لوگ کرتے تھے	حالانکہ	آ چکا تھا

هُمْ	رَسُوْلٌ	مِّنْهُمْ	فَكَذَّبُوْهُ	فَاَخَذَهُمُ	الْعَذَابُ
ان کے پاس	ایک رسول	ان میں سے	پھر انہوں نے جھٹلایا اس کو	تو پکڑا ان کو	عذاب نے

وَ	هُمْ	ظٰلِمُوْنَ ﴿۱۱۳﴾	فَكُلُوْا	مِمَّا	رَزَقَكُمُ
اس حال میں کہ	وہ لوگ	ظلم کرنے والے تھے	پس تم لوگ کھاؤ	اس میں سے جو	عطا کیا تم کو

اللّٰهُ	حَلٰلًا	طَيِّبًا ۖ	وَّاشْكُرُوْا	نِعْمَتَ اللّٰهِ	اِنْ	كُنْتُمْ	اِيَّاهُ
اللہ نے	حلال (کھانا)	پاک (کھانا)	اور شکر ادا کرو	اللہ کی نعمت کا	اگر	تم لوگ	اس کی ہی

تَعْبُدُوْنَ ﴿۱۱۴﴾	اِنَّمَا	حَرَّمَ	عَلَيْكُمُ	الْمَيْتَةَ	وَالدَّمَ
بندگی کرتے ہو	کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	اس نے حرام کیا	تم لوگوں پر	مردار کو	اور خون کو

وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ	وَمَآ	اُهِلَّ	لِغَيْرِ اللّٰهِ	بِهٖ ۚ	فَمَنِ	اضْطُرَّ
اور سور کے گوشت کو	اور اس کو	پکارا گیا	غیر اللہ کے لئے	جس کو	پس جو	مجبور کیا گیا

غَيْرَ بَاغٍ	وَّلَا عَادٍ	فَاِنَّ	اللّٰهَ
نہ بغاوت کرنے والا	اور نہ حد سے گزرنے والا	تو بیشک	اللہ

غَفُوْرٌ	1165 رَّحِیْمٌ ﴿۱۱۵﴾
بے انتہا بخشنے والا ہے	ہمیشہ رحم کرنے والا ہے

نوٹ۔1

یہاں جس بستی کی مثال پیش کی گئی ہے اس کی کوئی نشاندہی نہیں کی گئی۔ بظاہر ابن عباس رضی اللہ عنہ ہی کا یہ قول صحیح معلوم ہوتا ہے کہ یہاں نام لئے بغیر خود مکہ کو مثال کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ اس صورت میں خوف اور بھوک کی جس مصیبت کے چھا جانے کا یہاں ذکر کیا گیا ہے۔ اس سے مراد وہ قحط ہوگا جو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کے بعد ایک مدت تک اہل مکہ پر مسلط رہا۔ (تفہیم القرآن)

آیت نمبر (116 تا 119)

ترکیب

(آیت۔116) تَقُوْلُوْا کا مفعول لِمَا ہے اور مَحَلًّا منصوب ہے۔ اور لِمَا کا بدل ہونے کی وجہ سے اَلْكَذِبَ حالت نصب میں ہے۔ لِتَفْتَرُوْا پر جو لام ہے اس کو لام کئی کے بجائے لام عاقبت ماننا زیادہ بہتر ہے۔ (حافظ احمد یار صاحب مرحوم)۔ ترجمہ میں ہم اسی کو ترجیح دیں گے۔ (آیت۔117) مَتَاعٌ قَلِیْلٌ خبر ہے۔ اس کا مبتدا ھٰذَا محذوف ہے۔

ترجمہ:

وَلَا تَقُوْلُوْا	لِمَا	تَصِفُ	اَلْسِنَتُكُمُ	الْكَذِبَ	ھٰذَا
اور تم لوگ مت کہو	اس کو جو	صفت بیان کرتی ہیں	تمہاری زبانیں	جو جھوٹ ہے	(کہ) یہ

حَلٰلٌ	وَّھٰذَا	حَرَامٌ	لِّتَفْتَرُوْا	عَلَى اللّٰهِ	الْكَذِبَ ؕ	اِنَّ
حلال ہے	اور یہ	حرام ہے	نتیجتاً تم لوگ گھڑو گے	اللہ پر	جھوٹ	بیشک

الَّذِيْنَ	يَفْتَرُوْنَ	عَلَى اللّٰهِ	الْكَذِبَ	لَا يُفْلِحُوْنَ ﴿۱۱۶﴾ؕ	مَتَاعٌ قَلِيْلٌ ۪
وہ لوگ جو	گھڑتے ہیں	اللہ پر	جھوٹ	وہ لوگ فلاح نہیں پائیں گے	(یہ) تھوڑا سا سامان ہے

وَّلَهُمْ	عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۱۷﴾	وَعَلَى الَّذِيْنَ	هَادُوْا	حَرَّمْنَا	مَا
اور ان کے لئے	ایک دردناک عذاب ہے	اور ان پر جو	یہودی ہوئے	ہم نے حرام کیا	اس کو جو

قَصَصْنَا	عَلَيْكَ	مِنْ قَبْلُ ۚ	وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ	وَلٰكِنْ
ہم نے بیان کیا	آپ ﷺ پر	اس سے پہلے	اور ہم نے ظلم نہیں کیا ان پر	اور لیکن

كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۱۱۸﴾	ثُمَّ	اِنَّ	رَبَّكَ	لِلَّذِيْنَ	عَمِلُوا
وہ اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے	پھر (بھی)	بیشک	آپ ﷺ کا رب	ان کے لئے جنہوں نے	عمل کیا

السُّوْٓءَ	بِجَهَالَةٍ	ثُمَّ	تَابُوْا	مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ	وَاَصْلَحُوْٓا
برا	نادانی کے سبب سے	پھر	انہوں نے توبہ کی	اس کے بعد	اور انہوں نے (اپنی) اصلاح کی

اِنَّ	رَبَّكَ	مِنْۢ بَعْدِهَا	لَغَفُوْرٌ	رَّحِيْمٌ ﴿۱۱۹﴾ع
(تو) بیشک	آپ ﷺ کا رب	اس کے بعد	یقیناً بے انتہا بخشنے والا ہے	ہمیشہ رحم کرنے والا ہے

نوٹ۔1

(آیت۔۱۱۸) کے الفاظ مَا قَصَصْنَا عَلَيْكَ میں سورہ انعام کی آیت۔ ۱۴۶ کی طرف اشارہ ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ یہودیوں پر ان کی نافرمانیوں کے باعث کون کون سی چیزیں حرام کی گئی تھیں۔ (تفہیم القرآن) یہود اپنی سرکشی کے باعث ان چیزوں سے محروم کئے گئے تھے لہٰذا یہ چیزیں ان پر حرام رہیں اور ہماری شریعت میں یہ چیزیں حلال ہیں۔

(تفسیر نعیمی۔بحوالہ سورۃ الانعام آیت۔۱۴۶)

آیت نمبر (120 تا 124)

ترکیب

(آیت۔120) کَانَ کی خبر ہونے کی وجہ سے اُمَّةً حالت نصب میں ہے۔ قَانِتًا اور حَنِيفًا کی نصب کے تین امکانات ہیں۔ اَوَّلًا یہ کہ انہیں اُمَّةً کی صفت یا بدل مانا جائے۔ ثَانِيًا یہ کہ انہیں اِبْرٰهِيْمَ کا حال مانا جائے۔ ثَالِثًا یہ کہ انہیں بھی کَانَ کی خبر مانا جائے۔ یعنی ان سے پہلے وَكَانَ محذوف مانا جائے۔ ترجمہ میں ہم تیسرے امکان کو ترجیح دیں گے۔ (آیت۔121) شَاكِرًا سے پہلے كَانَ محذوف ہے جس کی خبر ہونے کی وجہ سے یہ حالت نصب میں ہے۔ اِجْتَبٰهُ اور هَدٰىهُ کا فاعل ان میں شامل هُوَ کی ضمیریں ہیں جو اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جبکہ ان کے ساتھ هُ کی ضمیر مفعولی حضرت ابراہیمؑ کے لئے ہے۔

ترجمہ:

اِنَّ	اِبْرٰهِيْمَ	كَانَ	اُمَّةً	قَانِتًا	لِّلّٰهِ
بیشک	ابراہیمؑ	تھے	(اپنی ذات میں) ایک امت	اطاعت کرنے والے تھے	اللہ کے

حَنِيْفًا ؕ	وَلَمْ يَكُ	مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝١٢٠ ۙ	شَاكِرًا	لِّاَنْعُمِهٖ ؕ
یکسو تھے	اور وہ تھے ہی نہیں	شرک کرنے والوں میں سے	(وہ تھے) شکرادا کرنے والے	اس کی نعمتوں کا

اِجْتَبٰىهُ	وَهَدٰىهُ	اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝١٢١
اس نے (یعنی اللہ نے) چنا ان کو	اور اس نے ہدایت دی ان کو	ایک سیدھے راستے کی طرف

وَاٰتَيْنٰهُ	فِى الدُّنْيَا	حَسَنَةً ؕ	وَاِنَّهٗ	فِى الْاٰخِرَةِ	لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝١٢٢ ؕ
اور ہم نے دی انؑ کو	دنیا میں	بھلائی	اور بیشک وہ	آخرت میں	یقیناً صالحین میں سے ہیں

ثُمَّ	اَوْحَيْنَآ	اِلَيْكَ	اَنِ	اتَّبِعْ	مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ	حَنِيْفًا ؕ
پھر	ہم نے وحی کیا	آپؐ کی طرف	کہ	آپؐ پیروی کریں	ابراہیمؑ کے دین کی	یکسو ہوتے ہوئے

وَمَا كَانَ	مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝١٢٣	اِنَّمَا	جُعِلَ	السَّبْتُ
اور وہ نہیں تھے	شرک کرنے والوں میں سے	کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	مقرر کیا گیا	ہفتہ کا دن

عَلَى الَّذِيْنَ	اخْتَلَفُوْا	فِيْهِ ؕ	وَاِنَّ	رَبَّكَ	لَيَحْكُمُ	بَيْنَهُمْ
ان پر جنھوں نے	اختلاف کیا	اس میں	اور بیشک	آپؐ کا رب	یقیناً فیصلہ کرے گا	ان کے مابین

يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ	فِيۡمَا	1165 كَانُوۡا فِيۡهِ يَخۡتَلِفُوۡنَ ﴿۱۲۴﴾
قیامت کے دن	جس میں (کہ)	وہ لوگ اختلاف کرتے تھے

نوٹ۔1

لفظ امت چند معانی کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ مشہور معنی جماعت اور قوم کے ہیں۔ حضرت ابن عباسؓ سے اس جگہ (یعنی آیت۔ ۱۲۰ میں) یہی معنی منقول ہیں۔ مراد یہ ہے کہ ابراہیمؑ تنہا ایک فرد، ایک امت اور قوم کے کمالات وفضائل کے جامع ہیں۔ (معارف القرآن)۔ جیسے اردو میں ہم کہتے ہیں کہ وہ شخص تو خود اپنی ذات میں ایک انجمن ہے۔ اسی مفہوم میں حضرت ابراہیمؑ کو ایک امت کہا گیا ہے۔ حضرت ابراہیمؑ نے اپنا کار رسالت تن تنہا سر انجام دیا اور اس طرح دیا کہ آج دنیا کے تین بڑے مذاہب یعنی یہود نصاریٰ اور مسلمان ان کو اپنا امام اور پیشوا تسلیم کرتے ہیں۔

آیت نمبر (125 تا 128)

ترجمہ:

اُدۡعُ	اِلٰى سَبِيۡلِ رَبِّكَ	بِالۡحِكۡمَةِ	وَالۡمَوۡعِظَةِ الۡحَسَنَةِ
آپؐ دعوت دیں	اپنے رب کے راستے کی طرف	حکمت کے ساتھ	اور بھلی نصیحت کے ساتھ

وَجَادِلۡهُمۡ	بِالَّتِىۡ	هِىَ	اَحۡسَنُ ؕ	اِنَّ	رَبَّكَ
اور آپؐ بحث کریں ان سے	اس کے ساتھ جو کہ	وہ ہی	سب سے خوبصورت ہو	بیشک	آپؐ کا رب

هُوَ اَعۡلَمُ	بِمَنۡ	ضَلَّ	عَنۡ سَبِيۡلِهٖ	وَهُوَ	اَعۡلَمُ
ہی سب سے زیادہ جاننے والا ہے	اس کو جو	گمراہ ہوا	اس کے راستے سے	اور وہ ہی	سب سے زیادہ جاننے والا ہے

بِالۡمُهۡتَدِيۡنَ ﴿۱۲۵﴾	وَاِنۡ	عَاقَبۡتُمۡ	فَعَاقِبُوۡا	بِمِثۡلِ مَا	عُوۡقِبۡتُمۡ	بِهٖ ؕ
ہدایت پانے والوں کو	اور اگر	تم لوگ بدلہ لو	تو بدلہ لو	اس کے جیسی سے	تم سے زیادتی کی گئی	جیسی

وَلَئِنۡ	صَبَرۡتُمۡ	لَهُوَ	خَيۡرٌ	لِّلصّٰبِرِيۡنَ ﴿۱۲۶﴾	وَاصۡبِرۡ	وَمَا صَبۡرُكَ
اور بیشک اگر	تم لوگ صبر کرو	تو یقیناً یہ	بہتر ہے	صبر کرنے والوں کے لئے	اور آپؐ صبر کریں	اور آپؐ کا صبر نہیں ہے

اِلَّا	بِاللّٰهِ	وَلَا تَحۡزَنۡ	عَلَيۡهِمۡ	وَلَا تَكُ	فِىۡ ضَيۡقٍ
مگر	اللہ (کی توفیق) سے	اور آپؐ غمگین مت ہوں	ان لوگوں پر	اور آپؐ مت ہوں	کسی تنگی میں

مِّمَّا	يَمۡكُرُوۡنَ ﴿۱۲۷﴾	اِنَّ	اللّٰهَ	مَعَ الَّذِيۡنَ	اتَّقَوْا
اس سے جو	یہ لوگ چالبازی کرتے ہیں	بیشک	اللہ	ان کے ساتھ ہے جنہوں نے	تقویٰ اختیار کیا

وَّالَّذِيْنَ	هُمْ	مُّحْسِنُوْنَ﴿۱۲۸﴾ 1165
اوران کے ساتھ ہے جو کہ	وہ ہی	احسان کرنے والے ہیں

نوٹ۔1

تفسیر قرطبی میں ہے کہ حضرت ہرام ابن حیانؒ کی موت کا وقت آیا تو عزیزوں نے درخواست کی کہ ہمیں کچھ وصیت فرمایئے۔ انہوں نے فرمایا کہ وصیت تو لوگ اموال کی کیا کرتے ہیں، وہ میرے پاس ہے نہیں، لیکن میں تم کو اللہ کی آیات خصوصاً سورۃ نحل کی آخری آیتوں کی وصیت کرتا ہوں کہ ان پر مضبوطی سے قائم رہو۔ وہ یہی زیر مطالعہ آیات ہیں۔ ان آیات میں دعوت وتبلیغ کے اصول اور آداب کی تفصیل چند کلمات میں سموئی ہوئی ہے۔

لفظ حکمت قرآن کریم میں بہت سے معانی کے لئے استعمال ہوا ہے۔ اس جگہ ائمہ تفسیر نے اس کی متعدد تفاسیر بیان کی ہیں۔ روح المعانی نے بحوالہ بحر محیط حکمت کی تفسیر یہ کی ہے کہ حکمت اس درست کلام کا نام ہے جو انسان کے دل میں اتر جائے۔ اس تفسیر میں تمام اقوال جمع ہو جاتے ہیں اور صاحب روح المعانی نے اس کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ حکمت سے مراد وہ بصیرت ہے جس کے ذریعہ انسان حالات کے تقاضوں کو سمجھ کر اس کے مناسب کلام کرے۔ وقت اور موقع ایسا تلاش کرے کہ مخاطب پر بار نہ ہو۔ نرمی کی جگہ نرمی اور سختی کی جگہ سختی اختیار کرے۔ جہاں یہ سمجھے کہ صراحۃً کہنے میں مخاطب کو شرمندگی ہوگی وہاں کوئی ایسا عنوان تلاش کرے کہ مخاطب کو شرمندگی نہ ہو۔

وعظ کے لغوی معنی یہ ہیں کہ خیر خواہی کی بات کو اس طرح کہا جائے کہ اس سے مخاطب کا دل قبولیت کے لئے نرم ہو جائے، مثلاً اس کے ساتھ قبول کرنے کے فوائد اور نہ کرنے کے نقصانات ذکر کئے جائیں گے مگر خیر خواہی کی بات کبھی دل خراش انداز میں بھی کہی جاتی ہے۔ اس طریقہ کو چھوڑنے کے لئے لفظ حسنہ کا اضافہ کر دیا گیا۔ اگر دعوت میں کہیں بحث ومناظرہ کی ضرورت پیش آ جائے تو وہ بھی اچھے طریقہ سے ہونا چاہیئے یعنی گفتگو میں لطف ونرمی اختیار کی جائے۔

آج کل اول تو دعوت واصلاح کی طرف دھیان ہی نہیں رہا اور جو اس میں مشغول بھی ہیں انہوں نے صرف بحث و مباحثہ، مخالف پر الزام تراشی، فقرے چست کرنے اور تحقیر وتوہین کو دعوت وتبلیغ سمجھ لیا ہے جو خلاف سنت ہونے کی وجہ سے کبھی موثر ومفید نہیں ہوتا۔ وہ سمجھتے ہیں کہ انہوں نے اسلام کی بڑی خدمت کی ہے اور حقیقت میں وہ لوگوں کو اسلام سے متنفر کرنے کا سبب بن رہے ہوتے ہیں۔ امام غزالیؒ نے فرمایا کہ دعوت حق میں مشغول رہنے والا یا تو صحیح اصولوں کے تابع اور مہلک خطرات سے بچ کر سعادت ابدی حاصل کر لیتا ہے یا پھر اس مقام سے گرتا ہے تو شقاوت ابدی کی طرف جاتا ہے اس کا درمیان میں رہنا بہت مشکل ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ”علم دین اس غرض سے نہ سیکھو کہ اس کے ذریعہ دوسرے علماء کے مقابلہ میں فخر وعزت حاصل کرو یا کم علم لوگوں سے جھگڑا کرو یا اس کے ذریعہ لوگوں کی توجہ اپنی طرف کرلو اور جو ایسا کرے گا وہ آگ میں ہے۔

امام مالکؒ نے فرمایا کہ علم میں جھگڑا اور جدال نور علم کو انسان کے قلب سے نکال دیتا ہے۔ کسی نے پوچھا کہ ایک شخص جس کو سنت کا علم ہو گیا وہ حفاظت سنت کے لئے جدال کر سکتا ہے۔ فرمایا نہیں۔ بلکہ اس کو چاہئے کہ مخاطب کو صحیح بات سے آگاہ کر دے۔ پھر وہ قبول کرلے تو بہتر ورنہ سکوت اختیار کرے۔ (معارف القرآن، جلد پنجم صفحات۔ 407 تا 419 سے ماخوذ)

نوٹ۔2

اسلام میں بدلہ لینے کی اجازت ہے لیکن یہ اجازت مشروط ہے۔شرط یہ ہے کہ جتنی زیادتی ہم سے کی گئی ہے جواب میں ہم اتنی ہی زیادتی کر سکتے ہیں، زیادہ نہیں کر سکتے۔اس کا ایک مطلب یہ ہے کہ کسی نے اگر ہمیں ایک تھپڑ مارا ہے تو ہم بھی اسے ایک تھپڑ مار سکتے ہیں، دو نہیں مار سکتے۔اس کا دوسرا مطلب یہ ہے کہ بدلہ لینے میں برابر کی زیادتی کرنے کے لئے ہم کسی گناہ کا ارتکاب نہیں کر سکتے۔ مثلاً کسی نے اگر زبردستی ہمیں شراب کا ایک گھونٹ پلا دیا ہے تو جواب میں ہم اسے ایک گھونٹ شراب بھی نہیں پلا سکتے (معارف القرآن، ج7،ص707) کیونکہ سورۃ البقرہ کی آیت۔194 میں بدلہ میں برابر کی زیادتی کرنے کی اجازت کے ساتھ ہی حکم بھی دیا ہے کہ ''اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔'' یعنی بدلہ لینے کی اجازت کو اللہ کے کسی حکم کو پامال کرنے کا ذریعہ مت بناؤ اور تیسرا مطلب یہ ہے کہ جس نے زیادتی کی ہے صرف اس سے ہی بدلہ لیا جا سکتا ہے، اس کے کسی عزیز و اقارب سے نہیں۔مثلاً کسی نے ہمارے بیٹے کو قتل کر دیا ہے تو جواب میں ہم اس کے بیٹے کو قتل نہیں کر سکتے۔کسی نے اگر ہماری خواتین کے ساتھ بدتمیزی کی ہے تو بدلہ میں ہم اس کی خواتین سے بدتمیزی نہیں کر سکتے۔(تفہیم القرآن۔ج۴۔ص۵۱۲) کیونکہ اس کے بیٹے اور خواتین نے جرم نہیں کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمارا خالق ہے اور ہماری نس نس سے واقف ہے۔وہ خوب جانتا ہے کہ یہ عام لوگوں کے بس کی بات نہیں ہے کہ وہ بدلہ لینے کی شرائط کا لحاظ رکھیں۔ اس لئے زیر مطالعہ آیت۔۱۲۶ میں ہمیں بتا دیا کہ اگر تم لوگ صبر کرو کہ یہ یقیناً صبر کرنے والوں کے حق میں بہتر ہے۔اس کا مطلب یہی ہے کہ مظلوم اگر صبر کرے گا تو اس میں ظالم کا کوئی فائدہ نہیں ہے بلکہ اس میں فائدہ مظلوم کا ہی ہے۔اس بات کو سمجھ لیں۔

فرض کریں کہ کسی نے آپ کو ایک تھپڑ مار دیں اور بازی الٹ جائے جو پہلے ظالم تھا وہ اب مظلوم ہو گیا اور آپ جو پہلے مظلوم تھے اب ظالم ہو گئے۔ پہلے پوزیشن یہ تھی کہ میدان حشر میں اس کی نیکیاں آپ کو دی جاتی تھیں،لیکن اب آپ کی نیکیاں اس کو دی جائیں گی۔اس لئے یہ بات ذہن نشین رہنی چاہئے کہ صبر کرنا صبر کرنے والوں کے حق میں ہی بہتر ہے اس میں زیادتی کرنے والے کا کوئی فائدہ نہیں۔

1181

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سورۃ بنی اسرائیل (17)

آیت نمبر (1 تا 5)

ج و س

(ن) جَوۡسًا لوٹ مار کے لئے کسی جگہ گھس جانا۔ زیر مطالعہ آیت۔ ۵

ترکیب

(آیت۔۱) لَیۡلًا ظرف زماں ہونے کی وجہ سے حالت نصب میں ہے۔ اَلۡاَقۡصٰی کو اَلۡاَقۡصَا لکھنا قرآن مجید کا مخصوص املاء ہے۔ لِنُرِیَہٗ کے لام کا تعلق بٰرَکۡنَا سے نہیں ہے بلکہ اَسۡرٰی سے ہے۔ (آیت۔۳) ذُرِّیَّۃَ مضاف ہے اور مَنۡ اس کا مضاف الیہ ہے۔ ذُرِّیَّۃَ کے حالت نصب میں ہونے کی متعدد وجوہات بیان کی گئی ہیں۔ ہماری ترجیح یہ ہے کہ اس کو منادٰی کا مضاف مانا جائے یعنی اس سے پہلے حرفِ ندا ''یا'' محذوف ہے اور اس کا تعلق لَا تَتَّخِذُوۡا سے ہے۔

ترجمہ

سُبۡحٰنَ الَّذِیۡۤ	اَسۡرٰی	بِعَبۡدِہٖ	لَیۡلًا	مِّنَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ
اس کی پاکیزگی ہے جو	لے گیا	اپنے بندے کو	رات ہی رات میں	مسجد حرام سے

اِلَی الۡمَسۡجِدِ الۡاَقۡصَا الَّذِیۡ	بٰرَکۡنَا	حَوۡلَہٗ	لِنُرِیَہٗ
اس مسجد اقصیٰ تک	ہم نے برکت دی	جس کے اردگرد کو	تاکہ ہم دکھائیں اس کو

مِنۡ اٰیٰتِنَا ؕ	اِنَّہٗ	ہُوَ السَّمِیۡعُ	الۡبَصِیۡرُ ①	وَ اٰتَیۡنَا	مُوۡسَی
اپنی نشانیوں میں سے	بیشک وہ	ہی سننے والا ہے	دیکھنے والا ہے	اور ہم نے دی	موسیٰ ؑ کو

الۡکِتٰبَ	وَ جَعَلۡنٰہُ	ہُدًی	لِّبَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ	اَلَّا تَتَّخِذُوۡا
کتاب	اور ہم نے بنایا اس کو	ہدایت	بنی اسرائیل کے لئے	کہ تم لوگ مت بناؤ

مِنۡ دُوۡنِیۡ	وَکِیۡلًا ② ؕ	ذُرِّیَّۃَ مَنۡ	حَمَلۡنَا	مَعَ نُوۡحٍ ؕ	اِنَّہٗ
میرے علاوہ	کوئی کارساز	اے ان کی اولاد جن کو	ہم نے سوار کیا	نوح ؑ کے ساتھ	بیشک وہ

کَانَ	عَبۡدًا شَکُوۡرًا ③	وَ قَضَیۡنَاۤ	اِلٰی بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ	فِی الۡکِتٰبِ
تھے	بہت شکرگزار بندے	اور ہم نے فیصلہ کیا	بنی اسرائیل کے لیے	اُس کتاب میں

لَتُفۡسِدُنَّ	فِی الۡاَرۡضِ	مَرَّتَیۡنِ	وَ لَتَعۡلُنَّ	عُلُوًّا کَبِیۡرًا ④
(کہ) تم لوگ لازماً فساد مچاؤ گے	زمین میں	دو مرتبہ	اور تم لوگ لازماً عروج پاؤ گے	ایک بڑا عروج

فَاِذَا	جَآءَ	وَعۡدُ اُوۡلٰىہُمَا	بَعَثۡنَا	عَلَیۡکُمۡ	عِبَادًا لَّنَاۤ
پھر جب	آیا	ان دونوں (باری) کی پہلی کا وعدہ	تو ہم نے بھیجا	تم لوگوں پر	اپنے ایسے بندے جو

اُولِیْ بَاْسٍ شَدِیْدٍ	فَجَاسُوْا	خِلٰلَ الدِّیَارِ	وَ کَانَ	1181 وَعْدًا مَّفْعُوْلًا ۵
شدید جنگ والے تھے	تو وہ گھس گئے	گھروں کے درمیان	اور وہ تھا	ایک کیا ہوا وعدہ

نوٹ۔1

آیت نمبر ایک میں واقعۂ معراج کا ذکر ہے۔ یہ واقعہ ہجرت سے ایک سال قبل پیش آیا۔ حدیث کی کتابوں میں اس کی تفصیلات بکثرت صحابہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہے۔ جن کی تعداد ۲۵ تک ہے۔ آیت کے الفاظ کہ ''ایک رات اپنے بندے کو لے گیا'' جسمانی سفر پر صریحاً دلالت کرتے ہیں۔ خواب کے سفر یا کشفی سفر کے لئے یہ الفاظ کسی طرح موزوں نہیں ہو سکتے۔ اس لئے ماننا پڑتا ہے کہ یہ محض ایک روحانی تجربہ نہ تھا بلکہ ایک جسمانی سفر و عینی مشاہدہ تھا جو اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کرایا۔ ممکن اور ناممکن کی بحث تو صرف اس صورت میں پیدا ہوتی ہے جب کسی انسان کے اپنے اختیار سے خود کوئی کام کرنے کا معاملہ زیر بحث ہو۔ لیکن جب ذکر یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے فلاں کام کیا، تو پھر امکان کا سوال وہی شخص اٹھا سکتا ہے جسے اللہ کے قادر مطلق ہونے کا یقین نہ ہو۔ (تفہیم القرآن سے ماخوذ)

آیت نمبر (6تا10)

ترکیب

(آیت۔۶) جَعَلْنٰا کا مفعول اول کُمْ کی ضمیر ہے اور اَکْثَرَ مفعول ثانی ہے جب کہ نَفِیْرًا تمیز ہونے کی وجہ سے حالت نصب میں ہے۔ (آیت۔۷) فَلَھَا میں ھَا کی ضمیر اَنْفُس کے لئے ہے۔ وَعْدُ الْاٰخِرَۃِ کے بعد آیت۔۶ کا پورا جملہ بَعَثْنَا سے بَاْسٍ شَدِیْدٍ تک محذوف ہے۔ لِیَسُوْءٗا دراصل یَسُوْءُ وْنَ تھا۔ لامِ کَیْ داخل ہونے کی وجہ سے نون گرا تو یَسُوْءُوْا باقی بچا۔ اس کو یَسُوْءٗا لکھنا قرآن کا مخصوص املاء۔ (آیت۔۹) لِلَّتِیْ ھِیَ کے بعد اَقْوَمُ مذکر کا استعمال بتا رہا ہے کہ اس کا مضاف الیہ محذوف ہے جو کہ اَلسُّبُلِ ہو سکتا ہے اور یہ تفضیل کل ہے۔ (دیکھیں آسان عربی گرامر، پیراگراف۔۷:۶۲)

ترجمہ

ثُمَّ	رَدَدْنَا	لَكُمُ	الْكَرَّةَ	عَلَيْهِمْ	وَاَمْدَدْنٰكُمْ	بِاَمْوَالٍ
پھر	ہم نے لوٹا دیا	تمہارے لئے	اس باری کو	ان لوگوں پر	اور ہم نے مدد دی تم کو	مالوں سے

وَّبَنِيْنَ	وَجَعَلْنٰكُمْ	اَكْثَرَ	نَفِيْرًا ۶	اِنْ	اَحْسَنْتُمْ
اور بیٹوں سے	اور ہم نے کر دیا تم کو	زیادہ	بطور جتھے کے	اگر	بھلائی کرتے ہو

اَحْسَنْتُمْ	لِاَنْفُسِكُمْ قف	وَاِنْ	اَسَاْتُمْ	فَلَهَا ط	فَاِذَا	جَآءَ
تو بھلائی کرتے ہو	اپنی جانوں کے لئے	اور اگر	تم برائی کرتے ہو	تو ان کے لئے	پھر جب	آیا

وَعْدُ الْاٰخِرَةِ	لِيَسُوْءٗا	وُجُوْهَكُمْ
آخری (باری) کا وعدہ	(تو ہم نے بھیجا جنگجو بندوں کو) وہ بگاڑ دیں	تمہارے چہروں کو

وَلِيَدْخُلُوا	الْمَسْجِدَ	كَمَا	دَخَلُوْهُ	اَوَّلَ مَرَّةٍ
اور تاکہ وہ داخل ہوں	مسجد میں	جیسے کہ	وہ داخل ہوئے اس میں	پہلی مرتبہ

وَّلِيُتَبِّرُوْا	مَا	عَلَوْا	تَتْبِيْرًا ۷	عَسٰى
اور تاکہ وہ برباد کریں	اس کو جس پر	وہ غالب ہوں	جیسے کہ برباد کرتے ہیں	بعید نہیں

رَبُّكُمْ	اَنْ	يَّرْحَمَكُمْ ج	وَاِنْ	عُدْتُّمْ	1181 عُدْنَا م
تمہارے رب سے	کہ	وہ رحم کرے تم پر	اور اگر	تم واپس ہوئے (گناہ کی طرف)	تو ہم واپس ہوں گے (سزا کی طرف)

وَجَعَلْنَا	جَهَنَّمَ	لِلْكٰفِرِيْنَ	حَصِيْرًا ۸	اِنَّ	هٰذَا الْقُرْاٰنَ
اور ہم نے بنایا	جہنم کو	کافروں کے لئے	ایک قید خانہ	یقیناً	یہ قرآن

يَهْدِيْ	لِلَّتِيْ	هِيَ	اَقْوَمُ	وَيُبَشِّرُ
ہدایت دیتا ہے	اس کے لئے جو کہ	وہ ہی	سب سے سیدھی (راہ) ہے	اور وہ بشارت دیتا ہے

الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ	يَعْمَلُوْنَ	الصّٰلِحٰتِ	اَنَّ	لَهُمْ	اَجْرًا كَبِيْرًا ۙ ۹
ان ایمان لانے والوں کو جو	عمل کرتے ہیں	نیکیوں کے	کہ	ان کے لئے ہے	ایک بڑا اجر

وَّ اَنَّ	الَّذِيْنَ	لَا يُؤْمِنُوْنَ	بِالْاٰخِرَةِ	اَعْتَدْنَا	لَهُمْ	عَذَابًا اَلِيْمًا ع ۱۰
اور یہ بھی بتاتا ہے کہ	وہ لوگ جو	ایمان نہیں لاتے	آخرت پر	ہم نے تیار کیا ہے	ان کے لئے	ایک دردناک عذاب

نوٹ۔1

تورات میں کہہ دیا تھا کہ بنی اسرائیل دوبار شرارت کریں گے۔ (اپنے عروج کے نشہ میں بدمست ہو کر۔ مرتب) اس کی جزا میں دشمن ان کے ملک پر غالب ہوں گے۔ اسی طرح ہوا۔ ایک بار جالوت غالب ہوا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس کو حضرت داؤد علیہ السلام کے ہاتھ سے ہلاک کیا اور بنی اسرائیل نے دوبارہ عروج حاصل کیا جس کی انتہاء حضرت سلیمان علیہ السلام کی حکومت تھی۔ دوسری بار بخت نصر غالب ہوا اور اس کے بعد سے ان کی سلطنت نے قوت نہیں پکڑی بعض علماء نے پہلے وعدہ سے بخت نصر کا حملہ، جو ۵۸۷ قبل مسیح ہوا تھا اور دوسرے وعدہ سے طیطوس رومی کا حملہ، جو رفع مسیح کے ستر سال بعد ہوا تھا، مراد لیا ہے۔ کیونکہ ان دونوں حملوں میں مقدس ہیکلِ سلیمانی کو برباد کیا گیا۔ (ترجمۂ شیخ الہند)۔ طیطوس رومی کے حملے کے وقت یہودیوں کی حکومت نہیں تھی بلکہ اس وقت فلسطین سلطنت روم کا ایک صوبہ تھا جس میں یہودیوں کو کچھ صوبائی خود مختاری حاصل تھی۔ البتہ وہ اپنی حکومت قائم کرنے کے لئے روم کے خلاف بغاوت کرتے رہتے تھے۔ اس کی سزا دینے کے لئے طیطوس نے حملہ کیا تھا۔

آیت نمبر (9 تا 12)

ن ش ر

(ن) نَشْرًا: کسی چیز کو بکھیرنا۔ پھیلانا۔ ﴿وَيَنْشُرُ رَحْمَتَهٗ ط﴾ (42/الشوریٰ:28) ''اور وہ پھیلاتا ہے اپنی رحمت کو۔''

نُشُوْرًا: جی اٹھنا۔ دوبارہ زندہ ہونا۔ دوبارہ اٹھنا۔ ﴿كَذٰلِكَ النُّشُوْرُ ۹﴾ (35/فاطر:9) ''اس طرح دوبارہ زندہ ہونا ہے۔''

نَاشِرٌ: اسم الفاعل ہے۔ پھیلانے والا۔ ﴿وَّ النّٰشِرٰتِ نَشْرًا ۙ ۳﴾ (77/المرسلت:3) ''اور پھیلانے والیاں جیسا کہ پھیلانے کا حق ہے۔''

مَنْشُوْرٌ: اسم المفعول ہے۔ پھیلایا ہوا۔ کھولا ہوا۔ زیر مطالعہ آیت۔ ۱۳۔

(افعال) **اِنْشَارًا** دوبارہ زندہ کرنا۔ دوبارہ اٹھانا۔﴿ ثُمَّ اَمَاتَهٗ فَاَقْبَرَهٗ ۝٢١ ثُمَّ اِذَا شَآءَ اَنْشَرَهٗ ۝٢٢ ﴾ (80/عبس:22،21)''پھر اس نے موت دی اس کو پھر اس نے قبر دی اس کو پھر جب بھی وہ چاہے گا وہ دوبارہ زندہ کرے گا اس کو۔''

مُنْشَرٌ اسم المفعول ہے۔ زندہ یا اٹھایا جانے والا۔﴿ وَمَا نَحْنُ بِمُنْشَرِيْنَ ۝٣٥ ﴾ (44/الدخان:35) ''اور ہم نہیں ہیں دوبارہ اٹھائے جانے والے۔''

(تفعیل) **تَنْشِيْرًا** خوب پھیلانا۔ کھولنا۔

مُنَشَّرٌ اسم المفعول ہے۔ پھیلایا ہوا۔ کھولا ہوا۔﴿ اَنْ يُّؤْتٰى صُحُفًا مُّنَشَّرَةً ۝٥٢ ﴾ (74/مدثر:52) ''کہ ان کو دیئے جائیں کھولے ہوئے صحیفے۔''

(افتعال) **اِنْتِشَارًا** پھیل جانا۔ بکھر جانا۔﴿ وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ اِذَآ اَنْتُمْ بَشَرٌ تَنْتَشِرُوْنَ ۝٢٠ ﴾ (30/الروم:20)''اور اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ اس نے پیدا کیا تم لوگوں کو ایک مٹی سے پھر جب تم لوگ ایک بشر ہوتے ہو تو پھیل جاتے ہو۔''

اِنْتَشِرْ فعل امر ہے۔ تو پھیل جا۔ بکھر جا۔﴿ فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا ﴾ (33/الاحزاب:53)''پھر جب کھا چکو تو منتشر ہو جاؤ۔''

مُنْتَشِرٌ اسم الفاعل ہے۔ پھیلنے والا۔﴿ يَخْرُجُوْنَ مِنَ الْاَجْدَاثِ كَاَنَّهُمْ جَرَادٌ مُّنْتَشِرٌ ۝٧ ﴾ (54/القمر:7)''وہ لوگ نکلیں گے قبروں سے گویا کہ وہ پھیلنے والی ٹڈی ہیں۔''

ترکیب

(آیت۔١١) يَدْعُ مضارع مجزوم نہیں ہے بلکہ یہ مضارع معروف يَدْعُوْ ہے۔ یہ قرآن کا مخصوص املاء ہے کہ اس کو یہاں يَدْعُ لکھا جاتا ہے۔ (آیت۔١٢) اَلْحِسَابَ کی نصب بتا رہی ہے کہ یہ عَدَدَ کا مضاف الیہ نہیں ہے بلکہ لِتَعْلَمُوْا کا دوسرا مفعول ہے۔ كُلَّ شَيْءٍ میں كُلَّ کی نصب بتا رہی ہے کہ یہ کسی فعل محذوف کا مفعول ہے۔ یہ فَصَّلْنَا کا مفعول مقدم نہیں ہو سکتا کیونکہ ضمیر مفعولی ہُ اس کا مفعول ہے۔ (آیت۔١٣) كُلَّ اِنْسَانٍ بھی فعل محذوف کا مفعول ہے۔

ترجمہ

وَيَدْعُ	الْاِنْسَانُ	بِالشَّرِّ	دُعَآءَهٗ	بِالْخَيْرِ ۭ	وَكَانَ
اور دعا مانگتا ہے	انسان	برائی کی	جیسے اس کی دعا	بھلائی کی	اور ہے

الْاِنْسَانُ	عَجُوْلًا ۝١١	وَجَعَلْنَا	الَّيْلَ	وَالنَّهَارَ	اٰيَتَيْنِ	فَمَحَوْنَآ
انسان	بہت جلد باز	اور ہم نے بنایا	رات کو	اور دن کو	دو نشانیاں	پھر ہم نے مٹایا

اٰيَةَ الَّيْلِ	وَجَعَلْنَآ	اٰيَةَ النَّهَارِ	مُبْصِرَةً	لِّتَبْتَغُوْا	فَضْلًا
رات کی نشانی کو	اور ہم نے بنایا	دن کی نشانی کو	روشن	تاکہ تم لوگ تلاش کرو	فضل

مِّنْ رَّبِّكُمْ	وَلِتَعْلَمُوْا	عَدَدَ السِّنِيْنَ	وَالْحِسَابَ ۭ	وَكُلَّ شَيْءٍ
اپنے رب سے	اور تاکہ تم لوگ جان لو	برسوں کی گنتی کو	اور حساب کو	اور ہر ایک چیز کو

فَصَّلْنٰهُ	تَفْصِيْلًا ⑫	وَكُلَّ اِنْسَانٍ	1181 اَلْزَمْنٰهُ
ہم نے تفصیل سے بتایا اس کو	جیسے کھول کھول کر بتاتے ہیں	اور ہر ایک انسان کو!	ہم نے لگا دیا ہے

طٰٓئِرَهٗ	فِيْ عُنُقِهٖ ؕ	وَنُخْرِجُ	لَهٗ	يَوْمَ الْقِيٰمَةِ	كِتٰبًا
ہر (انسان) کا عمل	اس کے گلے	اور ہم نکالیں گے	اس کے لئے	قیامت کے دن	ایک ایسی کتاب

يَّلْقٰىهُ	مَنْشُوْرًا ⑬	اِقْرَاْ	كِتٰبَكَ ؕ	كَفٰى	بِنَفْسِكَ
وہ ملے گا (یعنی پائے گا) جس کو	کھولی ہوئی	تو پڑھ	اپنی کتاب	کافی ہے	تیرا نفس

اَلْيَوْمَ	عَلَيْكَ	حَسِيْبًا ؕ⑭	مَنِ	اهْتَدٰى	فَاِنَّمَا
آج کے دن	تجھ پر	بطور حساب لینے والے کے	جس نے	ہدایت پائی	تو کچھ نہیں سوائے اس کے کہ

يَهْتَدِيْ	لِنَفْسِهٖ ۚ	وَمَنْ	ضَلَّ	فَاِنَّمَا	يَضِلُّ
وہ ہدایت پاتا ہے	اپنے نفس کے لئے	اور جو	گمراہ ہوا	تو کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	وہ گمراہ ہوتا ہے

عَلَيْهَا ؕ	وَلَا تَزِرُ	وَازِرَةٌ	وِّزْرَ اُخْرٰى ؕ	وَمَا كُنَّا
اس پر	اور نہیں اٹھائے گی	کوئی اٹھانے والی (جان)	کسی دوسری کا بوجھ	اور ہم نہیں ہیں

مُعَذِّبِيْنَ	حَتّٰى	نَبْعَثَ	رَسُوْلًا ⑮
عذاب دینے والے	یہاں تک کہ	ہم بھیجیں	کوئی رسول

آیت نمبر (16 تا 21)

ح ظ ر

(ض) حَظْرًا — منع کرنا۔ روک لینا۔

مَحْظُوْرٌ — اسم المفعول ہے۔ منع کیا ہوا۔ روکا ہوا۔ آیت زیر مطالعہ۔ ۲۰۔

(افتعال) اِحْتِظَارًا — اہتمام سے روکنا۔ باڑہ بنانا۔

مُحْتَظِرٌ — اسم الفاعل ہے۔ روکنے والا۔ باڑہ بنانے والا۔ ﴿كَهَشِيْمِ الْمُحْتَظِرِ ۝۳۱﴾ (54/القمر:31)
"باڑہ بنانے والے کی خشک ٹہنی کی مانند۔"

ترجمہ

وَاِذَآ	اَرَدْنَآ	اَنْ	نُّهْلِكَ	قَرْيَةً	اَمَرْنَا	مُتْرَفِيْهَا
اور جب	ہم ارادہ کرتے ہیں	کہ	ہم ہلاک کریں	کسی بستی کو	تو ہم حکم دیتے ہیں	اس کے خوشحال لوگوں کو

فَفَسَقُوْا	فِيْهَا	فَحَقَّ	عَلَيْهَا	الْقَوْلُ	فَدَمَّرْنٰهَا
پھر وہ نافرمانی کرتے ہیں	اس میں	تو ثابت ہو جاتی ہے	اس (بستی) پر	بات	تو ہم اس کو اجاڑ دیتے ہیں

تَدْمِيْرًا ﴿١٦﴾	وَكَمْ اَهْلَكْنَا	مِنَ الْقُرُوْنِ	مِنْ بَعْدِ نُوْحٍ ؕ 1181
جیسا کہ اجاڑنے کا حق ہے	اور کتنی ہی ہم نے ہلاک کیں	قوموں میں سے	نوح ؑ کے بعد

وَكَفٰى	بِرَبِّكَ	بِذُنُوْبِ عِبَادِهٖ	خَبِيْرًا	بَصِيْرًا ﴿١٧﴾
اور کافی ہے	آپ ؐ کا رب	اپنے بندوں کے گناہوں سے	باخبر ہونے کے لحاظ سے	دیکھنے والا ہونے کے لحاظ سے

مَنْ	كَانَ يُرِيْدُ	الْعَاجِلَةَ	عَجَّلْنَا	لَهٗ	فِيْهَا	مَا
جو	چاہتا رہتا ہے	دنیا کو	تو ہم جلدی کر دیتے ہیں	اس کے لئے	اس (دنیا) میں	وہ (چیز) جو

نَشَآءُ	لِمَنْ	نُّرِيْدُ	ثُمَّ	جَعَلْنَا	لَهٗ	جَهَنَّمَ ۚ
ہم چاہتے ہیں	اس کے لئے جس کے لئے	ہم چاہتے ہیں	پھر	ہم بناتے ہیں	اس کے لئے	جہنم

يَصْلٰىهَا	مَذْمُوْمًا	مَّدْحُوْرًا ﴿١٨﴾	وَمَنْ	اَرَادَ	الْاٰخِرَةَ	وَسَعٰى
وہ گرے گا اس میں	مذمت کیا ہوا	دھتکارا ہوا ہوتے ہوئے	اور جو	چاہتا ہے	آخرت کو	اور وہ بھگ دوڑ کرتا ہے

لَهَا	سَعْيَهَا	وَ	هُوَ	مُؤْمِنٌ	فَاُولٰٓئِكَ
اس کے لئے	جیسا اس کی باگ دوڑ کا حق ہے	اس حال میں کہ	وہ	ایمان لانے والا ہے	تو وہ لوگ ہیں

كَانَ سَعْيُهُمْ	مَّشْكُوْرًا ﴿١٩﴾	كُلًّا	نُّمِدُّ	هٰٓؤُلَآءِ	وَهٰٓؤُلَآءِ
جن کی بھاگ دوڑ ہے	قدر کی ہوئی	سب کی	ہم مدد کرتے ہیں	ان کی (بھی)	اور ان کی (بھی)

مِنْ عَطَآءِ رَبِّكَ ؕ	وَمَا كَانَ	عَطَآءُ رَبِّكَ	مَحْظُوْرًا ﴿٢٠﴾	اُنْظُرْ	كَيْفَ
آپ ؐ کے رب کے عطیہ سے	اور نہیں ہے	آپ ؐ کے رب کا عطیہ	روکا ہوا	آپ ؐ دیکھیں	کیسے

فَضَّلْنَا	بَعْضَهُمْ	عَلٰى بَعْضٍ ؕ	وَلَلْاٰخِرَةُ	اَكْبَرُ	دَرَجٰتٍ
ہم نے فضیلت دی	ان کے بعض کو	بعض پر	اور یقیناً آخرت	سب سے بڑی ہے	درجوں کے لحاظ سے

وَّاَكْبَرُ	تَفْضِيْلًا ﴿٢١﴾
اور سب سے بڑی ہے	فضیلت دینے کے لحاظ سے

نوٹ۔1

اللہ تعالیٰ جب کسی قوم پر ناراض ہوتا ہے اور اس کو عذاب میں مبتلا کرنا چاہتا ہے تو اس کی ابتدائی علامت یہ ہوتی ہے کہ اس قوم کے حاکم ایسے لوگ بنا دیئے جاتے ہیں جو عیش پسند ہوں، یا اگر حاکم نہ بھی بنائے جائیں تو اس قوم میں ایسے لوگوں کی کثرت کر دی جاتی ہے دونوں صورتوں کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ لوگ دنیا میں مست ہو کر اللہ کی نافرمانیاں خود بھی کرتے ہیں اور دوسروں کے لئے بھی اس کی راہ ہموار کرتے ہیں۔ پھر ان پر اللہ کا عذاب آجاتا ہے۔ (معارف القرآن)

نوٹ۔2

زیر مطالعہ آیت۔۱۸۔۱۹۔ میں دنیا اور آخرت کے طالب اور ان کی جزاء کا ذکر ہے۔ صرف دنیا کے طلب گاروں کے لئے مَنْ

كَانَ يُرِيْدُ الْعَاجِلَةَ کے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔ جس میں ہمیشگی کا مفہوم ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ 1181 ہم کی سزا صرف اس صورت میں ہے کہ اس کے عمل میں ہر وقت صرف دنیا ہی کی غرض چھائی ہوئی ہو اور آخرت کی طرف کوئی دھیان ہی نہ ہو۔ جب کہ آخرت کے طلب گاروں کے لئے مَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ کے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ مومن جس وقت، جس عمل میں آخرت کا ارادہ اور نیت کرے گا اس کا وہ عمل مقبول ہو جائے گا۔ خواہ کسی دوسرے عمل کی نیت میں دنیا کی طلب بھی شامل ہو۔ پھر اسی آیت میں سعی کے ساتھ لفظ سَعْيَهَا بڑھا کر یہ بتا دیا گیا کہ آخرت کے لئے ہر عمل اور ہر کوشش نہ مفید ہوتی ہے اور نہ عند اللہ مقبول، بلکہ کوشش وہی معتبر ہے جو مقصدِ آخرت کے مناسب ہو۔ کسی کوشش کا آخرت کے مناسب ہونا یا نہ ہونا صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان سے ہی معلوم ہو سکتا ہے۔ اس لئے جو نیک اعمال اپنی رائے اور من گھڑت طریقوں سے کئے جاتے ہیں، خواہ وہ دیکھنے میں کتنے ہی بھلے اور مفید نظر آئیں، وہ نہ اللہ کے نزدیک مقبول ہیں اور نہ ہی آخرت میں کار آمد ہوں گے۔ (معارف القرآن)

نوٹ۔3

آیت نمبر۔۲۱ کو اگر آیت۔۱۹ کے تناظر میں پڑھا جائے تو بات یہ سمجھ میں آتی ہے کہ آخرت کے لئے کوشش کرنا مطلوب بھی ہے اور محمود بھی۔ جنت میں داخلہ کا پروانہ مل جانا ہی ایک عظیم کامیابی ہے۔ لیکن بات یہاں ختم نہیں ہو جاتی۔ اس کے آگے پھر جنت کی سوسائٹی میں Status یعنی درجات کا مسئلہ بھی ہے۔ اس کی طرف توجہ دلانے کے لئے ہم سے کہا گیا کہ اس دنیا میں Status کے جو فرق ہیں ان پر غور کرو اور اس حوالہ سے یہ حقیقت ذہن نشین کر لو کہ دنیا میں Status کا جو فرق ہے، وہ تو محض ایک نمونہ ہے۔ اس کا تھان تو آخرت میں کھلے گا۔ جنت کی سوسائٹی میں درجات کا فرق تعداد کے لحاظ سے بھی بہت زیادہ ہے اور ایک درجے کی دوسرے درجے پر فضیلت کے لحاظ سے بھی بہت زیادہ ہے۔

ہمیں ایمانداری سے سوچنا چاہیے کہ ہم اس دنیا کے عارضی اور فانی Status کے لئے کتنی جان مارتے ہیں اور جنت کے Status کی ہمیں کتنی فکر ہے۔ جو لوگ آخرت کے لئے کوشاں ہیں ان کی بھی اکثریت کے ذہن میں جنت کے Status کا مسئلہ نہیں ہے پھر اس کی فکر کرنے کا کیا سوال ہے۔ ہم لوگ مرحومین کے لئے بلندیٔ درجات کی دعا تو مانگتے ہیں لیکن جنت میں اپنے درجات کی اپنی زندگی میں فکر نہیں کرتے۔ اِلَّا ماشاء اللہ

آیت نمبر (22 تا 23)

ء ف ف

(ن۔ض) اَفًّا تکلیف یا بے قراری میں اُف اُف کہنا۔

اُفٍّ اسم فعل ہے بمعنی میں ناپسند کرتا ہوں۔ بیزار ہوتا ہوں، زیر مطالعہ آیت۔ ۲۳

ب ذ ر

(ن) بَذْرًا (۱) کسی بات کو پھیلانا۔ اشاعت کرنا۔ (۲) مال کو بکھیرنا۔ فضول خرچی کرنا۔

(تفعیل) تَبْذِيْرًا نام و نمود اور نمائش میں مال اڑانا۔ زیر مطالعہ آیت۔ ۲۶

مُبَذِّرٌ اسم الفاعل ہے۔ نمائش میں مال اڑانے والا۔ زیر مطالعہ آیت۔ ۲۷

1181

ترجمہ

لَا تَجْعَلْ	مَعَ اللّٰهِ	اِلٰهًا اٰخَرَ	فَتَقْعُدَ	مَذْمُوْمًا	مَّخْذُوْلًا ﴿۲۲﴾
تو مت بنا	اللہ کے ساتھ	کوئی دوسرا معبود	ورنہ تو بیٹھ رہے گا	مذمت کیا ہوا	بے بس کیا ہوا

وَقَضٰى	رَبُّكَ	اَلَّا تَعْبُدُوْٓا	اِلَّآ	اِيَّاهُ	وَبِالْوَالِدَيْنِ
اور فیصلہ کیا	تیرے رب نے	کہ تم لوگ بندگی مت کرو	مگر	اس (اللہ) کی ہی	اور والدین کے ساتھ

اِحْسَانًا ۭ	اِمَّا	يَبْلُغَنَّ	عِنْدَكَ	الْكِبَرَ	اَحَدُهُمَآ
حسن سلوک کرنے کا	جب کبھی بھی	پہنچ جائیں	تیرے پاس	بڑھاپے کو	دونوں میں سے ایک

اَوْ	كِلٰهُمَا	فَلَا تَقُلْ	لَّهُمَآ	اُفٍّ	وَّلَا تَنْهَرْ	هُمَا
یا	دونوں کے دونوں	تو تو مت کہہ	ان دونوں سے	اف (بھی)	اور تو مت جھڑک	ان دونوں کو

وَقُلْ	لَّهُمَا	قَوْلًا كَرِيْمًا ﴿۲۳﴾	وَاخْفِضْ	لَهُمَا	جَنَاحَ الذُّلِّ
اور تو کہہ	ان دونوں سے	شریفانہ بات	اور تو بچھا	دونوں کے لئے	تابعداری کا پہلو

مِنَ الرَّحْمَةِ	وَقُلْ	رَّبِّ	ارْحَمْهُمَا	كَمَا	رَبَّيٰنِيْ
رحمت سے	اور تو کہہ	اے میرے رب	تو رحم کر دونوں پر	جیسے کہ	ان دونوں نے تربیت کی میری

صَغِيْرًا ﴿۲۴﴾ ۭ	رَبُّكُمْ	اَعْلَمُ	بِمَا
چھوٹا ہوتے ہوئے (یعنی بچپن میں)	تم لوگوں کا رب	سب سے زیادہ جاننے والا ہے	اس کو جو

فِيْ نُفُوْسِكُمْ ۭ	اِنْ	تَكُوْنُوْا	صٰلِحِيْنَ	فَاِنَّهٗ	كَانَ	لِلْاَوَّابِيْنَ
تمہاری طبیعتوں میں ہے	اگر	تم لوگ ہو گے	نیک	تو بیشک	وہ ہے	بار بار رجوع کرنے والوں کے لئے

غَفُوْرًا ﴿۲۵﴾	وَاٰتِ	ذَا الْقُرْبٰى	حَقَّهٗ	وَالْمِسْكِيْنَ	وَابْنَ السَّبِيْلِ
بے انتہا بخشنے والا	اور تو دے	قرابت والے کو	اس کا حق	اور مسکین کو	اور مسافر کو

وَلَا تُبَذِّرْ	تَبْذِيْرًا ﴿۲۶﴾	اِنَّ	الْمُبَذِّرِيْنَ	كَانُوْٓا
اور تو بے جا مال مت اڑا	جیسا بے جا مال اڑانا ہے	بیشک	بے جا مال اڑانے والے	ہیں

اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ ۭ	وَكَانَ	الشَّيْطٰنُ	لِرَبِّهٖ	كَفُوْرًا ﴿۲۷﴾	وَاِمَّا
شیطانوں کے بھائی	اور ہے	شیطان	اپنے رب کا	انتہائی ناشکرا	اور جب کبھی

تُعْرِضَنَّ	عَنْهُمُ	ابْتِغَاۗءَ رَحْمَةٍ	مِّنْ رَّبِّكَ	تَرْجُوْهَا
تو اعراض کرے	ان سے	ایسی رحمت کی تلاش کرنے میں	اپنے رب سے	تو امید کرتا ہے جس کی

فَقُلْ	لَّهُمْ	قَوْلًا مَّيْسُوْرًا ﴿۲۸﴾	وَلَا تَجْعَلْ	يَدَكَ	مَغْلُوْلَةً	اِلٰى عُنُقِكَ
تب تو کہہ	ان سے	نرم بات	اور تو مت بنا	اپنے ہاتھ کو	باندھا ہوا	اپنی گردن کی طرف

وَلَا تَبۡسُطۡهَا	كُلَّ الۡبَسۡطِ	فَتَقۡعُدَ	مَلُوۡمًا	مَّحۡسُوۡرًا ﴿۲۹﴾ 1181
اور تو مت کھول اس کو	جیسے بالکل کھولنا ہے	نتیجۃً تو بیٹھ رہے	ملامت کیا ہوا	تھکا ہارا ہوتے ہوئے

اِنَّ	رَبَّكَ	يَبۡسُطُ	الرِّزۡقَ	لِمَنۡ	يَّشَآءُ
بیشک	تیرا رب	کشادہ کرتا ہے	روزی کو	اس کے لئے جس کے لئے	وہ چاہتا ہے

وَيَقۡدِرُ ؕ	اِنَّهٗ	كَانَ	بِعِبَادِهٖ
اور وہ اندازہ لگاتا ہے (یعنی ناپ تول کر دیتا ہے جسے چاہتا ہے)	یقیناً وہ	ہے	اپنے بندوں سے

خَبِيۡرًاۢ	بَصِيۡرًا ﴿۳۰﴾ ع
ہر حال میں باخبر رہنے والا	ہر حال میں دیکھنے والا

نوٹ:1

والدین کے حقوق کے لیے معارف القرآن جلد 5۔ صفحات 451 تا 557 کا مطالعہ مفید رہے گا۔ وہاں سے پڑھ لیا جائے۔

معارف القرآن کی جلد۔۵ کے صفحات ۔۴۵۱ تا ۵۵۷ میں والدین کے حقوق پر تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے۔ ہم اس کے چند اقتباسات ذیل میں نقل کر رہے ہیں۔

۱۔ امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے والدین کے ادب واحترام اور ان کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کو اپنی عبادت کے ساتھ ملا کر واجب کیا ہے۔ جیسا کہ سورہ لقمان (آیت نمبر۔۱۴) میں اپنے شکر کے ساتھ والدین کے شکر کو ملا کر لازم فرمایا ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ کے شکر کی طرح والدین کا شکر گزار ہونا واجب ہے۔ (میرے خیال میں یہ بات ہمیں اس طرح سمجھنا چاہیئے کہ اللہ کی اطاعت کے ساتھ والدین کی اطاعت اور اللہ کے شکر کے ستھ والدین کا شکر لازم و لزوم ہیں۔ مرتب)

۲۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اللہ کے لئے اپنے ماں باپ کا فرمانبردار رہا اس کے لئے جنت کے دو دروازے کھلے رہیں گے۔ اور جو ان کا نافرمان ہوا اس کے لئے جہنم کے دو دروازے کھلے رہیں گے اور اگر ماں باپ میں سے کوئی ایک ہی تھا تو ایک دروازہ۔ اس پر ایک شخص نے سوال کیا کہ یہ جہنم کی وعید اس صورت میں بھی ہے کہ ماں باپ نے اس پر ظلم کیا ہو تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ فرمایا وَ اِنۡ ظَلَمَا وَ اِنۡ ظَلَمَا وَ اِنۡ ظَلَمَا (اور اگر ان دونوں نے ظلم کیا) اس کا حاصل یہ ہے کہ اولاد کو ماں باپ سے انتقام لینے کا حق نہیں ہے۔ اگر انہوں نے ظلم کیا تو اسے اجازت نہیں ہے کہ وہ ان کی خدمت اور اطاعت سے ہاتھ کھینچ لے۔

۳۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کی رضا باپ کی رضا میں ہے اور اللہ کی ناراضی باپ کی ناراضی میں ہے۔ (میں نے ایک عالم دین سے پوچھا تھا کہ ماں اور باپ میں سے کس کا حق زیادہ ہے۔ تو انہوں نے فرمایا کہ خدمت گزارری میں ماں کا حق باپ سے زیادہ ہے اور اطاعت میں باپ کا حق ماں سے زیادہ ہے۔ مرتب)

۴۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اور سب گناہوں کی سزا تو اللہ تعالیٰ جس کو چاہتے ہیں قیامت تک مؤخر کر دیتے ہیں۔ بجز والدین کی حق تلفی اور نافرمانی کے کہ اس کی سزا آخرت سے پہلے دنیا میں بھی دی جاتی ہے۔

۵۔ اس پر علماء و فقہاء کا اتفاق ہے کہ والدین کی اطاعت صرف جائز کاموں میں واجب ہے۔ ناجائز یا گناہ کے کام میں واجب تو کیا جائز بھی نہیں ہے (کیونکہ) حدیث میں ہے کہ خالق کی نافرمانی میں کسی مخلوق کی اطاعت جائز نہیں۔

۶۔ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جہاد میں شریک ہونے کی اجازت لینے کے لئے حاضر ہوا۔آپ صلی
1181
اللہ علیہ وسلم نے اس سے دریافت کیا کہ تمہارے والدین زندہ ہیں۔اس نے کہا کہ ہاں زندہ ہیں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فَفِیْهِمَا فَجَاهِدْ (تو ان دونوں میں پھر تم جہاد کرو) مطلب یہ ہے کہ ان خدمت میں ہی تمہیں جہاد کا ثواب مل جائے گا۔اس سے معلوم ہوا کہ جب تک جہاد فرض کفایہ کے درجے میں ہو تو اولاد کے لئے وہ کام ماں باپ کی اجازت کے بغیر کرنا جائز نہیں ہے۔جس کو بقدر فرض دین کا علم حاصل ہے وہ عالم بننے کے لئے سفر کرے یا لوگوں کو تبلیغ و دعوت کے لئے سفر کرے تو یہ والدین کی اجازت کے بغیر جائز نہیں ہے۔

۷۔ ایک شخص نے سوال کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ماں باپ کے انتقال کے بعد بھی ان کا کوئی حق میرے ذمہ باقی ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں۔ان کے لئے دعاء مغفرت اور استغفار کرنا اور جو عہد انہوں نے کسی سے کیا تھا اس کو پورا کرنا اور ان کے دوستوں کا احترام کرنا اور ان کے ایسے رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کرنا جن کا رشتہ صرف ان ہی کے واسطے سے ہے۔والدین کے یہ حقوق ہیں جو ان کے بعد بھی تمہارے ذمہ باقی ہیں۔

۸۔ والدین اگر مسلمان ہوں تو ان کے لئے رحمت کی دعا ظاہر ہے۔لیکن اگر وہ مسلمان نہ ہوں تو ان کی زندگی میں یہ دعا (وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا) اس نیت سے جائز ہوگی کہ ان کو دنیا کی تکالیف سے نجات ہو اور ایمان کی توفیق ہو۔ لیکن مرنے کے بعد ان کے لئے یہ دعاء رحمت جائز نہیں ہے۔

۹۔ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور شکایت کی کہ میرے باپ نے میرا مال لے لیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے باپ کو بلا کر لاؤ۔اسی وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور کہا کہ جب اس کا باپ آجائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے پوچھیں کہ وہ کلمات کیا ہیں۔جو اس نے دل میں کہے ہیں اور خود اس کے کانوں نے بھی ان کو نہیں سنا۔جب وہ اپنے والد کو لے کر آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے کہا کہ تمہارا بیٹا شکایت کرتا ہے کیا تم یہ چاہتے ہو کہ اس کا مال چھین لو۔والد نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے پوچھیں کہ میں اس کی پھوپھی، خالہ یا اپنے نفس کے سوا کہاں خرچ کرتا ہوں۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اِیْهِ'' اس کا مطلب یہ ہے کہ بس حقیقت معلوم ہوگئی۔اب اور کچھ پوچھنے کی ضرورت نہیں ہے۔اس کے بعد اس کے والد سے پوچھا کہ وہ کلمات کیا ہیں جن کو ابھی تک خود تمہارے کانوں نے بھی نہیں سنا۔اس نے کہا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ تعالیٰ ہر معاملہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہمارا ایمان بڑھا دیتا ہے۔یہ حقیقت ہے کہ میں نے چند اشعار دل میں کہے تھے جن کو میرے کانوں نے بھی نہیں سنا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ ہمیں سناؤ۔اس نے وہ اشعار سنائے جن کا ترجمہ یہ ہے۔

''میں نے تجھے بچپن میں غذا دی اور جوان ہونے کے بعد بھی تیری ذمہ داری۔تیرا سب کھانا پینا میری ہی کمائی سے تھا۔ جب کسی رات میں تجھے کوئی بیماری پیش آ گئی تو میں نے تمام رات بیداری اور بیقراری میں گزاری۔گویا کہ تیری بیماری مجھے ہی لگی ہے جس کی وجہ سے تمہارا شب روتا رہا۔میرا دل تیری ہلاکت سے ڈرتا رہا حالانکہ میں جانتا تھا کہ موت کا ایک دن مقرر ہے۔جو آگے پیچھے نہیں ہوسکتا۔پھر جب تم اس عمر کو پہنچ گئے جس کی میں تمنا کیا کرتا تھا تو تو نے میرا بدلہ سخت کلامی بنا دیا گویا کہ تو ہی مجھ پر احسان کر رہا ہے۔کاش اگر تجھ سے میرے باپ ہونے کا حق ادا نہیں ہوسکتا تو کم از کم ایسا ہی کر لیتا جیسا ایک شریف پڑوسی کیا کرتا ہے۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اشعار سن کر بیٹے کا گریبان پکڑ لیا اور فرمایا اَنْتَ وَمَالُکَ لِاَبِیْکَ یعنی تو بھی اور تیرا مال بھی تیرے باپ کے لئے ہے۔ (ڈاکٹر غلام مرتضےٰ مرحوم نے اپنے ایک خطاب میں فرمایا تھا کہ لوگ مجھ سے پوچھتے ہیں کہ بیوی بچوں کا خرچ پورا نہیں ہوتا تو والدین کو کہاں سے دیں۔ میں ان سے کہتا ہوں کہ میرے بھائی آپ کا سوال غلط ہے۔ اگر آپ مجھ سے پوچھتے کہ والدین کا خرچ پورا نہیں ہوتا تو بیوی بچوں کو کہاں سے دیں، پھر میں آپ کو بتاتا کہ آپ کو کیا کرنا چاہئے۔ مرتب)

1181

نوٹ۔2

فضول خرچی کے معنی کو قرآن حکیم نے دولفظوں سے تعبیر فرمایا ہے، ایک تبذیر اور دوسرا اسراف۔ تبذیر کی ممانعت تو زیر مطالعہ آیت ۲۶ سے واضح ہے جب کہ اسراف کی ممانعت وَلَا تُسْرِفُوْا (الاعراف۔۳۱) سے ثابت ہے بعض حضرات نے یہ تفصیل کی ہے کہ کسی گناہ میں یا بالکل بے موقع اور بے محل خرچ کرنے کو تبذیر کہتے ہیں اور جہاں خرچ کرنے کا جائز موقع تو ہو مگر ضرورت سے زیادہ خرچ کیا جائے تو اس کو اسراف کہتے ہیں۔ اس لئے تبذیر بہ نسبت اسراف کے زیادہ سخت ہے اور مبذرین کو شیطان کا بھائی قرار دیا ہے۔ (معارف القرآن)

آیت نمبر (31 تا 35)

ز ن ی

(ض) زِنٰی: زنا کرنا۔ ﴿وَ لَا یَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰہُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَ لَا یَزْنُوْنَ﴾ (25/ الفرقان: 68) ’’اور وہ لوگ قتل نہیں کرتے اس جان کو جسے محترم کیا اللہ نے مگر حق کے ساتھ اور وہ لوگ زنا نہیں کرتے۔‘‘

زِنًی: اسم ذات بھی ہے۔ زنا۔ زیر مطالعہ آیت۔ ۳۲

زَانٍ: اسم الفاعل ہے۔ زنا کرنے والا۔ ﴿اَلزَّانِیْ لَا یَنْکِحُ اِلَّا زَانِیَۃً اَوْ مُشْرِکَۃً﴾ (24/ النور: 3) ’’زنا کرنے والا نکاح نہیں کرتا مگر زنا کرنے والی سے یا شرک کرنے والی سے۔‘‘

ترجمہ

وَلَا تَقْتُلُوْٓا	اَوْلَادَكُمْ	خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ ؕ	نَحْنُ	نَرْزُقُهُمْ
اور تم لوگ قتل مت کرو	اپنی اولاد کو	مفلس ہونے کے خوف سے	ہم ہی	رزق دیتے ہیں ان کو

وَاِيَّاكُمْ ؕ	اِنَّ	قَتْلَهُمْ	كَانَ	خِطْاً كَبِيْرًا ۝۳۱	وَلَا تَقْرَبُوا
اور تم کو بھی	یقیناً	ان کو قتل کرنا	ہے	ایک بڑی غلطی	اور تم لوگ قریب مت ہو
الزِّنٰٓى	اِنَّهٗ	كَانَ	فَاحِشَةً ؕ	وَسَآءَ	سَبِيْلًا ۝۳۲
زنا کے	یقیناً وہ	ہے	ایک بے حیائی	اور برا ہے	بلحاظ راستہ کے
وَلَا تَقْتُلُوا	النَّفْسَ الَّتِيْ	حَرَّمَ	اللّٰهُ	اِلَّا	بِالْحَقِّ ؕ
اور تم لوگ قتل مت کرو	اس جان کو جس کو	(قتل کرنا) حرام کیا	اللہ نے	مگر	حق کے ساتھ

وَمَنۡ	قُتِلَ	مَظۡلُوۡمًا	فَقَدۡ جَعَلۡنَا	لِوَلِیِّهٖ	1181 سُلۡطٰنًا
اور جو	قتل کیا گیا	مظلوم ہوتے ہوئے	تو ہم نے بنا دیا ہے	اس کے ولی کے لئے	ایک اختیار

فَلَا یُسۡرِفۡ	فِّی الۡقَتۡلِ ؕ	اِنَّهٗ	کَانَ	مَنۡصُوۡرًا ﴿۳۳﴾
تو اسے چاہئے کہ حد سے تجاوز نہ کرے	قتل کرنے میں	بیشک وہ	ہے	مدد کیا ہوا

وَلَا تَقۡرَبُوۡا	مَالَ الۡیَتِیۡمِ	اِلَّا بِالَّتِیۡ	هِیَ	اَحۡسَنُ
اور تم لوگ قریب مت ہو	یتیم کے مال کے	سوائے اس کے ساتھ جو کہ	وہ ہی	سب سے بہتر ہو

حَتّٰی	یَبۡلُغَ	اَشُدَّهٗ ۪	وَ اَوۡفُوۡا	بِالۡعَهۡدِ ۚ	اِنَّ	الۡعَهۡدَ
یہاں تک کہ	وہ پہنچے	اپنی پختگی کو	اور تم لوگ پورا کرو	وعدے کو	یقیناً	وعدہ
کَانَ	مَسۡـُٔوۡلًا ﴿۳۴﴾	وَ اَوۡفُوا	الۡکَیۡلَ	اِذَا	کِلۡتُمۡ	وَ
ہے	پوچھا جانے والا	اور تم لوگ پورا کرو	ناپ کو	جب بھی	تم لوگ ناپو	اور

زِنُوۡا	بِالۡقِسۡطَاسِ الۡمُسۡتَقِیۡمِ ؕ	ذٰلِکَ	خَیۡرٌ	وَّ اَحۡسَنُ	تَاۡوِیۡلًا ﴿۳۵﴾
تم لوگ وزن کرو	سیدھے ترازو سے	یہ	سب سے بہتر ہے	اور سب سے اچھا ہے	بلحاظ انجام کے

نوٹ۔1

ترازو کے لئے عربی لفظ میزان ہے۔ قسطاس کے معنی بھی ترازو ہے لیکن یہ عربی لفظ نہیں ہے۔ یہ یونانی لفظ ہے اور عرب تاجروں کے ذریعہ عرب میں بھی رائج ہوگیا۔ (حافظ احمد یار صاحب)

نوٹ۔2

قتل نفس سے مراد صرف دوسرے انسان کا قتل ہی نہیں ہے، بلکہ خود اپنے آپ کو قتل کرنا بھی ہے۔ اس لئے کہ نفس، جس کو اللہ نے ذی حرمت قرار دیا ہے، اس کی تعریف میں دوسرے نفوس کی طرح انسان کا اپنا نفس بھی داخل ہے۔ لہٰذا جتنا بڑا جرم اور گناہ قتل انسان ہے، اتنا ہی بڑا جرم اور گناہ خودکشی بھی ہے۔ (تفہیم القرآن)

نوٹ۔3

اسلامی قانون میں قتل بالحق کی پانچ صورتیں ہیں۔ (۱) قتل عمد کے مجرم سے قصاص (۲) دین حق کے راستے میں مزاحمت کرنے والوں سے جنگ (۳) اسلامی نظامِ حکومت کو الٹنے کی سعی کرنے والوں کو سزا (۴) شادی شدہ مرد یا عورت کو ارتکابِ زنا کرنا سزا (۵) ارتداد کی سزا۔ (تفہیم القرآن)

نوٹ۔4

ولی کے اختیار کا مطلب یہ ہے کہ وہ قصاص کا مطالبہ کر سکتا ہے۔ اس سے اسلامی قانون کا یہ اصول نکلتا ہے کہ قتل کے مقدمے میں اصل مدعی حکومت نہیں بلکہ اولیائے مقتول ہیں۔ ان کو اختیار ہے کہ وہ قصاص میں قاتل کو قتل کروائیں یا خون بہا لینے پر راضی ہوں یا قاتل کو بالکل معاف کر دیں۔ البتہ قاتل کو سزا دینا حکومت کی ذمہ داری ہے۔ مقتول کے اولیاء اور اس کے قبیلہ کو یہ اختیار نہیں ہے کہ وہ خود قاتل کو قتل کریں۔ اگر ان کو حکومت کی طرف سے قصاص لینے میں مدد نہیں ملتی تب بھی انہیں قاتل سے بدلہ لینے کی اجازت نہیں۔ اگر کوئی بدلہ لیتا ہے اور خود قاتل کو قتل کر دیتا ہے تو اب وہ خود قتلِ عمد کا مجرم اور گناہگار ہے۔ ایسی صورت میں انہیں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر عمل کرتے ہوئے اپنے جذبات کو قابو میں رکھنا ہے اور فیصلہ اللہ پر چھوڑ دینا ہے۔ اس حکم پر عمل کرنے والے کو بے غیرت کہنا یا سمجھنا خود بھی ایک گناہ ہے۔

1181

نوٹ۔5 اسراف فی القتل کے متعدد صورتیں ہیں۔ مثلاً اگر قاتل پر قابو نہ پا سکے تو اس کے خاندان یا قبیلے کے کسی فرد کو قتل کرنا۔ یا قاتل کے ساتھ اور لوگوں کو قتل کرنا یا خون بہا لینے کے بعد پھر قتل کرنا۔ وغیرہ وغیرہ یہ سب ممنوع ہیں اور گناہ ہیں۔

آیت نمبر (36 تا 40)

م ر ح		
(س)	مَرَحًا	ناز سے چلنا۔ اٹھلانا۔ اترانا۔ ﴿ذٰلِكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَفْرَحُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَ بِمَا كُنْتُمْ تَمْرَحُوْنَ ﴾(40/المومن:75)''یہ اس سبب سے ہے جو تم لوگ خوش ہوتے تھے زمین میں ناحق اور اس سبب سے ہے جو تم لوگ اٹھلاتے تھے۔'' اور زیر مطالعہ آیت۔ ۳۷

ترکیب

(آیت۔۳۶) اَلسَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ، یہ سب اِنَّ کے اسم ہیں۔ اس کے آگے پورا جملہ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا۔ اِنَّ کی خبر ہے۔ اس جملہ میں كُلُّ اُولٰٓئِكَ مرکب اضافی كَانَ کا اسم ہے۔ جب کہ مَسْئُوْلًا اس کی خبر ہے۔ اس میں اِنَّ کے تینوں اسم یعنی اَلسَّمْعَ، اَلْبَصَرَ اور اَلْفُؤَادَ کی طرف اشارہ ہے۔ اس لئے اسم اشارہ اُولٰٓئِكَ جمع کا صیغہ آیا ہے، لیکن عَنْهُ میں جمع کی ضمیر عَنْهُمْ کے بجائے واحد ضمیر عَنْهُ آئی ہے۔ اس سے یہ اشارہ ملتا ہے کہ ہر ایک صلاحیت کے بارے میں الگ الگ پوچھا جائے گا۔ (آیت۔۳۷) مَرَحًا مصدر ہے اور حال ہونے کی وجہ سے حالت نصب میں ہے۔ (آیت۔۳۸) كُلُّ ذٰلِكَ مبتداء ہے اور آگے کا پورا جملہ اس کی خبر ہے۔ اس جملہ میں كَانَ کا اسم سَيِّئُهٗ ہے جب کہ مَكْرُوْهًا اس کی خبر ہے۔

ترجمہ

وَلَا تَقْفُ	مَا	لَيْسَ لَكَ	بِهٖ	عِلْمٌ	اِنَّ	السَّمْعَ
اور تو پیچھے مت پڑ	اس کے	نہیں ہے تیرے لئے (یعنی تیرے پاس)	جس کا	کوئی علم	یقیناً	سماعت

وَالْبَصَرَ	وَالْفُؤَادَ	كُلُّ اُولٰٓئِكَ	كَانَ	عَنْهُ	مَسْئُوْلًا ۝۳۶
اور بصارت	اور دل	ان کے سب ہیں (کہ)	ہے	اس (ہر ایک) کے بارے میں	پوچھا جانے والا

وَلَا تَمْشِ	فِي الْاَرْضِ	مَرَحًا	اِنَّكَ	لَنْ تَخْرِقَ
اور تو مت چل	زمین میں	اتراتا ہوا	یقیناً تو	ہرگز نہیں پھاڑ سکے گا
الْاَرْضَ	وَلَنْ تَبْلُغَ	الْجِبَالَ	طُوْلًا ۝۳۷	كُلُّ ذٰلِكَ
زمین کو	اور تو ہرگز نہیں پہنچ سکے گا	پہاڑوں کو	بلحاظ لمبائی کے	اس کا سب ہے (کہ)
كَانَ	سَيِّئُهٗ	عِنْدَ رَبِّكَ	مَكْرُوْهًا ۝۳۸	ذٰلِكَ
ہے	اس (ہر ایک) کی برائی	آپ کے رب کے نزدیک	ناپسند کی ہوئی	یہ

مِمَّآ	اَوْحٰٓى	اِلَيْكَ	رَبُّكَ	مِنَ الْحِكْمَةِ	وَلَا تَجْعَلْ
اس میں سے ہے جو	وحی کیا	آپ کی طرف	آپ کے رب نے	حکمت میں سے	اور مت بنا

مَعَ اللّٰهِ	اِلٰـهًا اٰخَرَ	فَتُلْقٰى	فِىْ جَهَنَّمَ	مَلُوْمًا 1181
اللہ کے ساتھ	کوئی دوسرا معبود	نتیجۃً تو ڈالا جائے گا	جہنم میں	ملامت کیا ہوا ہوتے ہوئے

مَّدْحُوْرًا ﴿۳۹﴾	اَفَاَصْفٰىكُمْ	رَبُّكُمْ	بِالْبَنِيْنَ
راندہ کر کے	تو کیا مخصوص کیا تم لوگوں کو	تمہارے رب نے	بیٹوں کے ساتھ

وَاتَّخَذَ	مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ	اِنَاثًا ؕ	اِنَّكُمْ	لَتَقُوْلُوْنَ	قَوْلًا عَظِيْمًا ﴿۴۰﴾ ع
اور (خود) اس نے بنائیں	فرشتوں میں سے	بیٹیاں	بیشک تم لوگ	یقیناً کہتے ہو	ایک بڑی بات

نوٹ۔1

آیت۔۳۶، میں لفظ ''علم'' اپنے اصطلاحی اور لغوی، دونوں مفہوموں کا جامع ہے۔ (آیت۔۱۶/۵۶، نوٹ۔۱) اس کا مطلب یہ ہے کہ ایسے عقائد اور نظریات کو اختیار نہ کرے جن کی سند قرآن وحدیث میں نہ ہو۔ زندگی کے معاملات میں جن اوامر اور نواہی کی سند قرآن وحدیث میں ہو ان کے خلاف نہ کرے۔ دیگر معاملات میں قابل اعتبار معلومات کے بغیر محض ظن اور گمان کی بنیاد پر نہ تو کوئی رائے قائم کرے اور نہ ہی کوئی فیصلہ یا اقدام کرے۔

نوٹ۔2

زندگی کے تمام معملات میں کوئی رائے قائم کرنے یا فیصلہ کرنے کا جو Process ہے، اس کی وضاحت آیت۔۷/۱۷۹، نوٹ۔۲، میں کی جا چکی ہے۔ اس کو دوبارہ پڑھ لیں۔ زیر مطالعہ آیت۔۳۶، میں ہم کو یہ بتایا گیا ہے کہ فیصلہ کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے جو صلاحیتیں دے کر انسان کو دنیا کی امتحان گاہ میں بھیجا، ان کے متعلق پوچھا جائے گا کہ ان کو استعمال بھی کیا تھا یا محض اندھی تقلید پر ہی زندگی بسر کرتے رہے اور اگر استعمال کیا تھا تو کس مقصد کے لئے استعمال کیا۔

نوٹ۔3

آیت۔۳۶ میں الفاظ آئے ہیں ''عَنْهُ مَسْئُوْلًا'' عام طور پر اس کا مطلب بیان کیا گیا ہے کہ کان، آنکھ اور دل سے پوچھا جائے گا لیکن استادِ محترم حافظ احمد یار صاحب کو اس سے اتفاق نہیں ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ سَئَلَ زَيْدًا کا مطلب ہے اس نے زید سے پوچھا۔ جب کہ سَئَلَ عَنْ زَيْدٍ کا مطلب ہے اس نے زید کے بارے میں پوچھا۔ اس لحاظ سے مذکورہ الفاظ کا مطلب یہ بنتا ہے کہ مذکورہ صلاحیتوں سے نہیں بلکہ ان کے بارے میں پوچھا جائے گا۔

آیت نمبر (41 تا 44)

ترجمہ

وَلَقَدْ صَرَّفْنَا	فِىْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ	لِيَذَّكَّرُوْا ؕ
اور بیشک ہم نے بار بار بیان کیا ہے (مضامین کو)	اس قرآن میں	تاکہ وہ لوگ نصیحت حاصل کریں

وَمَا يَزِيْدُهُمْ	اِلَّا	نُفُوْرًا ﴿۴۱﴾	قُلْ	لَّوْ
اور وہ (یعنی قرآن) زیادہ نہیں کرتا ان کو	مگر	نفرت میں	آپ کہہ دیجئے	اگر

كَانَ	مَعَهٗٓ	اٰلِهَةٌ	كَمَا	يَقُوْلُوْنَ	اِذًا
ہوتے	اس (اللہ) کے ساتھ	دوسرے معبود	جیسے کہ	وہ لوگ کہتے ہیں	تب تو

لَابْتَغَوْا	اِلٰی ذِی الْعَرْشِ	سَبِیْلًا ﴿۴۲﴾	سُبْحٰنَهٗ
وہ (دوسرے معبود) ضرور تلاش کرتے	عرش والے کی طرف	کوئی راستہ	پاکیزگی اس کی ہے

وَتَعٰلٰی	عَمَّا	یَقُوْلُوْنَ	عُلُوًّا کَبِیْرًا ﴿۴۳﴾	تُسَبِّحُ
اور وہ بلند ہوا	اس سے جو	وہ لوگ کہتے ہیں	جیسا بڑے بلند ہونے کا حق ہے	تسبیح کرتے ہیں

لَهُ	السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ	وَالْاَرْضُ	وَمَنْ	فِیْهِنَّ ؕ	وَاِنْ	مِّنْ شَیْءٍ
اس کی	سات آسمان	اور زمین	اور وہ جو	ان میں ہیں	اور نہیں ہے	کوئی بھی چیز

اِلَّا	یُسَبِّحُ	بِحَمْدِهٖ	وَلٰكِنْ	لَّا تَفْقَهُوْنَ
مگر (یہ کہ)	وہ تسبیح کرتی ہے	اس کی حمد کے ساتھ	اور لیکن	تم لوگ سمجھتے نہیں ہو

تَسْبِیْحَهُمْ ؕ	اِنَّهٗ	كَانَ	حَلِیْمًا	غَفُوْرًا ﴿۴۴﴾
ان کی تسبیح کو	بیشک وہ	ہے	بردبار	بے انتہا بخشنے والا

نوٹ۔1

فرشتوں، انسانوں، اور جنوں کے علاوہ جو باقی چیزیں ہیں ان کی تسبیح کا کیا مطلب ہے؟ بعض علماء نے فرمایا کہ ان کی تسبیح سے مراد تسبیح حال ہے۔ یعنی ہر چیز کا مجموعی حال بتا رہا ہے کہ وہ اپنے وجود میں مستقل اور دائمی نہیں ہے بلکہ وہ کسی بڑی قدرت کے تابع چل رہا ہے۔ یہی شہادت حال اس کی تسبیح ہے۔ (اس میں اب یہ اضافہ بھی پڑھنے اور سننے میں آتا ہے کہ ہر چیز اپنے وجود سے گواہی دے رہی ہے کہ ان کا خالق ہر نقص اور عیب سے پاک ہے۔ یہ ان کی تسبیح ہے۔ مرتب) مگر دوسرے اہل تحقیق کا قول یہ ہے کہ تسبیح اختیاری تو صرف فرشتوں اور مومن جن وانس کے لئے مخصوص ہے۔ جب کہ تکوینی طور پر کائنات کا ذرّہ ذرّہ اللہ کا تسبیح خواں ہے۔ قرآن کریم کا یہ ارشاد کہ تم لوگ ان کی تسبیح کہ سمجھتے نہیں ہو، اس پر دلالت کرتا ہے کہ ذرّہ ذرّہ کی تسبیح کوئی ایسی چیز ہے جس کو عام انسان سمجھ نہیں سکتے۔ جب کہ تسبیح حالی کو تو اہل عقل وفہم سمجھ سکتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ تسبیح صرف حالی نہیں بلکہ حقیقی بھی ہے مگر ہمارے فہم وادراک سے بالاتر ہے۔ امام قرطبیؒ نے اسی کو راجح قرار دیا ہے اور اس پر قرآن وسنت کے بہت سے دلائل پیش کئے ہیں۔ (معارف القرآن)

آیت نمبر (45 تا 48)

س ت ر

(ن۔ض) سَتْرًا: کسی چیز کو ڈھانکنا۔ چھپانا۔

سِتْرٌ: اس ذات ہے۔ ہر وہ چیز جس سے کوئی چیز چھپائی جائے۔ اوٹ۔ آڑ۔ ﴿لَّمْ نَجْعَلْ لَّهُمْ مِّنْ دُوْنِهَا سِتْرًا ۙ﴿۹۰﴾﴾ (18/الکہف:90) ”ہم نے نہیں بنایا ان کے لئے اس سے کوئی آڑ۔“

مَسْتُوْرٌ: اسم المفعول ہے۔ ڈھانکا ہوا۔ چھپایا ہوا۔ زیر مطالعہ آیت۔ ۴۵۔

(استفعال) اِسْتِتَارًا: ڈھکنا۔ چھپنا۔ پردہ کرنا۔ ﴿وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ﴾ (41/حم السجدہ:22) ”اور تم لوگ پردہ نہیں کرتے تھے۔“

ترجمہ	

وَاِذَا	قَرَاْتَ	الْقُرْاٰنَ	جَعَلْنَا	بَيْنَكَ	وَبَيْنَ الَّذِيْنَ
اور جب بھی	آپؐ پڑھتے ہیں	قرآن	تو ہم بنا دیتے ہیں	آپؐ کے	اوران کے درمیان جو

لَا يُؤْمِنُوْنَ	بِالْاٰخِرَةِ	حِجَابًا مَّسْتُوْرًا ۝٤٥	وَّجَعَلْنَا	عَلٰى قُلُوْبِهِمْ
ایمان نہیں لاتے	آخرت پر	ایک چھپایا ہوا پردہ	اور ہم ڈال دیتے ہیں	ان کے دلوں پر

اَكِنَّةً	اَنْ	يَّفْقَهُوْهُ	وَفِيْٓ اٰذَانِهِمْ	وَقْرًا ۭ	وَاِذَا
غلاف	کہ (کہیں)	وہ لوگ سمجھ لیں اس کو	اوران کے کانوں میں	ایک بوجھ	اور جب بھی

ذَكَرْتَ	رَبَّكَ	فِي الْقُرْاٰنِ	وَحْدَهٗ	وَلَّوْا	عَلٰٓي اَدْبَارِهِمْ
آپؐ ذکر کرتے ہیں	اپنے رب کا	قرآن میں	اس کے واحد ہونے کا	تو وہ پھیر دیتے ہیں (خودکو)	اپنی پیٹھوں پر

نُفُوْرًا ۝٤٦	نَحْنُ	اَعْلَمُ	بِمَا	يَسْتَمِعُوْنَ
نفرت کرتے ہوئے	ہم	سب سے زیادہ جانتے ہیں	اس کو	یہ لوگ غور سے سنتے ہیں

بِهٖٓ	اِذْ	يَسْتَمِعُوْنَ	اِلَيْكَ	وَاِذْ	هُمْ	نَجْوٰٓى
جس کے سبب سے	جب	یہ لوگ کان دھرتے ہیں	آپؐ کی طرف	اور جب	یہ لوگ	سرگوشی کرتے ہیں

اِذْ يَقُوْلُ	الظّٰلِمُوْنَ	اِنْ	تَتَّبِعُوْنَ	اِلَّا	رَجُلًا مَّسْحُوْرًا ۝٤٧
جب کہتے ہین	یہ ظالم لوگ	نہیں	پیروی کرتے تم لوگ	مگر	ایک جادو کئے ہوئے شخص کی

اُنْظُرْ	كَيْفَ	ضَرَبُوْا	لَكَ	الْاَمْثَالَ	فَضَلُّوْا
آپؐ دیکھیں	کیسے	انہوں نے بیان کیں	آپؐ کے لئے	مثالیں	نتیجتاً وہ گمراہ ہوئے

فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ	سَبِيْلًا ۝٤٨
پس وہ استطاعت نہیں رکھتے	کسی راستے کی

1181

1213
سبق۔4/74
17/49تا100

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

آیت نمبر(49تا52)

ر ف ت

(ن) رَفْتًا کسی چیز کو توڑنا۔کوٹنا۔
رُفَاتٌ چورہ۔ریزہ۔زیر مطالعہ آیت۔۴۹۔

ج د د

(ض) جِدَّۃً کسی چیز کا نیا ہونا۔
جَدًّا کسی چیز کو کاٹنا۔راستہ طے کرنا۔
جَدِیْدٌ فَعِیْلٌ کے وزن پر صفت ہے۔نیا۔زیر مطالعہ آیت۔۴۹۔
جُدَّۃٌ ج جُدَدٌ۔طریقہ۔راستہ۔﴿وَمِنَ الۡجِبَالِ جُدَدٌۢ بِیۡضٌ﴾(35/فاطر:27)''اور پہاڑوں میں سفید راستے ہیں۔''
(س) جَدًّا بزرگی اور عظمت والا ہونا۔
جَدٌّ اسم ذات بھی ہے۔عظمت،بزرگی۔﴿وَّ اَنَّہٗ تَعٰلٰی جَدُّ رَبِّنَا﴾(72/الجن:3)''اور یہ کہ بلند ہوئی ہمارے رب کی عظمت۔''

ن غ ض

(ن۔ض) نَغْضًا کانپنا۔ہلنا۔
(افعال) اِنْغَاضًا تعجب یا مسخری میں کوئی عضو ہلانا۔جیسے ہاتھ نچانا۔سر مٹکانا۔وغیرہ۔زیر مطالعہ آیت۔۵۱۔

ترجمہ

وَقَالُوۡۤا	ءَ	اِذَا	کُنَّا	عِظَامًا	وَّ رُفَاتًا	ءَ	اِنَّا
اور انہوں نے کہا	کیا	جب	ہم ہوں گے	ہڈیاں	اور چورہ	کیا	ہم

لَمَبۡعُوۡثُوۡنَ	خَلۡقًا جَدِیۡدًا ﴿۴۹﴾	قُلۡ	کُوۡنُوۡا
ضرور اٹھائے جانے والے ہیں	ایک نئی مخلوق ہوتے ہوئے	آپ کہہ دیجئے	تم لوگ ہوجاؤ

حِجَارَۃً	اَوۡ	حَدِیۡدًا ﴿۵۰﴾	اَوۡ	خَلۡقًا	مِّمَّا	یَکۡبُرُ
کوئی پتھر	یا	کوئی لوہا	یا	کوئی مخلوق	جس کو	مشکل سمجھو

فِیۡ صُدُوۡرِکُمۡ ۚ	فَسَیَقُوۡلُوۡنَ	مَنۡ
اپنے جی میں(پھر بھی اٹھائے جاؤ گے)	پھر وہ کہیں گے	کون

يُعِيْدُنَا ۭ	قُلِ	الَّذِيْ	فَطَرَكُمْ	اَوَّلَ مَرَّةٍ ۚ	1213 فَسَيُنْغِضُوْنَ
لوٹائے گا ہم کو	آپ کہہ دیجئے	وہ جس نے	وجود بخشا تم کو	پہلی مرتبہ	پھر وہ لوگ مٹکائیں گے
اِلَيْكَ	رُءُوْسَهُمْ	وَيَقُوْلُوْنَ	مَتٰى	هُوَ ۭ	قُلْ
آپ کی طرف	اپنے سروں کو	اور کہیں گے	کب	وہ ہے (یعنی ہوگا)	آپ کہہ دیجئے

عَسٰٓى	اَنْ	يَّكُوْنَ	قَرِيْبًا ﴿۵۱﴾	يَوْمَ	يَدْعُوْكُمْ	فَتَسْتَجِيْبُوْنَ
ہوسکتا ہے	کہ	وہ ہو	قریب	جس دن	وہ پکارے گا تم لوگوں کو	پھر تم لوگ جواب دو گے

بِحَمْدِهٖ	وَتَظُنُّوْنَ	اِنْ	لَّبِثْتُمْ	اِلَّا	قَلِيْلًا ﴿۵۲﴾
اس کی حمد کے ساتھ	اور گمان کرو گے (کہ)	نہیں	ٹھہرے تم	مگر	تھوڑا (عرصہ)

آیت نمبر (53 تا 57)

ترجمہ:	

وَقُلْ	لِّعِبَادِيْ	يَقُوْلُوا	الَّتِيْ	هِيَ	اَحْسَنُ ۭ
آپ کہہ دیجئے	میرے بندوں سے (کہ)	وہ لوگ کہیں	وہ جو کہ	وہ ہی	سب سے اچھا ہے

اِنَّ	الشَّيْطٰنَ	يَنْزَغُ	بَيْنَهُمْ ۭ	اِنَّ	الشَّيْطٰنَ	كَانَ
بیشک	شیطان	فساد ڈالتا ہے	ان کے درمیان	بیشک	شیطان	ہے

لِلْاِنْسَانِ	عَدُوًّا مُّبِيْنًا ﴿۵۳﴾	رَبُّكُمْ	اَعْلَمُ	بِكُمْ ۭ
انسان کے لئے	ایک کھلا دشمن	تم لوگوں کا رب	سب سے زیادہ جاننے والا	تم لوگوں کو

اِنْ	يَّشَاْ	يَرْحَمْكُمْ	اَوْ	اِنْ	يَّشَاْ	يُعَذِّبْكُمْ ۭ
اگر	وہ چاہے گا	تو وہ رحم کرے گا تم لوگوں پر	یا	اگر	وہ چاہے گا	تو وہ عذاب دے گا تم لوگوں کو

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ	عَلَيْهِمْ	وَكِيْلًا ﴿۵۴﴾	وَرَبُّكَ	اَعْلَمُ
اور ہم نے نہیں بھیجا آپ کو	ان پر	کوئی نگہبان (بنا کر)	اور آپ کا رب	سب سے زیادہ جاننے والا ہے

بِمَنْ	فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ	وَلَقَدْ فَضَّلْنَا	بَعْضَ النَّبِيّٖنَ
اس کو جو	آسمانوں اور زمین میں ہے	اور بیشک ہم نے فضیلت دی ہے	نبیوں کے بعض کو

عَلٰي بَعْضٍ	وَّاٰتَيْنَا	دَاوٗدَ	زَبُوْرًا ﴿۵۵﴾	قُلِ	ادْعُوا	الَّذِيْنَ
بعض پر	اور ہم نے دی	داؤد کو	زبور	آپ کہئے	تم لوگ پکارو	ان کو جن کا

زَعَمْتُمْ	مِّنْ دُوْنِهٖ	فَلَا يَمْلِكُوْنَ	كَشْفَ الضُّرِّ	عَنْكُمْ
تمہیں زعم ہے	اس (اللہ) کے علاوہ	تو وہ لوگ اختیار نہیں رکھتے	تکلیف کو کھولنے کا	تم لوگوں سے

وَلَا تَحْوِيْلًا ﴿٥٦﴾	اُولٰٓئِكَ	الَّذِيْنَ	يَدْعُوْنَ	يَبْتَغُوْنَ
اور نہ ہی بدلنے کا	وہ لوگ	جن کو	یہ لوگ پکارتے ہیں	وہ لوگ (تو خود) تلاش کرتے ہیں

اِلٰى رَبِّهِمُ	الْوَسِيْلَةَ	اَيُّهُمْ	اَقْرَبُ	وَيَرْجُوْنَ	رَحْمَتَهٗ
اپنے رب کی طرف	قربت کو	(کہ) ان کا کون	زیادہ قریب (ہوتا) ہے	اور وہ لوگ امید رکھتے ہیں	اس کی رحمت کی

وَيَخَافُوْنَ	عَذَابَهٗ ط	اِنَّ	عَذَابَ رَبِّكَ	كَانَ	مَحْذُوْرًا ﴿٥٧﴾
اور وہ خوف کرتے ہیں	اس کے عذاب کا	بیشک	آپؐ کے رب کا عذاب	ہے	کہ جس سے بچا جائے

نوٹ۔1

زیر مطالعہ آیت۔ ۵۴ میں دعوت کے معاملے میں مومنین اور پیغمبر کی ذمہ داری کی حد واضح فرما دی۔ فرمایا کہ یہ خدا ہی کو معلوم ہے کہ کون رحمت کا مستحق ہے اور وہ ہدایت پا کر رحمت کا مستحق ہوگا اور کون عذاب کا مستحق ہے اور وہ گمراہی پر جمے رہ کر عذاب کا مستحق ٹھہرے گا۔ پیغمبر اور اس کے ساتھیوں پر یہ ذمہ داری نہیں ہے کہ وہ سب کو مومن بنا دیں۔ ان پر ذمہ داری صرف حق پہنچا دینے کی ہے۔ ماننا نہ ماننا ان کا کام ہے۔ (تدبر قرآن)

اس میں یہ بھی ہدایت ہے کہ اہل ایمان کی زبان پر کبھی ایسے دعوے نہیں آنے چاہئیں کہ ہم جنتی ہیں اور فلاں شخص یا گروہ دوزخی ہے۔ اس کا فیصلہ اللہ کے اختیار میں ہے۔ وہی سب انسانوں کے ظاہر و باطن اور ان کے حال و مستقبل سے واقف ہے۔ اسی کو یہ فیصلہ کرنا ہے کہ کسی پر رحمت فرمائے اور کسے عذاب دے۔ انسان اصولی طور پر تو یہ کہنے کا مجاز ہے کہ کتاب اللہ کی رو سے کس قسم کے انسان رحمت کے مستحق ہیں اور کس قسم کے انسان عذاب کے مستحق ہیں مگر یہ کہنے کا حق نہیں ہے کہ فلاں شخص کو عذاب دیا جائے اور فلاں شخص کو بخشا جائے گا۔ (تفہیم القرآن)

نوٹ۔2

آیت۔ ۵۵ کا مطلب ہے کہ زمین و آسمان کے تمام انسان، جنات اور فرشتوں کا اسے علم ہے۔ ان کے مراتب کا بھی اسے علم ہے۔ ایک کو ایک پر فضیلت ہے۔ نبیوں میں بھی درجے ہیں۔ ایک حدیث میں ہے کہ نبیوں میں فضیلتیں نہ قائم کیا کرو۔ اس سے مطلب تعصب اور نفس پرستی سے اپنے طور پر فضیلت قائم کرنا ہے، نہ یہ کہ قرآن و حدیث سے ثابت شدہ فضیلت سے بھی انکار۔ جو فضیلت جس نبی کی ازروئے دلیل ثابت ہو اس کا ماننا واجب ہے۔ (ابن کثیر)

نوٹ۔3

آیت۔ ۵۶ سے معلوم ہوا کہ اللہ کے سوا کسی کو بھی کچھ اختیار حاصل نہیں ہے۔ نہ کوئی دوسرا کسی مصیبت کو ٹال سکتا ہے، نہ کسی بری حالت کو اچھی حالت سے بدل سکتا ہے۔ اس طرح کا اعتقاد خدا کے سوا جس ہستی کے بارے میں رکھا جائے، وہ ایک مشرکانہ عقیدہ ہے۔ آیت۔ ۵۷ کے الفاظ خود گواہی دے رہے ہیں کہ مشرکین کے جن معبودوں اور فریاد رسوں کا یہاں ذکر ہے ان سے مراد پتھر کے بت نہیں ہیں، بلکہ یا تو فرشتے ہیں یا گزرے ہوئے زمانے کے برگزیدہ انسان ہیں۔ مطلب صاف صاف یہ ہے کہ انبیاء ہوں یا اولیاء یا فرشتے، کسی کو بھی یہ طاقت نہیں کہ تمہاری دعائیں سنے اور تمہاری مدد کو پہنچے۔ تم حاجت روائی کے لئے ان کو وسیلہ بنا رہے ہو اور ان کا حال یہ ہے کہ وہ خود اللہ کی رحمت کے امیدوار ہیں اور قرب حاصل کرنے کے وسائل ڈھونڈ رہے ہیں۔ (تفہیم القرآن)

1213

آیت نمبر (58تا60)

ترکیب

آیت۔۵۹) اَرْسَلَ کا مفعول بنفسہٖ آتا ہے۔ اَلْاٰیٰتِ پر با کا صلہ بتا رہا ہے کہ نُرْسِلَ کا مفعول محذوف ہے جو کہ الرَّسُوْلَ ہوسکتا ہے۔ مُبْصِرَةً صفت ہے، اس کا موصوف اٰیَةً محذوف ہے۔ ظَلَمَ کا مفعول بھی بنفسہٖ آتا ہے۔ ھَا کی ضمیر پر با کا صلہ بتا رہا ہے کہ فَظَلَمُوْا کا مفعول محذوف ہے جو کہ اَنْفُسَھُمْ ہوسکتا ہے۔ (آیت۔61) جَعَلْنَا کا مفعول اوّل اَلرُّءْیَا ہے جب کہ وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُوْنَةَ اس کا مفعول ثانی ہے۔ سادہ جملہ اس طرح ہوتا ہے۔ وَمَا جَعَلْنَا الرُّءْیَا الَّتِیْٓ اَرَیْنٰكَ وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُوْنَةَ فِی الْقُرْاٰنِ ؕ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ۔

ترجمہ

وَاِنْ	مِّنْ قَرْیَةٍ	اِلَّا	نَحْنُ	مُهْلِكُوْهَا	قَبْلَ یَوْمِ الْقِیٰمَةِ
اورنہیں ہے	کوئی بھی بستی	مگر (یہ کہ)	ہم	ہلاک کرنے والے ہیں اس کو	قیامت کے دن سے پہلے

اَوْ	مُعَذِّبُوْهَا	عَذَابًا شَدِیْدًا ؕ	كَانَ	ذٰلِكَ	فِی الْكِتٰبِ	مَسْطُوْرًا ۝۵۸
یا	عذاب دینے والے ہیں اس کو	ایک سخت عذاب	ہے	یہ	کتاب میں	لکھا ہوا

وَمَا مَنَعَنَآ	اَنْ	نُّرْسِلَ	بِالْاٰیٰتِ
اورنہیں روکا ہم کو	کہ	ہم بھیجیں (ان رسولؐ کو)	نشانیوں (یعنی معجزوں) کے ساتھ

اِلَّآ	اَنْ	كَذَّبَ	بِهَا	الْاَوَّلُوْنَ ؕ	وَاٰتَیْنَا	ثَمُوْدَ	النَّاقَةَ
مگر (اس لئے)	کہ	جھٹلایا	ان (نشانیوں) کو	پہلوں نے	اور ہم نے دی	ثمود کو	اونٹنی

مُبْصِرَةً	فَظَلَمُوْا	بِهَا ؕ
بصیرت کے ذریعہ کے طور پر	پھر انہوں نے ظلم کیا (اپنے آپ پر)	اس (اونٹنی) کے سبب سے

وَمَا نُرْسِلُ	بِالْاٰیٰتِ	اِلَّا	تَخْوِیْفًا ۝۵۹	وَاِذْ	قُلْنَا
اور ہم نہیں بھیجتے (رسولوں کو)	نشانیوں کے ساتھ	مگر	ڈرانے کو	اور جب	ہم نے کہا

لَكَ	اِنَّ	رَبَّكَ	اَحَاطَ	بِالنَّاسِ ؕ	وَمَا جَعَلْنَا
آپؐ سے	(کہ) بیشک	آپؐ کے رب نے	گھیرے میں لیا	لوگوں کو	اور ہم نے نہیں بنایا

الرُّءْیَا الَّتِیْٓ	اَرَیْنٰكَ	اِلَّا	فِتْنَةً	لِّلنَّاسِ	وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُوْنَةَ
اس خواب کو جو	ہم نے دکھایا آپؐ کو	مگر	ایک آزمائش	لوگوں کے لئے	اور لعنت کئے ہوئے درخت کو (بھی)

فِی الْقُرْاٰنِ ؕ	وَنُخَوِّفُهُمْ ۙ	فَمَا یَزِیْدُهُمْ	اِلَّا	طُغْیَانًا كَبِیْرًا ۝۶۰
جو قرآن میں ہے	اور ہم خوف دلاتے ہیں ان کو	پھر وہ زیادہ نہیں کرتا ان کو	مگر	ایک بڑی سرکشی میں

نوٹ۔1

ہر بستی کے ہلاک ہونے کا مطلب یہ ہے کہ یہاں بقائے دوام کسی کو بھی حاصل نہیں ہے۔ ہر بستی کو یا تو طبعی موت مرنا ہے یا خدا کے عذاب سے ہلاک ہونا ہے۔ (تفہیم القرآن)

1213

نوٹ۔2

مشرکین مکہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ اگر آپؐ چاہتے ہیں کہ ہم آپ پر ایمان لائیں تو اس صفا کے پہاڑ کو سونے کا کر دیں۔ ہم آپؐ کی سچائی کے قائل ہو جائیں گے۔ آپؐ پر وحی آئی کہ اگر آپؐ کی بھی یہی خواہش ہو تو میں اس پہاڑ کو ابھی سونے کا بنا دیتا ہوں۔ لیکن اگر پھر بھی یہ ایمان نہ لائے تو اب انہیں مہلت نہیں ملے گی۔ فی الفور عذاب آجائے گا اور یہ تباہ کر دیئے جائیں گے اور اگر آپؐ کو انہیں سوچنے کا موقع دینا منظور ہے تو میں ایسا نہ کروں۔ آپؐ نے فرمایا خدایا میں انہیں باقی رکھنے میں ہی خوش ہوں۔ آیت۔۵۹۔ میں اس کی طرف اشارہ ہے۔ (ابن کثیرؒ)

نوٹ۔3

لفظ فتنہ عربی زبان میں بہت سے معانی کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ بی بی عائشہؓ، حضرت معاویہؓ، حسنؒ اور مجاہد وغیرہ ائمہ تفسیر نے اس جگہ (آیت۔۶۱) فتنہ سے مراد فتنۂ ارتداد لیا ہے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج میں بیت المقدس اور وہاں سے آسمانوں پر جانے اور صبح سے پہلے واپس آنے کا ذکر کیا تو کچھ نو مسلم لوگ، جن میں ایمان راسخ نہیں ہوا تھا، اس بات کی تکذیب کر کے مرتد ہو گئے۔

اس سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ لفظ رؤیا عربی زبان میں اگرچہ خواب کے معنی میں بھی آتا ہے لیکن اس جگہ اس سے مراد خواب نہیں ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو لوگوں کے مرتد ہو جانے کی کوئی وجہ نہیں تھی کیونکہ خواب تو ہر شخص ایسے دیکھ سکتا ہے۔ بلکہ اس جگہ رؤیا سے مراد ایک واقعہ کو بحالت بیداری دکھانا ہے۔ (معارف القرآن)

لعنت کئے ہوئے درخت سے مراد زقوم ہے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی کہ دوزخیوں کو زقوم کا درخت کھلایا جائے گا اور آپؐ نے اسے دیکھا ہے (شب معراج میں) تو کافروں نے اسے سچ نہ مانا اور مذاق اڑایا (کہ دوزخ میں اتنی آگ ہوگی تو وہاں درخت کیسے اگے گا)۔ (ابن کثیرؒ)

آیت نمبر (61تا65)

ح ن ک

(ن۔ض)	حَنْكًا	(۱) کسی چیز کو چبا کر نرم کرنا۔ (۲) گھوڑے کے منہ میں لگام دے کر اسے قابو میں کرنا۔
(افتعال)	اِحْتِنَاكًا	(۱) اہتمام سے چبا کر چٹ کر جانا جیسے ٹڈی دل کاشت کو کھا کر صاف کر دیتا ہے۔ (۲) کسی پر غالب ہونا۔ پوری طرح قابو پانا۔ زیر مطالعہ آیت ۶۲۔

و ف ر

(ض)	وَفْرًا	زیادہ کرنا۔ پورا کرنا۔
	مَوْفُوْرٌ	اسم المفعول ہے۔ پورا کیا ہوا۔ مکمل کیا ہوا۔ زیر مطالعہ آیت۔ ۶۳

ف ز ز

(ن)	فَزًّا	ہوش اڑا دینا۔ کسی کو گھبرا کر اس کی جگہ سے ہٹا دینا۔
(استفعال)	اِسْتِفْزَازًا	مضطرب کر دینا۔ جگہ سے ہٹا دینا۔ زیر مطالعہ آیت۔ ۶۴

1213

ص و ت

(ن) صَوْتًا آواز نکالنا

صَوْتٌ ج اَصْوَاتٌ۔آواز۔زیر مطالعہ آیت۔ ۶۴

ج ل ب

(ن۔ض) جَلْبًا (۱)ہانک کرلے آنا۔(۲)زخم اچھا ہوتے وقت اس پر چھلی کا پردہ آنا۔

جِلْبَابٌ ج جَلَابِيْبُ۔ چادر۔ اوڑھنی۔ ﴿يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ؕ﴾ (33/الاحزاب:59) ’’وہ خواتین نزدیک کرلیں اپنے اوپر اپنی اوڑھنیوں کو۔‘‘

(افعال) اِجْلَابًا ہانک کرلے آنا۔ چڑھانا۔زیر مطالعہ آیت۔ ۶۴۔

ترکیب

(آیت۔ ۶۲)اَرَءَيْتَكَ میں ضمیر’’ک‘‘ضمیر مفعولی نہیں ہے بلکہ ضمیر زائدہ ہے اوراس کے کوئی معنی نہیں ہیں۔ یہ پورا فقرہ عربی محاورہ ہے جس کے معنی ہیں’’بھلا دیکھ توسہی۔‘‘ قَلِيْلًا کے آگے مِنْهُمْ محذوف ہے۔(آیت۔ ۶۳)اِذْهَبْ کے آگے اَنْتَ مُؤَخَّرٌ محذوف ہے۔

ترجمہ

وَاِذْ	قُلْنَا	لِلْمَلٰٓئِكَةِ	اسْجُدُوْا	لِاٰدَمَ	فَسَجَدُوْٓا
اور جب	ہم نے کہا	فرشتوں سے	تم لوگ سجدہ کرو	آدمؑ کو	توانہوں نے سجدہ کیا

اِلَّآ	اِبْلِيْسَ ؕ	قَالَ	ءَ	اَسْجُدُ	لِمَنْ	خَلَقْتَ	طِيْنًا ۚ﴿۶۱﴾
سوائے	ابلیس کے	اس نے کہا	کیا	میں سجدہ کروں	اس کو جسے	تونے پیدا کیا	مٹی سے

قَالَ	اَرَءَيْتَكَ	هٰذَا الَّذِيْ	كَرَّمْتَ	عَلَيَّ	لَئِنْ	اَخَّرْتَنِ
اس نے کہا	بھلاتو دیکھ توسہی	یہ وہ ہے جس کو	تونے معزز کیا	مجھ پر	یقیناً اگر	تونے مہلت دی مجھ کو

اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ	لَاَحْتَنِكَنَّ	ذُرِّيَّتَهٗٓ	اِلَّا	قَلِيْلًا ﴿۶۲﴾
قیامت کے دن تک	تو میں لازماً قابو پالوں گا	اس کی اولاد پر	سوائے	تھوڑے سے (ان میں سے)

قَالَ	اذْهَبْ	فَمَنْ	تَبِعَكَ	مِنْهُمْ	فَاِنَّ
(اللہ نے) کہا	دفع ہوجا (تو مہلت دیا ہوا ہے)	پس جو	پیروی کرے گا تیری	ان میں سے	تو یقیناً

جَهَنَّمَ	جَزَآؤُكُمْ	جَزَآءً مَّوْفُوْرًا ﴿۶۳﴾	وَاسْتَفْزِزْ	مَنِ
جہنم	تم لوگوں کا بدلہ ہے	مکمل بدلہ ہوتے ہوئے	اور تو ڈگمگالے	اس کو جس پر

اسْتَطَعْتَ	مِنْهُمْ	بِصَوْتِكَ	وَاَجْلِبْ	عَلَيْهِمْ	بِخَيْلِكَ
تیرا بس چلے	ان میں سے	اپنی آواز سے	اور تو چڑھالا	ان پر	اپنے سواروں کو

وَرَجِلِكَ	وَشَارِكْهُمْ	فِي الْاَمْوَالِ	وَالْاَوْلَادِ	وَ	عِدْ
اور اپنے پیادوں کو	اور تو ساجھی بن ان کا	مالوں میں	اور اولاد میں	اور	تو وعدہ دے

1213 عِبَادِیْ	اِنَّ	غُرُوْرًا ﴿۶۴﴾	اِلَّا	الشَّیْطٰنُ	هُمْ	وَمَا یَعِدُ	هُمْ ؕ
میرے بندے (جو ہیں)	بیشک	فریبوں کے	سوائے	شیطان	ان کو	اور وعدہ نہیں دیتا	ان کو

وَکِیْلًا ﴿۶۵﴾	بِرَبِّكَ	وَ کَفٰی	سُلْطٰنٌ ؕ	عَلَیْهِمْ	لَكَ	لَیْسَ
بطور کارساز	آپ کا رب	اور کافی ہے	کوئی اختیار	ان پر	تیرے لئے	نہیں ہے

آیت نمبر (66 تا 70)

ح ص ب

(ن۔ض) حَصْبًا: کنکری سے مارنا۔ فرش بنانے کے لئے چھوٹے پتھر بچھانا۔

حَصَبٌ: اسم ذات ہے۔ چھوٹے پتھر۔ ایندھن۔ ﴿اِنَّکُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ ؕ﴾ (61/ الانبیاء:98) ''بیشک تم لوگ اور وہ جس کی تم لوگ پرستش کرتے ہو، اللہ کے علاوہ، (وہ سب) جہنم کا ایندھن ہیں۔''

حَاصِبٌ: اسم الفاعل ہے۔ کنکری مارنے والا۔ پھر زیادہ تر کنکریاں اڑانے والی تند و تیز ہوا کے لئے آتا ہے۔ زیر مطالعہ آیت۔۶۸۔

ت ء ر

تَارًا: جھڑکنا۔ دھمکانا

تَارَةٌ: ایک مرتبہ۔ ایک دفعہ (کثرت استعمال کی وجہ سے اس کا ہمزہ الف میں تبدیل ہوگیا ہے) زیر مطالعہ آیت۔۶۹۔

ق ص ف

(ض) قَصْفًا: کسی چیز کو توڑنا۔

قَاصِفٌ: اسم الفاعل ہے۔ توڑنے والا۔ پھر زیادہ تر درختوں اور عمارتوں کو توڑ دینے والی شدید ہوا کے لئے آتا ہے۔ زیر مطالعہ آیت۔۶۹۔

ترجمہ

لِتَبْتَغُوْا	فِی الْبَحْرِ	الْفُلْكَ	لَکُمُ	یُزْجِیْ	الَّذِیْ	رَبُّکُمُ
تاکہ تم لوگ تلاش کرو	سمندر میں	کشتی کو	تمہارے لئے	چلاتا ہے	وہ ہے جو	تمہارا رب

وَاِذَا	رَحِیْمًا ﴿۶۶﴾	بِکُمْ	کَانَ	اِنَّهٗ	مِنْ فَضْلِهٖ ؕ
اور جب بھی	ہر حال میں رحم کرنے والا	تم لوگوں پر	ہے	بیشک وہ	اس کے فضل میں سے

مَنْ	ضَلَّ	فِی الْبَحْرِ	الضُّرُّ	مَسَّکُمُ
وہ جن کو	تو گم ہو جاتے ہیں	سمندر میں	تکلیف (یعنی آفت)	چھوتی ہے تم لوگوں کو

تَدۡعُوۡنَ	اِلَّاۤ	اِيَّاهُ ۚ	فَلَمَّا	نَجّٰكُمۡ	1213 اِلَى الۡبَرِّ
تم لوگ پکارتے ہو	مگر	اس (اللہ) کو ہی پکارتے ہو	پھر جب	وہ نجات دیتا ہے تم کو	خشکی کی طرف

اَعۡرَضۡتُمۡ ؕ	وَكَانَ	الۡاِنۡسَانُ	كَفُوۡرًا ﴿۶۷﴾
تو تم لوگ بے رخی برتتے ہو	اور ہے	انسان	انتہائی ناشکری کرنے والا

اَفَاَمِنۡتُمۡ	اَنۡ	يَّخۡسِفَ	بِكُمۡ	جَانِبَ الۡبَرِّ	اَوۡ
تو کیا تم لوگ امن میں ہو	(اس سے) کہ	وہ دھنسا دے	تمہیں	خشکی کی	یا

يُرۡسِلَ	عَلَيۡكُمۡ	حَاصِبًا	ثُمَّ	لَا تَجِدُوۡا	لَكُمۡ
وہ بھیج دے	تم لوگوں پر	کنکریاں مارنے والی تند ہوا کو	پھر	تم لوگ نہیں پاؤ گے	اپنے لئے

وَكِيۡلًا ﴿۶۸﴾	اَمۡ	اَمِنۡتُمۡ	اَنۡ	يُّعِيۡدَ	كُمۡ	فِيۡهِ
کوئی کارساز	یا	تم لوگ امن میں ہو	(اس سے) کہ	واپس لے جائے	تم کو	اسی (سمندر) میں

تَارَةً اُخۡرٰى	فَيُرۡسِلَ	عَلَيۡكُمۡ	قَاصِفًا	مِّنَ الرِّيۡحِ	فَيُغۡرِقَكُمۡ
دوسری مرتبہ	پھر وہ بھیجے	تم لوگوں پر	توڑنے والی شدید ہوا	ہوا میں سے	نتیجۃً وہ غرق کردے تم کو

بِمَا	كَفَرۡتُمۡ ۙ	ثُمَّ	لَا تَجِدُوۡا	لَكُمۡ	عَلَيۡنَا	بِهٖ
بسبب اس کے جو	تم نے ناشکری کی	پھر	تم لوگ نہیں پاؤ گے	اپنے لئے	ہمارے خلاف	اس کے سبب سے

تَبِيۡعًا ﴿۶۹﴾	وَلَقَدۡ كَرَّمۡنَا	بَنِىۡۤ اٰدَمَ	وَحَمَلۡنٰهُمۡ
کوئی پیچھے لگنے والا	اور بیشک ہم نے معزز کیا ہے	آدمؑ کے بیٹوں کو	اور ہم نے سواری دی ان کو

فِى الۡبَرِّ	وَالۡبَحۡرِ	وَرَزَقۡنٰهُمۡ	مِّنَ الطَّيِّبٰتِ
خشکی میں	اور سمندر میں	اور ہم نے رزق دیا ان کو	پاکیزہ (چیزوں) میں سے

وَفَضَّلۡنٰهُمۡ	عَلٰى كَثِيۡرٍ	مِّمَّنۡ	خَلَقۡنَا	تَفۡضِيۡلًا ﴿۷۰﴾
اور ہم نے فضیلت دی ان کو	اکثر پر	ان میں سے جن کو	ہم نے پیدا کیا	جیسے فضیلت دیتے ہیں

آیت نمبر (71 تا 77)

ترجمہ	

يَوۡمَ	نَدۡعُوۡا	كُلَّ اُنَاسٍۢ	بِاِمَامِهِمۡ ۚ	فَمَنۡ	اُوۡتِىَ
جس دن	ہم بلائیں گے	ہر گروہ کو	ان کے ریکارڈ کے ساتھ	پس وہ جس کو	دی گئی

كِتٰبَهٗ	بِيَمِيۡنِهٖ	فَاُولٰۤـئِكَ	يَقۡرَءُوۡنَ	كِتٰبَهُمۡ
اس کی کتاب	اس کے داہنے ہاتھ میں	تو وہ لوگ	پڑھیں گے	اپنی کتاب کو

وَلَا يُظْلَمُوْنَ	فَتِيْلًا ﴿٧١﴾	وَمَنْ	كَانَ	1213 فِيْ هٰذِهٖٓ
اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا	دھاگے برابر بھی	اور وہ جو	تھا	اس (دنیا) میں

اَعْمٰى	فَهُوَ	فِي الْاٰخِرَةِ	اَعْمٰى	وَاَضَلُّ	سَبِيْلًا ﴿٧٢﴾
اندھا	تو وہ	آخرت میں (بھی)	اندھا ہوگا	اور (وہ) زیادہ گمراہ ہوگا	بلحاظ راستہ کے

وَاِنْ	كَادُوْا	لَيَفْتِنُوْنَكَ	عَنِ الَّذِيْٓ	اَوْحَيْنَآ
اور بیشک	وہ لوگ قریب تھے کہ	وہ ضرور پھسلا دیں آپؐ کو	اس سے جو	ہم نے وحی کیا

اِلَيْكَ	لِتَفْتَرِيَ	عَلَيْنَا	غَيْرَهٗ ۖ	وَاِذًا	لَّاتَّخَذُوْكَ
آپؐ کی طرف	تاکہ آپؐ گھڑیں	ہم پر	اس (وحی) کے علاوہ	اور تب تو	وہ ضرور بنا لیں گے آپؐ کو

خَلِيْلًا ﴿٧٣﴾	وَلَوْلَآ	اَنْ	ثَبَّتْنٰكَ	لَقَدْ كِدْتَّ
ایک قریبی دوست	اگر نہ ہوتا	کہ	ہم جما دیں آپؐ کو	تو بیشک آپؐ قریب ہو چکے تھے کہ

تَرْكَنُ	اِلَيْهِمْ	شَيْـًٔا قَلِيْلًا ﴿٧٤﴾	اِذًا	لَّاَذَقْنٰكَ
آپؐ مائل ہو جائیں	ان کی طرف	تھوڑا سا	تب تو	ہم ضرور چکھاتے آپؐ کو

ضِعْفَ الْحَيٰوةِ	وَضِعْفَ الْمَمَاتِ	ثُمَّ	لَا تَجِدُ	لَكَ
زندگی (کے عذاب) کا دوگنا	اور موت (کے عذاب) کا دوگنا	پھر	آپؐ نہ پاتے	اپنے لئے

عَلَيْنَا	نَصِيْرًا ﴿٧٥﴾	وَاِنْ	كَادُوْا	لَيَسْتَفِزُّوْنَكَ
ہمارے خلاف	کوئی مدد کرنے والا	اور بیشک	وہ لوگ قریب تھے کہ	وہ ضرور اکھاڑ دیں آپؐ کو

مِنَ الْاَرْضِ	لِيُخْرِجُوْكَ	مِنْهَا	وَاِذًا	لَّا يَلْبَثُوْنَ
اس زمین پر سے (یعنی مکہ سے)	تاکہ وہ لوگ نکال دیں آپؐ کو	اس (زمین) سے	اور تب تو	وہ لوگ نہ ٹھہرتے

خِلٰفَكَ	اِلَّا	قَلِيْلًا ﴿٧٦﴾	سُنَّةَ مَنْ	قَدْ اَرْسَلْنَا
آپؐ کے پیچھے	مگر	تھوڑا سا	(جیسا کہ ہمارا) دستور ان کے باب میں رہا ہے	ہم بھیج چکے ہیں

قَبْلَكَ	مِنْ رُّسُلِنَا	وَلَا تَجِدُ	لِسُنَّتِنَا	تَحْوِيْلًا ﴿٧٧﴾
آپؐ سے پہلے	اپنے پیغمبروں میں سے	اور آپؐ نہیں پائیں گے	ہمارے دستور میں	کوئی تبدیلی

نوٹ۔1

آیت نمبر۔۲/۸۷ کی لغت میں ہم بتا چکے ہیں کہ قرآن مجید میں لفظ ''امام'' تین معانی میں استعمال ہوا ہے۔(۱) راستہ، (۲) ریکارڈ اور (۳) پیشوا۔ ہم نے جو بھی دو چار تفاسیر دیکھی ہیں ان سب نے زیرِ مطالعہ آیت۔۷۱ میں بِاِمَامِهِمْ کا ترجمہ کیا ہے۔''ان کے امام/سرداروں/پیشواؤں کے ساتھ۔'' ابن کثیر کے مترجم نے بھی یہی ترجمہ کیا ہے، لیکن ابن کثیرؒ نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے کہ امام سے مراد یہاں نبی ہیں۔ ہر امت قیامت کے دن اپنے نبی کے ساتھ بلائی جائے گی۔ ابن زید کہتے ہیں یہاں امام سے مراد کتاب خدا ہے۔

جوان کی شریعت کے بارے میں اتری تھی۔ ابن جریر اس تفسیر کو بہت پسند فرماتے ہیں اور اسی کو مختار کہتے ہیں۔ مجاہد کہتے ہیں اس سے مراد ان کی کتابیں ہیں۔ ممکن ہے کتاب سے مراد یا تو احکام کی کتاب خدا ہو یا نامۂ اعمال ہو۔ چنانچہ ابن عباسؓ اس سے اعمال نامہ مراد لیتے ہیں۔ ابو العالیہ، حسن اور ضحاک بھی یہی کہتے ہیں اور یہی زیادہ تر ترجیح والا قول ہے۔ ابن کثیرؒ کی اس تفسیر کی بنیاد پر ہم نے بِاِمَامِهِمْ کا ترجمہ کیا ہے۔ ''ان کے ریکارڈ کے ساتھ۔''

نوٹ۔2

مخالفین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے یہ تجویز پیش کی کہ اگر فلاں فلاں احکام میں ترمیم کر دیں تو ہم یہ دعوت قبول کر لیتے ہیں۔ پھر ہم اور آپؐ گہرے دوست بن کر رہیں گے۔ آپؐ کے لئے یہ بڑا ہی سخت مرحلہ تھا۔ ایک طرف اللہ کے احکام تھے جن میں ایک نقطہ کے برابر بھی آپؐ ترمیم کرنے کے مجاز نہ تھے۔ دوسری طرف آپؐ اپنی قوم کے ایمان کی شدید خواہش رکھتے تھے اور کسی ایسے موقع کو ضائع نہیں ہونے دینا چاہتے تھے جس سے قوم کے ایمان کی راہ پر پڑنے کی امید بندھتی ہو۔ اس صورتحال نے آپؐ کو تذبذب میں ڈال دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس نازک مرحلے میں اپنے پیغمبر کی دستگیری فرمائی اور آپؐ کو تذبذب سے نکال کر صحیح شاہراہ پر لا کھڑا کر دیا۔ یہ امر یہاں ملحوظ رہے کہ نبی کے معصوم ہونے کے معنی یہ نہیں ہیں کہ اس کو کوئی تذبذب کی حالت میں پیش نہیں آتی یا کوئی غلط میلان اس کے دل میں فطور نہیں کرتا بلکہ اس کے معنی صرف یہ ہیں کہ اوّل تو اس کا میلان کبھی جانب نفس نہیں ہوتا بلکہ ہمیشہ خیر کی جانب ہوتا ہے، دوسرے یہ کہ جانبِ خیر میں بھی اگر وہ کوئی ایسا قدم اٹھاتا نظر آتا ہے جو صحیح نہیں ہوتا تو اللہ تعالیٰ اس سے اس کو بچا لیتا ہے اور صحیح سمت میں اس کی رہنمائی فرما دیتا ہے۔ (تدبر قرآن)

آیت نمبر (78 تا 84)

د ل ک

	دَلْكًا	ملنا۔ رگڑنا۔
	دُلُوْكًا	جھکنا۔ ڈھلنا۔ زیر مطالعہ آیت۔ ۷۸۔

غ س ق

(ض)	غَسَقًا	تاریک ہونا۔ اندھیرا ہونا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 78۔
	غَاسِقٌ	اسم الفاعل ہے۔ تاریک ہونے والا۔ ﴿ وَ مِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ۙ﴾ (113/ الفلق: 3) ''اور تاریک ہونے والے کے شر سے جب وہ گہرا ہو۔''
(س)	غَسَقَانًا	آنکھ میں آنسو ڈبڈبانا۔ زخم میں پیپ بھرنا۔
	غَسَّاقٌ	بار بار بھرنے والی یعنی بہنے والی پیپ۔ ﴿ وَّ لَا شَرَابًا ۙ اِلَّا حَمِيْمًا وَّ غَسَّاقًا ۙ﴾ (78/ النبا: 25،24) ''اور نہ ہی پینے کی کوئی چیز سوائے گرم پانی کے اور پیپ کے۔''

ھ ج د

(ن)	هُجُوْدًا	(۱) نیند میں سونا۔ (۲) نیند سے جاگنا۔
(تفعّل)	تَهَجُّدًا	(۱) بتکلف سونا۔ (۲) بتکلف جاگنا۔ بیدار رہنا۔ زیر مطالعہ۔ آیت۔ ۷۹۔

1213

ش ک ل

(ن) شَکْلًا : شکل و صورت میں مشابہت ہونا۔ ملتا جلتا ہونا۔ ﴿وَّ اٰخَرُ مِنۡ شَکۡلِہٖۤ اَزۡوَاجٌ ﴿۵۸﴾﴾ (38/ ص:58)''اور دوسرے اس کے ملتے جلتے سے کچھ جوڑے۔''

شَاکِلَۃٌ : اسم الفاعل شَاکِلٌ کا مؤنث ہے۔ مشابہہ ہونے والی۔ پھر اس سے مراد لیتے ہیں آدمی کی طبیعت و مزاج کیونکہ اس کا عمل اس کے مطابق ہوتا ہے۔ زیر مطالعہ آیت۔۸۴۔

ترکیب

(آیت۔۷۸) قُرْاٰنَ کی نصب بتارہی ہے کہ یہ اَقِمِ پر عطف ہے۔ (آیت۔۷۹) فَتَھَجَّدْ بِہٖ میں ہٖ کی ضمیر قرآن کے لئے ہے۔ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ظرف ہونے کی وجہ سے حالت نصب میں ہے۔ (آیت۔۸۰) مادہ ''د خ ل'' سے باب افعال میں اِدْخَالًا کے علاوہ ایک مصدر مُدْخَلًا بھی آتا ہے۔ جب کہ باب افعال میں اس کا اسم المفعول بھی مُدْخَلٌ ہے جو کہ ظرف کے طور پر بھی استعمال ہوتا ہے۔ اس لئے مُدْخَلَ صِدْقٍ کے دونوں طرح کے ترجمے درست ہوں گے۔ ہم مصدر کے لحاظ سے ترجمہ کو ترجیح دیں گے۔ اسی طرح مُخْرَجَ صِدْقٍ کا ترجمہ بھی مصدر کے لحاظ سے کریں گے۔ (آیت۔۸۲) وَلَا یَزِیْدُ میں شامل ھُوَ کی ضمیر فاعلی القرآن کے لئے ہے۔

ترجمہ

اَقِمِ	الصَّلٰوۃَ	لِدُلُوۡکِ الشَّمۡسِ	اِلٰی غَسَقِ الَّیۡلِ	وَقُرۡاٰنَ الۡفَجۡرِ ؕ
آپؐ قائم کریں	نماز کو	سورج کے ڈھلنے سے	رات کے تاریک ہونے تک	اور فجر کے قرآن کو (قائم کریں)

اِنَّ	قُرۡاٰنَ الۡفَجۡرِ	کَانَ	مَشۡہُوۡدًا ﴿۷۸﴾	وَمِنَ الَّیۡلِ	فَتَہَجَّدۡ
بیشک	فجر کا قرآن	ہے	حاضر کیا گیا	اور رات میں سے	پھر آپؐ بیدار رہیں

بِہٖ	نَافِلَۃً	لَّکَ ٭ۖ	عَسٰۤی	اَنۡ	یَّبۡعَثَکَ
اس (قرآن) کے ساتھ	اضافی ہوتے ہوئے	آپؐ کے لئے	ہوسکتا ہے	کہ	پہنچائے آپؐ کو

رَبُّکَ	مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا ﴿۷۹﴾	وَقُلۡ	رَّبِّ	اَدۡخِلۡنِیۡ	مُدۡخَلَ صِدۡقٍ
آپؐ کا رب	مقام محمود تک	اور آپؐ کہیے	اے میرے رب	تو داخل کر مجھ کو	سچائی کا داخل کرنا

وَّ اَخۡرِجۡنِیۡ	مُخۡرَجَ صِدۡقٍ	وَّ اجۡعَلۡ	لِّیۡ	مِنۡ لَّدُنۡکَ	سُلۡطٰنًا نَّصِیۡرًا ﴿۸۰﴾
اور تو نکال مجھ کو	سچائی کا نکالنا	اور تو بنا	میرے لئے	اپنے پاس سے	ایک مددگار قوت

وَقُلۡ	جَآءَ	الۡحَقُّ	وَزَہَقَ	الۡبَاطِلُ ؕ	اِنَّ	الۡبَاطِلَ	کَانَ	زَہُوۡقًا ﴿۸۱﴾
اور آپؐ کہیے	آیا	حق	اور مٹ گیا	باطل	بیشک	باطل	ہے	مٹنے والا

وَنُنَزِّلُ	مِنَ الۡقُرۡاٰنِ	مَا	ہُوَ	شِفَآءٌ	وَّرَحۡمَۃٌ	لِّلۡمُؤۡمِنِیۡنَ ۙ
اور ہم اتارتے ہیں	قرآن میں سے	اس کو	جو	شفا ہے	اور رحمت ہے	ایمان لانے والوں کے لئے

وَلَا يَزِيۡدُ	الظّٰلِمِيۡنَ	اِلَّا	خَسَارًا ۝	1213 وَاِذَاۤ
اوروہ (یعنی قرآن) زیادہ نہیں کرتا	ظالموں کو	مگر	بلحاظ خسارے کے	اور جب بھی

اَنۡعَمۡنَا	عَلَى الۡاِنۡسَانِ	اَعۡرَضَ	وَنَاٰ	بِجَانِبِهٖ ۚ
ہم نعمت نچھاور کرتے ہیں	انسان پر	تو وہ منہ پھیر لیتا ہے	اور موڑ لیتا ہے	اپنے پہلو کو

وَاِذَا	مَسَّهُ	الشَّرُّ	كَانَ	يَـــُٔوۡسًا ۝	قُلۡ
اور جب بھی	چھوتی ہے اس کو	برائی	تو وہ ہوتا ہے	انتہائی مایوس	آپؐ کہیے

كُلٌّ	يَّعۡمَلُ	عَلٰى شَاكِلَتِهٖ ؕ	فَرَبُّكُمۡ	اَعۡلَمُ
ہر شخص	کام کرتا ہے	اپنے اپنے (طریقے) پر	تو تم لوگوں کا رب	خوب جاننے والا ہے

بِمَنۡ	هُوَ	اَهۡدٰى	سَبِيۡلًا ۝ ع
اس کو	جو	زیادہ ہدایت پر ہے	بلحاظ راستے کے

نوٹ۔1

آیت۔۷۸ میں مجملاً یہ بتادیا گیا کہ پنج وقتہ نماز، جو معراج کے موقع پر فرض کی گئی تھی، اس کے اوقات کی تنظیم کس طرح کی جائے۔ حکم ہوا کہ ایک نماز تو طلوع آفتاب سے پہلے پڑھ لی جائے اور باقی چار نمازیں زوال آفتاب کے بعد سے ظلمت شب تک پڑھی جائیں۔ پھر اس حکم کی تشریح کے لئے جبریلؑ بھیجے گئے جنہوں نے نماز کے ٹھیک ٹھیک اوقات کی تعلیم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دی۔ چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جبریلؑ نے دو مرتبہ مجھ کو بیت اللہ کے قریب نماز پڑھائی۔ پہلے دن ظہر کی نماز ایسے وقت پڑھائی جب کہ سورج ابھی ڈھلا ہی تھا اور سایہ ایک جوتی کے تسمے سے زیادہ دراز نہ تھا۔ پھر عصر کی نماز ایسے وقت پڑھائی جب کہ ہر چیز کا سایہ اس کے قد کے برابر تھا۔ پھر مغرب کی نماز ٹھیک اس وقت پڑھائی جب کہ روزہ دار روزہ افطار کرتا ہے۔ پھر عشاء کی نماز شفق غائب ہوتے ہی پڑھادی اور فجر کی نماز اس وقت پڑھائی جب کہ روزہ دار پر کھانا پینا حرام ہو جاتا ہے۔ دوسرے دن انہوں نے ظہر کی نماز مجھے اس وقت پڑھائی جب کہ ہر چیز کا سایہ اس کے قد کے برابر تھا۔ اور عصر کی نماز اس وقت جب کہ ہر چیز کا سایہ اس کے قد سے دوگنا ہو گیا اور مغرب کی نماز اس وقت جب کہ روزہ دار روزہ افطار کرتا ہے اور عشاء کی نماز ایک تہائی رات گزر جانے پر اور فجر کی نماز اچھی طرح روشنی پھیل جانے پر۔ پھر جبریلؑ نے پلٹ کر مجھ سے کہا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ ہی اوقات انبیاء کے نماز پڑھنے کے ہیں اور نمازوں کے صحیح اوقات ان دونوں وقتوں کے درمیان ہیں۔ (تفہیم القرآن)

آیت نمبر (75 تا 89)

ترجمہ	

وَيَسۡـــَٔلُوۡنَكَ	عَنِ الرُّوۡحِ ؕ	قُلِ	الرُّوۡحُ	مِنۡ اَمۡرِ رَبِّىۡ
اور وہ لوگ پوچھتے ہیں آپؐ سے	روح کے بارے میں	آپؐ کہیے	روح	میرے رب کے حکم سے ہے

وَمَآ اُوْتِيْتُمْ	مِّنَ الْعِلْمِ	اِلَّا	قَلِيْلًا ﴿٨٥﴾	وَلَئِنْ	1213 شِئْنَا
اور تم لوگوں کو نہیں دیا گیا	علم میں سے	مگر	تھوڑا سا	اور بیشک اگر	ہم چاہتے

لَنَذْهَبَنَّ	بِالَّذِیْٓ	اَوْحَيْنَآ	اِلَيْكَ	ثُمَّ	لَا تَجِدُ	لَكَ
تو ہم لازماً لے جاتے	اس کو جو	ہم نے وحی کیا	آپؐ کی طرف	پھر	آپؐ نہ پاتے	اپنے لئے

بِهٖ	عَلَيْنَا	وَكِيْلًا ﴿٨٦﴾	اِلَّا	رَحْمَةً	مِّنْ رَّبِّكَ
اس کے لیے	ہمارے خلاف	کوئی کارساز	سوائے	اس رحمت کے جو	آپؐ کے رب (کی طرف) سے ہو

اِنَّ	فَضْلَهٗ	كَانَ	عَلَيْكَ	كَبِيْرًا ﴿٨٧﴾	قُلْ	لَّئِنِ	اجْتَمَعَتِ
بیشک	اس کا فضل	ہے	آپؐ پر	بڑا	آپؐ کہیے	بیشک اگر	اکٹھا ہوجائیں

الْاِنْسُ	وَالْجِنُّ	عَلٰٓی اَنْ	يَّاْتُوْا	بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ	لَا يَاْتُوْنَ
تمام انسان	اور تمام جن	اس پر کہ	وہ لوگ لائیں	اس قرآن کے مانند	تو وہ نہ لاسکیں گے

بِمِثْلِهٖ	وَلَوْ	كَانَ	بَعْضُهُمْ	لِبَعْضٍ	ظَهِيْرًا ﴿٨٨﴾	وَلَقَدْ صَرَّفْنَا
اس کے جیسا	اگرچہ	ہوں	ان کے بعض	بعض کے لئے	مددگار	اور بیشک طرح طرح سے بیان کیا ہے ہم نے

لِلنَّاسِ	فِیْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ	مِنْ كُلِّ مَثَلٍ	فَاَبٰٓى	اَكْثَرُ النَّاسِ	اِلَّا	كُفُوْرًا ﴿٨٩﴾
لوگوں کے لئے	اس قرآن میں	ہر ایک مثال سے	تو انکار کیا	لوگوں کی اکثریت نے	سوائے	ناشکری کرنے کے

نوٹ۔1

روح کے متعلق جتنی بات کا بتانا ضروری تھا اور جو لوگوں کی سمجھ میں آنے کے قابل ہے صرف وہ بتادی گئی اور روح کی مکمل حقیقت جس کا سوال تھا اس کو اس لئے نہیں بتایا کہ وہ لوگوں کی سمجھ سے باہر ہے اور ان کی کوئی ضرورت اس کے سمجھنے پر موقوف نہیں تھی۔ اس علم کے ساتھ ان کا کوئی دینی یا دنیوی کام اٹکا ہوا نہیں ہے۔ اس لئے سوال کا یہ حصہ فضول اور لایعنی قرار دے کر اس کا جواب نہیں دیا گیا۔ پھر اگلی آیت میں یہ بھی بتادیا گیا کہ انسان کو جس قدر بھی علم ملا ہے وہ اس کی ذاتی جاگیر نہیں ہے۔ اللہ چاہے تو اس کو بھی سلب کر سکتا ہے۔ اس لئے انسان کو چاہئے کہ موجودہ علم پر اللہ کا شکر ادا کرے اور فضول و لایعنی تحقیقات میں وقت ضائع نہ کرے۔ (معارف القرآن سے ماخوذ)

آیت نمبر (90 تا 95)

ن ب ع

(ن۔س) نَبْعًا: پانی کا تھوڑا تھوڑا نکلنا۔ چشمہ جاری ہونا۔

يَنْبُوْعٌ: ج يَنَابِيْعُ اسم ذات ہے۔ چشمہ۔ زیر مطالعہ آیت۔ ۹۰۔ ﴿ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَسَلَكَهٗ يَنَابِيْعَ فِی الْاَرْضِ ﴾ (39/الزمر:21) ''کیا تو نے دیکھا نہیں کہ اللہ نے اتارا آسمان سے کچھ پانی پھر اس نے چلایا اس کو چشمے ہوتے ہوئے زمین میں۔''

ک	س	ف

1213

(ض) کَسْفًا (۱) کپڑے کاٹنا۔ (۲) اللہ تعالیٰ کا چاند یا سورج کو گرہن لگانا۔

کِسْفٌ ج کِسَفٌ۔ کسی چیز کا ٹکڑا۔ ﴿وَاِنْ يَّرَوْا كِسْفًا مِّنَ السَّمَآءِ سَاقِطًا﴾ (52/الطور: 44) ''اور وہ لوگ دیکھیں کوئی ٹکڑا آسمان سے گرتا ہوا''۔ زیر مطالعہ آیت۔ 92۔

ر	ق	ی

(س) رُقِيًّا کسی چیز پر چڑھنا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 93۔

تَرْقُوَةٌ ج۔ تَرَاقِيْ۔ ہنسلی کی ہڈی (کیونکہ سانس پھول کر ہنسلی تک چڑھتی ہے) ﴿كَلَّآ اِذَا بَلَغَتِ التَّرَاقِيَ ﴿۲۶﴾﴾ (75/القیمۃ: 26) ''ہرگز نہیں! جب وہ یعنی جان پہنچے گی ہنسلیوں تک''۔

(ض) رَقْيًا نفع یا نقصان چڑھانے یعنی پہنچانے کے لئے جھاڑ پھونک کرنا۔

رَاقٍ جھاڑ پھونک کرنے والا۔ ﴿وَقِيْلَ مَنْ ۜ رَاقٍ ﴿۲۷﴾﴾ (75/القیمۃ: 27) ''اور کہا جائے گا کون ہے جھاڑ پھونک کرنے والا''۔

(افتعال) اِرْتِقَاءً اہتمام سے چڑھنا۔ ﴿فَلْيَرْتَقُوْا فِي الْاَسْبَابِ ﴿۱۰﴾﴾ (38/صٓ: 10) ''تو انہیں چاہئے کہ وہ چڑھیں رسیوں میں''۔

ترجمہ

وَقَالُوْا	لَنْ نُّؤْمِنَ	لَكَ	حَتّٰى	تَفْجُرَ	لَنَا
اور انہوں نے کہا	ہم ہرگز نہیں مانیں گے	آپؐ کی بات	یہاں تک کہ	آپؐ پھاڑ کر بہادیں	ہمارے لئے

مِنَ الْاَرْضِ	يَنْبُوْعًا ﴿۹۰﴾	اَوْ	تَكُوْنَ	لَكَ	جَنَّةٌ	مِّنْ نَّخِيْلٍ
زمین سے	ایک چشمہ	یا	(یہاں تک کہ) ہو	آپؐ کے لئے	ایک باغ	کھجوروں میں سے

وَّعِنَبٍ	فَتُفَجِّرَ	الْاَنْهٰرَ	خِلٰلَهَا	تَفْجِيْرًا ﴿۹۱﴾
اور انگور میں سے	پھر (یہاں تک کہ) آپؐ جاری کریں	نہریں	ان کے درمیان سے	جیسے جاری کرتے ہیں

اَوْ	تُسْقِطَ	السَّمَآءَ	كَمَا	زَعَمْتَ	عَلَيْنَا	كِسَفًا
یا	(یہاں تک کہ) آپؐ گرائیں	آسمان کو	جیسا کہ	آپؐ نے جتایا	ہم پر	ٹکڑے ٹکڑے ہوتے ہوئے

اَوْ	تَاْتِيَ	بِاللّٰهِ	وَالْمَلٰٓئِكَةِ	قَبِيْلًا ﴿۹۲﴾	اَوْ	يَكُوْنَ
یا	(یہاں تک کہ) آپؐ لائیں	اللہ کو	اور فرشتوں کو	ایک جماعت ہوتے ہوئے	یا	(یہاں تک کہ) ہو

لَكَ	بَيْتٌ	مِّنْ زُخْرُفٍ	اَوْ	تَرْقٰى	فِي السَّمَآءِ ۭ
آپؐ کے لئے	ایک گھر	سونے میں سے	یا	(یہاں تک کہ) آپؐ چڑھیں	آسمان میں

وَلَنْ نُّؤْمِنَ	لِرُقِيِّكَ	حَتّٰى	تُنَزِّلَ	عَلَيْنَا	كِتٰبًا
اور ہم ہرگز نہیں مانیں گے	آپؐ کے چڑھنے کو	یہاں تک کہ	آپؐ اتاریں	ہم پر	ایک ایسی کتاب

نَّقْرَؤُهٗ ۭ	قُلْ	سُبْحَانَ	رَبِّيْ	هَلْ كُنْتُ	اِلَّا
ہم پڑھیں جس کو	آپؐ کہہ دیجئے	پاکیزگی	میرے رب کی ہے	میں کیا ہوں	سوائے اس کے کہ

بَشَرًا رَّسُوۡلًا ۹۳	وَمَا مَنَعَ	النَّاسَ	اَنۡ	يُّؤۡمِنُوۡۤا	اِذۡ	1213 جَآءَ
ایک رسول بشر	اور نہیں روکا	لوگوں کو	کہ	وہ ایمان لائیں	جب	آئی

هُمُ	الۡهُدٰۤى	اِلَّاۤ اَنۡ	قَالُوۡۤا	اَ	بَعَثَ	اللّٰهُ	بَشَرًا
ان کے پاس	ہدایت	سوائے اس کے کہ	انہوں نے کہا	کیا	بھیجا	اللہ نے	ایک بشر کو

رَّسُوۡلًا ۹۴	قُلۡ	لَّوۡ	كَانَ	فِى الۡاَرۡضِ	مَلٰٓـئِكَةٌ	يَّمۡشُوۡنَ
بطور رسول کے	آپ کہیے	اگر	ہوتے	زمین میں	فرشتے	چلتے ہوئے

مُطۡمَئِنِّيۡنَ	لَنَزَّلۡنَا	عَلَيۡهِمۡ	مِّنَ السَّمَآءِ	مَلَـكًا	رَّسُوۡلًا ۹۵
مطمئن ہونے والے	تو ہم ضرور اتارتے	ان پر	آسمان سے	ایک فرشتہ	بطور رسول کے

نوٹ۔1

خالفین کے مطالبات کا جو جواب اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو تلقین فرمایا وہ قابل نظر اور مصلحین امت کے لئے ہمیشہ یاد رکھنے اور لائحہ عمل بنانے کی چیز ہے۔ ان کے مطالبات کے جواب میں نہ تو ان کی بے وقوفی اور مخالفانہ شرارت کا اظہار کیا گیا اور نہ ہی ان پر کوئی فقرہ کسا گیا بلکہ نہایت سادہ الفاظ میں اصل حقیقت کو واضح کر دیا گیا کہ تم لوگ شاید یہ سمجھتے ہو کہ جو شخص اللہ کا رسول ہو کر آئے وہ سارے خدائی اختیارات کا مالک ہو۔ یہ خیال غلط ہے۔ رسول کا کام اللہ کا پیغام پہنچانا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی رسالت کو ثابت کرنے کے لئے بہت سے معجزات بھی بھیجتا ہے مگر وہ سب کچھ محض اللہ تعالیٰ کی قدرت اور اختیار سے ہوتا ہے۔ رسول کو خدائی اختیارات نہیں ملتے۔ وہ ایک انسان ہوتا ہے اور انسانی قوت وقدرت سے باہر نہیں ہوتا۔ بجز اس کے کہ اللہ تعالیٰ ہی کی امداد کے لئے اپنی قوت قاہرہ کو ظاہر فرمادے۔ (معارف القرآن)

نوٹ۔2

ہر زمانے میں لوگ اسی غلط فہمی میں مبتلا رہے ہیں کہ بشر پیغمبر نہیں ہوسکتا۔ اس لئے جب کوئی رسول آیا تو انہوں نے یہ دیکھ کر کہ کھاتا پیتا ہے، بیوی بچے رکھتا ہے، گوشت پوست کا بنا ہوا ہے، فیصلہ کر دیا کہ یہ پیغمبر نہیں ہوسکتا کیونکہ بشر ہے اور جب وہ گزر گیا تو کچھ مدت کے بعد اس کے عقیدت مندوں میں ایسے لوگ پیدا ہونے شروع ہو گئے جو کہنے لگے کہ وہ بشر نہیں تھا کیونکہ وہ پیغمبر تھا۔ چنانچہ کسی نے اس کو خدا بنایا کسی نے اسے خدا کا بیٹا کہا اور کسی نے کہا کہ خدا اس میں حلول کر گیا تھا۔ غرض یہ کہ بشریت اور پیغمبری کا ایک ذات میں جمع ہونا ہمیشہ ایک معمہ ہی بنا رہا۔ (تفہیم القرآن)

آیت نمبر(96تا100)

ترکیب

(آیت۔۹۷) وَ مَنۡ يَّهۡدِ اللّٰهُ میں مَنۡ شرطیہ ہے۔ اس لئے مضارع يَهۡدِىۡ مجزوم ہوا تو اس کی 'ی' گر گئی اور یہ قاعدہ کے مطابق يَهۡدِ استعمال ہوا۔ لیکن فَهُوَ الۡمُهۡتَدِ میں لفظ اَلۡمُهۡتَدِىۡ اسم الفاعل ہے اور یہاں 'ی' گرانے کا کوئی عامل نہیں ہے بلکہ یہ هُوَ کی خبر ہے۔ اس لئے یہ اَلۡمُهۡتَدِىۡ ہی ہے۔ اس جگہ پر اس کی 'ی' کو گرا کر لکھنا قرآن مجید کا مخصوص املا ہے۔

ترجمہ

قُلۡ	كَفٰى	بِاللّٰهِ	شَهِيۡدًۢا	بَيۡنِىۡ	وَبَيۡنَكُمۡ ؕ	اِنَّهٗ
آپ کہیے	کافی ہے	اللہ	بطور گواہ کے	میرے درمیان	اور تمہارے درمیان	یقیناً وہ

كَانَ	بِعِبَادِهٖ	خَبِيْرًا	بَصِيْرًا ﴿۹۶﴾	وَمَنْ	1213 يَّهْدِ
ہے	اپنے بندوں سے	باخبر رہنے والا	دیکھنے والا	اور جس کو	ہدایت دیتا ہے
اللّٰهُ	فَهُوَ	الْمُهْتَدِ ۚ	وَمَنْ	يُّضْلِلْ	فَلَنْ تَجِدَ
اللہ	تو وہ ہی	ہدایت پانے والا ہے	اور جس کو	وہ گمراہ کرتا ہے	تو آپؐ ہرگز نہیں پائیں گے

لَهُمْ	اَوْلِيَآءَ	مِنْ دُوْنِهٖ ؕ	وَنَحْشُرُهُمْ	يَوْمَ الْقِيٰمَةِ
ان کے لئے	کوئی کارساز	اس کے علاوہ	اور ہم اکٹھا کریں گے ان کو	قیامت کے دن

عَلٰى وُجُوْهِهِمْ	عُمْيًا	وَّبُكْمًا	وَّصُمًّا ؕ
ان کے چہروں پر (یعنی منہ کے بل)	اندھے ہوتے ہوئے	اور گونگے ہوتے ہوئے	اور بہرے ہوتے ہوئے

مَاْوٰىهُمْ	جَهَنَّمُ ؕ	كُلَّمَا	خَبَتْ	زِدْنٰهُمْ	سَعِيْرًا ﴿۹۷﴾
ان کا ٹھکانہ	جہنم ہے	جب کبھی	وہ ٹھنڈی ہوگی	ہم زیادہ کریں گے ان کو	بھڑکتی آگ کے لحاظ سے

ذٰلِكَ	جَزَآؤُهُمْ	بِاَنَّهُمْ	كَفَرُوْا	بِاٰيٰتِنَا	وَقَالُوْٓا	ءَ	اِذَا
یہ	بدلہ ہے ان کا	اس سبب سے کہ انہوں نے	انکار کیا	ہماری نشانیوں کا	اور کہا	کیا	جب

كُنَّا	عِظَامًا	وَّرُفَاتًا	ءَ	اِنَّا	لَمَبْعُوْثُوْنَ
ہم ہو جائیں گے	ہڈیاں	اور چورا	تو کیا	ہم لوگ	ضرور اٹھائے جانے والے ہوں گے

خَلْقًا جَدِيْدًا ﴿۹۸﴾	اَوَ	لَمْ يَرَوْا	اَنَّ	اللّٰهَ	الَّذِيْ	خَلَقَ
ایک نئی مخلوق ہوتے ہوئے	اور کیا	انہوں نے دیکھا ہی نہیں	کہ	اللہ	جس نے	پیدا کیا

السَّمٰوٰتِ	وَالْاَرْضَ	قَادِرٌ	عَلٰٓى اَنْ	يَّخْلُقَ	مِثْلَهُمْ
آسمانوں کو	اور زمین کو	قدرت رکھنے والا ہے	اس پر کہ	وہ پیدا کرے	ان کے جیسے
وَجَعَلَ	لَهُمْ	اَجَلًا	لَّا رَيْبَ	فِيْهِ ؕ	فَاَبَى
اور بنائے (یعنی مقرر کرے)	ان کے لئے	ایک مدت	کوئی بھی شک نہ ہو	جس میں	تو (کچھ) نہ مانا

الظّٰلِمُوْنَ	اِلَّا	كُفُوْرًا ﴿۹۹﴾	قُلْ	لَّوْ	اَنْتُمْ	تَمْلِكُوْنَ
ظلم کرنے والوں نے	سوائے	انکار کے	آپؐ کہیے	اگر	تم لوگ	مالک ہوتے

خَزَآئِنَ رَحْمَةِ رَبِّيْٓ	اِذًا	لَّاَمْسَكْتُمْ	خَشْيَةَ الْاِنْفَاقِ ؕ
میرے رب کی رحمت کے خزانوں کے	تب تو	تم لوگ ضرور روک کر رکھتے	خرچ کرنے کے خوف سے

وَكَانَ	الْاِنْسَانُ	قَتُوْرًا ﴿۱۰۰﴾ ع
اور ہے	انسان	بہت کنجوسی کرنے والا

آیت نمبر (101 تا 104)

1213

ث ب ر

(ن) ثُبُوْرًا غارت ہونا۔ ہلاک ہونا۔ (لازم)۔ ﴿لَا تَدْعُوا الْيَوْمَ ثُبُوْرًا وَّاحِدًا وَّ ادْعُوْا ثُبُوْرًا كَثِيْرًا﴾ (25/الفرقان:14) ''تم لوگ مت مانگو آج کے دن ایک مرتبہ ہلاک ہونے کو اور تم لوگ مانگو کئی مرتبہ ہلاک ہونے کو۔''

ثَبْرًا غارت کرنا۔ ہلاک کرنا۔ (متعدی)

مَثْبُوْرٌ اسم المفعول ہے۔ غارت کیا ہوا۔ ہلاک کیا ہوا۔ زیرِ مطالعہ آیت۔ ۱۰۲۔

ل ف ف

(ن) لَفًّا ایک چیز کو دوسری چیز سے ملا دینا۔ جمع کرنا۔ اکٹھا کرنا۔

لِفٌّ ج اَلْفَافٌ ۔ جمع کی ہوئی چیز۔ ﴿لِنُخْرِجَ بِهٖ حَبًّا وَّ نَبَاتًا ۙ وَّ جَنّٰتٍ اَلْفَافًا﴾ (78/النبا:15،16) ''تاکہ ہم نکالیں اس سے اناج اور سبزہ اور اکٹھا کئے ہوئے یعنی گھنے باغات۔''

لَفِيْفٌ فَعِيْلٌ کا وزن ہے۔ اکٹھا کرنے والا۔ زیرِ مطالعہ آیت۔ ۱۰۴۔

(افتعال) اِلْتِفَافًا جمع ہونا۔ اکٹھا ہونا۔ ﴿وَالْتَفَّتِ السَّاقُ بِالسَّاقِ ۙ﴾ (75/القيمة:29) ''اور جب لپٹ جائے گی پنڈلی پنڈلی سے۔''

ترجمہ

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا	مُوْسٰى	تِسْعَ	اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ	فَسْـَٔلْ
اور بیشک ہم نے دی تھیں	موسیٰؑ کو	نو	واضح نشانیاں	تو آپؐ پوچھیں

بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ	اِذْ	جَآءَ	هُمْ	فَقَالَ	لَهٗ	فِرْعَوْنُ	اِنِّيْ
بنی اسرائیل سے	جب	وہ آئے	ان کے پاس	تو کہا	انؑ سے	فرعون نے	بیشک میں

لَاَظُنُّكَ	يٰمُوْسٰى	مَسْحُوْرًا ﴿۱۰۱﴾	قَالَ	لَقَدْ عَلِمْتَ
گمان کرتا ہوں آپؑ کو	اے موسیٰؑ	جادو کیا ہوا	انہوں نے کہا	بیشک تو جان چکا ہے

مَآ اَنْزَلَ	هٰٓؤُلَآءِ	اِلَّا	رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ	بَصَآئِرَ
نہیں اتارا	ان سب کو	مگر	زمین اور آسمانوں کے رب نے	نشانِ عبرت ہوتے ہوئے

وَاِنِّيْ	لَاَظُنُّكَ	يٰفِرْعَوْنُ	مَثْبُوْرًا ﴿۱۰۲﴾	فَاَرَادَ
اور بیشک میں	گمان کرتا ہوں تجھ کو	اے فرعون	غارت کیا ہوا	پھر اس (فرعون) نے ارادہ کیا

اَنۡ	یَّسۡتَفِزَّ	هُمۡ	مِّنَ الۡاَرۡضِ	فَاَغۡرَقۡنٰهُ	وَمَنۡ	1213 مَّعَهٗ
کہ	وہ اکھاڑ دے	ان لوگوں کو	زمین (ملک) سے	تو ہم نے غرق کیا اس کو	اور ان کو جو	اس کے ساتھ تھے

جَمِيۡعًا ۙ﴿۱۰۳﴾	وَّقُلۡنَا	مِنۡۢ بَعۡدِهٖ	لِبَنِيۡۤ اِسۡرَآءِيۡلَ	اسۡكُنُوا
سب کے سب کو	اور ہم نے کہا	اس کے بعد	بنی اسرائیل سے	تم لوگ سکونت اختیار کرو

الۡاَرۡضَ	فَاِذَا	جَآءَ	وَعۡدُ الۡاٰخِرَةِ	جِئۡنَا بِكُمۡ	لَفِيۡفًا ؕ﴿۱۰۴﴾
اس سرزمین میں	پھر جب	آئے گا	آخرت کا وعدہ	تو ہم لے آئیں گے تم لوگوں کو	سمیٹنے والا ہوتے ہوئے

نوٹ۔1

منکرین حدیث نے احادیث پر جو اعراضات کئے ہیں ان میں سے ایک اعتراض یہ ہے کہ حدیث کی رو سے ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کا اثر ہو گیا تھا، حالانکہ قرآن کی رو سے آپؐ پر یہ جھوٹا الزام تھا کہ آپؐ ایک سحر زدہ آدمی ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ اس طرح روایانِ حدیث نے قرآن کی تکذیب اور کفار مکہ کی تصدیق کی ہے۔ لیکن دیکھئے کہ یہاں قرآن کی رو سے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر بھی فرعون کا یہ جھوٹا الزام تھا کہ آپ علیہ السلام ایک سحر زدہ آدمی ہیں۔ اور پھر قرآن خود ہی سورۃ طٰہٰ کی آیت۔٦٦۔٦٧ میں کہتا ہے کہ جادو کی وجہ سے موسیٰ علیہ السلام کو ایسے لگا کہ رسیاں اور لاٹھیاں دوڑ رہی ہیں اور انہوں نے اپنے جی میں خوف محسوس کیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اس وقت جادو سے متاثر ہو گئے تھے۔ کیا اس کے متعلق بھی منکرین حدیث یہ کہنے کے لئے تیار ہیں کہ یہاں (یعنی زیر مطالعہ آیت۔١٠١ میں) قرآن نے خود اپنی تکذیب اور فرعون کے جھوٹے الزام کی تصدیق کی ہے۔

دراصل اس طرح کے اعتراضات کرنے والوں کو یہ معلوم نہیں ہے کہ کفار مکہ اور فرعون کس معنی میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسوسیٰ علیہ السلام کو مسحور کہتے تھے۔ ان کا مطلب یہ تھا کہ کسی دشمن نے جادو کر کے ان کو دیوانہ بنا دیا ہے جس کے زیر اثر یہ نبوت کا دعویٰ کرتے ہیں اور ایک نرالا پیغام سناتے ہیں۔ قرآن ان کے اسی الزام کو جھوٹا قرار دیتا ہے۔ رہا وقتی طور پر کسی شخص کا جادو سے متاثر ہو جانا، تو یہ بالکل ایسا ہی ہے جیسے کسی شخص کو پتھر مارنے سے چوٹ لگ جائے۔ اس چیز کا نہ قرآن نے الزام لگایا نہ قرآن نے اس کی تردید کی اور نہ اس طرح کے کسی وقتی تاثر سے نبی کے منصب پر کوئی حرف آتا ہے۔ نبی پر اگر زہر کا اثر ہو سکتا ہے، نبی اگر زخمی ہو سکتا ہے تو اس پر جادو کا اثر بھی ہو سکتا تھا۔ اس سے منصب نبوت پر حرف آنے کی کیا وجہ ہو سکتی ہے۔ منصب نبوت میں اگر قادح ہو سکتی ہے تو یہ بات کہ نبی کے قوائے عقلی و ذہنی جادو سے مغلوب ہو جائیں، یہاں تک کہ اس کا کام اور کلام سب جادو کے زیر اثر ہونے لگے۔ مخالفین حق حضرت موسیٰ علیہ السلام پر اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر یہی الزام لگاتے تھے اور اس کی تردید قرآن نے کی ہے۔ (تفہیم القرآن)

آیت نمبر (105 تا 111)

ذ	ق	ن

(ن) ذَقَنًا — ٹھوڑی پر مارنا۔

ذَقَنٌ — ج۔ اَذۡقَانٌ۔ ٹھوڑی۔ زیر مطالعہ آیت۔١٠٧

1213

خ ف ت

(ن)	خُفُوْتًا	آواز کا پست ہونا۔
(مفاعلہ)	مَخَافَتَةً	آواز کو پوشیدہ رکھنا۔ پست کرنا۔ زیر مطالعہ آیت۔۱۱۰۔
(تفاعل)	تَخَافُتًا	ایک دوسرے سے پست آواز میں بات کرنا۔ سرگوشی کرنا۔ ﴿ يَّتَخَافَتُوْنَ بَيْنَهُمْ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا عَشْرًا ﴾ (20/طٰہٰ:103) ''وہ لوگ سرگوشی کریں گے آپس میں کہ تم لوگ نہیں ٹھہرے مگر دس دن۔''

ترکیب

(آیت۔۱۰۶) قُرْاٰنًا سے پہلے اَنْزَلْنَا محذوف ہے جس کا مفعول ہونے کی وجہ سے یہ حالت نصب میں ہے۔ (آیت ۱۱۰)۔ اسماء استفہام میں سے اَیٌّ یہاں تَدْعُوا کا مفعول ہونے کی وجہ سے حالت نصب میں اَیًّا آیا ہے اس کے آگے مَا اسے مزید غیر معین کرنے کے لئے آیا ہے۔ (دیکھیں ۲/۲۶، نوٹ۔۱)

ترجمہ

وَبِالْحَقِّ	اَنْزَلْنٰهُ	وَبِالْحَقِّ	نَزَلَ ؕ	وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ
اور حق کے ساتھ	ہم نے اتارا اس (قرآن) کو	اور حق کے ساتھ	وہ اترا	اور ہم نے نہیں بھیجا آپ کو

اِلَّا مُبَشِّرًا	وَّنَذِيْرًا ﴿۱۰۵﴾	وَقُرْاٰنًا
مگر بشارت دینے والا ہوتے ہوئے	اور خبردار کرنے والا ہوتے ہوئے	اور (ہم نے اتارا) قرآن کو

فَرَقْنٰهُ	لِتَقْرَاَهٗ	عَلَى النَّاسِ	عَلٰى مُكْثٍ
(پھر) ہم نے جدا جدا کیا اس کو	تاکہ آپؐ پڑھیں اس کو	لوگوں پر	ٹھہر ٹھہر کر

وَّنَزَّلْنٰهُ	تَنْزِيْلًا ﴿۱۰۶﴾	قُلْ	اٰمِنُوْا	بِهٖٓ
اور ہم نے بتدریج اتارا اس کو	جیسا بتدریج اتارنے کا حق ہے	آپؐ کہیے	تم لوگ ایمان لاؤ	اس پر

اَوْ	لَا تُؤْمِنُوْا ؕ	اِنَّ	الَّذِيْنَ	اُوْتُوا	الْعِلْمَ
یا	تم لوگ ایمان مت لاؤ (کوئی پروہ نہیں ہے)	بیشک	وہ لوگ جن کو	دیا گیا	علم

مِنْ قَبْلِهٖٓ	اِذَا	يُتْلٰى	عَلَيْهِمْ	يَخِرُّوْنَ	لِلْاَذْقَانِ
اس سے پہلے	جب	پڑھا جاتا ہے	ان پر (یہ قرآن)	تو وہ لوگ گر پڑتے ہیں	ٹھوڑیوں پر

سُجَّدًا ۙ﴿۱۰۷﴾	وَّيَقُوْلُوْنَ	سُبْحٰنَ رَبِّنَآ	اِنْ	كَانَ
سجدہ کرنے والے ہوتے ہوئے	اور وہ لوگ کہتے ہیں	پاکیزگی ہمارے رب کی ہے	بیشک	ہے

وَعْدُ رَبِّنَا	لَمَفْعُوْلًا ﴿۱۰۸﴾	وَيَخِرُّوْنَ	لِلْاَذْقَانِ	يَبْكُوْنَ
ہمارے رب کا وعدہ	لازماً پورا کیا جانے والا	اور وہ گر پڑتے ہیں	ٹھوڑیوں پر	روتے ہوئے

وَيَزِيْدُهُمْ	خُشُوْعًا ﴿۱۰۹﴾ السجدۃ	قُلِ	ادْعُوا	اللّٰهَ
اور وہ زیادہ کرتا ہے ان کو	بلحاظ خشوع کے	آپؐ کہیے	تم لوگ پکارو	اللہ کو

اَوِ	ادۡعُوا	الرَّحۡمٰنَ ؕ	اَيًّا مَّا	تَدۡعُوۡا	1213 فَلَهُ
یا	تم لوگ پکارو	رحمن کو	کوئی سا بھی (نام)	تم لوگ پکارو	تو اس کے لئے ہی ہیں

الۡاَسۡمَآءُ الۡحُسۡنٰى ۚ	وَلَا تَجۡهَرۡ	بِصَلَاتِكَ	وَلَا تُخَافِتۡ
سارے خوبصورت نام	اور آواز نمایاں مت کرو	اپنی نماز میں	اور آواز پوشیدہ مت رکھو

بِهَا	وَابۡتَغِ	بَيۡنَ ذٰلِكَ	سَبِيۡلًا ﴿۱۱۰﴾	وَقُلِ	الۡحَمۡدُ
اس میں	اور تلاش کرو	اس کے درمیان	ایک راستہ	اور آپؐ کہیے	کل حمد
لِلّٰهِ الَّذِىۡ	لَمۡ يَتَّخِذۡ	وَلَدًا	وَّلَمۡ يَكُنۡ	لَّهٗ	شَرِيۡكٌ
اس اللہ کے لئے ہے جس نے	بنائی ہی نہیں	کوئی اولاد	اور ہے ہی نہیں	جس کے لئے	کوئی شریک

فِى الۡمُلۡكِ	وَلَمۡ يَكُنۡ	لَّهٗ	وَلِىٌّ	مِّنَ الذُّلِّ
بادشاہت میں	اور ہے ہی نہیں	جس کے لئے	کوئی کارساز	کمزوری (کے سبب) سے

وَكَبِّرۡهُ	تَكۡبِيۡرًا ﴿۱۱۱﴾ ع
اور بڑائی تسلیم کراؤ اس کی	جیسا بڑائی تسلیم کرانے کا حق ہے

نوٹ۔1

آیت۔۱۱۰ میں نماز کے اندر تلاوت کرنے کا یہ ادب بتایا گیا ہے کہ نہ بہت بلند آواز سے ہو نہ بہت آہستہ جس کو مقتدی نہ سن سکیں۔ یہ حکم ظاہر ہے کہ جہری نمازوں کے ساتھ مخصوص ہے۔ ظہر اور عصر کی نمازوں میں تو بالکل اخفاء ہونا سنت متواترہ سے ثابت ہے۔ جہری نماز میں مغرب، عشاء اور فجر کے فرض داخل ہیں اور نماز تہجد بھی۔ (معارف القرآن)

(۲۳ ربیع الاوّل ۱۴۲۷ھ بمطابق ۲۲ اپریل ۲۰۰۶ء)

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

سورۃ الکھف (18)

آیت نمبر (1 تا 8)

ب خ ع

(ف) بَخۡعًا — غم وغصّہ سے خود کو ہلاکت تک پہنچانا۔

بَاخِعٌ — اسم الفاعل ہے۔ ہلاکت تک پہنچانے والا۔ زیر مطالعہ آیت۔۶

ج ر ز

(س) جَرۡزًا — زمین کا بنجر ہونا۔

جُرُزٌ — بنجر زمین۔ چٹیل میدان۔ زیر مطالعہ آیت۔۸

ترکیب

(آیت۔۲) گزشتہ آیت میں اَلْکِتٰبَ کا حال ہونے کی وجہ سے قَیِّمًا حالت نصب میں ہے۔ بَاْسًا شَدِیْدًا 1213 نکرہ مخصوصہ ہے۔ یُبَشِّرَ کی نصب بتارہی ہے کہ یہ لِیُنْذِرَ کے لام کی پر عطف ہے۔ (آیت۔۳) فِیْهِ کی ضمیر اَجْرًا حَسَنًا کے لئے ہے۔ (آیت۔۴)۔ آیت۔۲ میں لِیُنْذِرَ کے لام کی پر عطف ہونے کی وجہ سے وَیُنْذِرَ حالتِ نصب میں ہے۔ (آیت۔۵) تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ سے پہلے ما محذوف ہے اور یہ کَبُرَتْ کا فاعل ہے اور کَلِمَةً اس کی تمیز ہے۔

ترجمہ

اَلْحَمْدُ	لِلّٰهِ الَّذِیْٓ	اَنْزَلَ	عَلٰی عَبْدِهِ	الْكِتٰبَ	وَلَمْ یَجْعَلْ
تمام حمد	اس اللہ کے لئے ہے جس نے	اتارا	اپنے بندے پر	اس کتاب کو	اور اس نے نہیں بنائی

لَّهٗ	عِوَجًا ۞ سکتۃ	قَیِّمًا	لِّیُنْذِرَ	بَاْسًا شَدِیْدًا
اس کے لئے	کوئی کجی	سیدھی (کتاب) ہوتے ہوئے	تا کہ وہ خبردار کرے (لوگوں کو)	ایک ایسی شدید سختی سے جو

مِّنْ لَّدُنْهُ	وَیُبَشِّرَ	الْمُؤْمِنِیْنَ الَّذِیْنَ	یَعْمَلُوْنَ
اس (اللہ) کے پاس سے ہوگی	اور تا کہ وہ بشارت دے	ان ایمان لانے والوں کو جو	عمل کرتے ہیں

الصّٰلِحٰتِ	اَنَّ	لَهُمْ	اَجْرًا حَسَنًا ۲	مَّاكِثِیْنَ	فِیْهِ	اَبَدًا ۳
نیکیوں کے	کہ	ان کے لئے	ایک خوبصورت اجر ہے	ٹھہرنے والے ہوتے ہوئے	اس میں	ہمیشہ

وَّیُنْذِرَ	الَّذِیْنَ	قَالُوا	اتَّخَذَ	اللّٰهُ	وَلَدًا ۴	مَا لَهُمْ
اور تا کہ وہ خبردار کریں	ان کو جنہوں نے	کہا	بنایا	اللہ نے	ایک بیٹا	نہیں ہے ان کے لئے

بِهٖ	مِنْ عِلْمٍ	وَّلَا لِاٰبَآئِهِمْ	كَبُرَتْ	كَلِمَةً
جس کا	کوئی بھی علم	اور نہ ہی ان کے آباؤ اجداد کے لئے	بھاری ہوئی	بلحاظ بات کے

تَخْرُجُ	مِنْ اَفْوَاهِهِمْ	اِنْ یَّقُوْلُوْنَ	اِلَّا	كَذِبًا ۵	فَلَعَلَّكَ
(وہ جو) نکلتی ہے	ان کے مونہوں سے	وہ لوگ نہیں کہتے	مگر	ایک جھوٹ	تو شاید کہ آپؐ

بَاخِعٌ	نَّفْسَكَ	عَلٰٓی اٰثَارِهِمْ	اِنْ	لَّمْ یُؤْمِنُوْا	بِهٰذَا الْحَدِیْثِ
ہلاکت تک پہنچانے والے ہیں	اپنے آپ کو	ان کے پیچھے	اگر	وہ لوگ ایمان نہ لائے	اس بات پر

اَسَفًا ۶	اِنَّا	جَعَلْنَا	مَا	عَلَى الْاَرْضِ	زِیْنَةً	لَّهَا
افسوس کرتے ہوئے	بیشک	ہم نے بنایا	اس کو جو	زمین پر ہے	ایک زینت	اس (زمین) کے لئے

لِنَبْلُوَهُمْ	اَیُّهُمْ	اَحْسَنُ	عَمَلًا ۷	وَاِنَّا	لَجٰعِلُوْنَ
تا کہ ہم آزمائیں ان کو	(کہ) ان کا کون	زیادہ اچھا ہے	بلحاظ عمل کے	اور بیشک ہم	ضرور بنانے والے ہیں

مَا	عَلَیْهَا	صَعِیْدًا جُرُزًا ۸
اس کو جو	اس (زمین) پر ہے	ایک بنجر میدان

1213

آیت نمبر (9تا12)

ک	ھ	ف

ثلاثی مجرد سے مفعل نہیں آتا۔

(تفعّل) تَکَفُّهًا — پہاڑ میں غار ہونا۔

کَھْفٌ — پہاڑ میں کھدا ہوا وسیع غار۔ زیر مطالعہ آیت۔9۔

ر	ق	م

(ن) رَقْمًا — جلی حروف میں لکھنا۔ نقش بنانا۔

مَرْقُوْمٌ — اسم المفعول ہے۔ لکھا ہوا۔ ﴿ كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ ۝ ﴾ (83/المطففین:9) ''وہ ایک لکھی ہوئی کتاب ہے۔''

رَقِیْمٌ — فَعِیْلٌ کا وزن ہے اسم المفعول کے معنی میں۔ نقش کی ہوئی یا الفاظ کندہ کی ہوئی لوح۔ زیر مطالعہ آیت۔9۔

ترجمہ

اَمْ	حَسِبْتَ	اَنَّ	اَصْحٰبَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيْمِ	كَانُوْا	مِنْ اٰيٰتِنَا
کیا	آپؐ نے گمان کیا	کہ	غار اور لوح والے	تھے	ہماری نشانیوں میں سے

عَجَبًا ۝	اِذْ	اَوَى	الْفِتْيَةُ	اِلَى الْكَهْفِ	فَقَالُوْا	رَبَّنَآ
کوئی عجیب چیز	جب	پناہ لی	نوجوانوں نے	غار کی طرف	پھر انہوں نے کہا	اے ہمارے رب

اٰتِنَا	مِنْ لَّدُنْكَ	رَحْمَةً	وَّهَيِّئْ	لَنَا	مِنْ اَمْرِنَا
تو عطا کر ہم کو	اپنے پاس سے	ایک رحمت	اور تو اسباب پیدا کردے	ہمارے لئے	ہمارے کام میں

رَشَدًا ۝	فَضَرَبْنَا	عَلٰٓى اٰذَانِهِمْ	فِى الْكَهْفِ	سِنِيْنَ	عَدَدًا ۝
نیک راہ کے	تو ہم نے تھپکی دی	ان کے کانوں پر	غار میں	کچھ برس	بلحاظ گنتی کے

ثُمَّ	بَعَثْنٰهُمْ	لِنَعْلَمَ	اَىُّ الْحِزْبَيْنِ	اَحْصٰى	لِمَا
پھر	ہم نے اٹھایا ان کو	تاکہ ہم جان لیں کہ	دو گروہوں کے کس نے	شمار پورا کیا	اس کا جو

لَبِثُوْٓا	اَمَدًا ۝
وہ لوگ ٹھہرے	بلحاظ مدت کے

نوٹ۔1

زیر مطالعہ آیت۔۹ میں لفظ رقیم سے کیا مراد ہے، اس میں مفسرین کے اقوال مختلف ہیں۔ کچھ مفسرین بر روایت ابن عباسؓ اس کے معنی ایک لکھی ہوئی تختی کے قرار دیتے ہیں، جس پر بادشاہِ وقت نے اصحاب کہف کے نام کندہ کر کے غار کے دروازے پر لگا دیا تھا۔ اس وجہ سے اصحاب کہف کو اصحاب الرقیم بھی کہا جاتا ہے۔ بعض کا قول یہ ہے کہ رقیم اس پہاڑ کے نیچے کی وادی کا نام ہے جس میں اصحاب کہف کا غار تھا۔ بعض نے خود اس پہاڑ کو رقیم کہا ہے۔ (معارف القرآن)

نوٹ۔2

1213

فَضَرَبْنَا عَلٰۤى اٰذَانِهِمْ کے لفظی معنی کانوں کو بند کر دینے کے ہیں۔غفلت کی نیند کو ان الفاظ سے تعبیر کیا جاتا ہے کیونکہ نیند کے وقت سب سے پہلے آنکھ بند ہوتی ہے مگر کان اپنا کام کرتے رہتے ہیں اور آواز سنائی دیتی ہے۔ پھر جب نیند غالب ہو جاتی ہے تو کان بھی اپنا کام چھوڑ دیتے ہیں۔ پھر بیداری میں سب سے پہلے کان اپنا کام شروع کرتے ہیں کہ آواز سے سونے والا چونکتا ہے پھر بیدار ہوتا ہے۔(معارف القرآن)

آیت نمبر(13تا17)

ش ط ط

(ن) شَطَطًا مقررہ حد سے آگے بڑھنا۔حد سے گزرنا۔زیر مطالعہ آیت۔١٤۔

(افعال) اِشْطَاطًا حق سے دور ہونا۔زیادتی کرنا۔﴿ فَاحْكُمْ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ وَلَا تُشْطِطْ ﴾(38/ص:22) ’’پس آپؐ فیصلہ کریں ہمارے درمیان حق کے ساتھ اور آپؐ زیادتی مت کریں۔‘‘

ز و ر

(ن) زِيَارَةً ملاقات کے لئے جانا۔زیارت کرنا۔﴿ اَلْهٰىكُمُ التَّكَاثُرُ ۝ حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ۝ ﴾(102/التکاثر:2،1)’’غافل کیا تم لوگوں کو ایک دوسرے پر کثرت حاصل کرنے کی کوشش نے یہاں تک کہ تم لوگوں نے ملاقات کی قبروں سے۔‘‘

(س) زَوَارًا ٹیڑھے سینے والا ہونا۔کسی سیدھ سے ہٹا ہوا ہونا۔

زُوْرٌ جھوٹ۔باطل۔(کیونکہ یہ سچ یا حق سے ہٹا ہوا ہوتا ہے)﴿ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ ۝ ﴾(22/الحج:30)’’اور تم لوگ بچو جھوٹ کی بات سے۔‘‘

(تفاعل) تَزَاوُرًا (۱)ایک دوسرے سے ملاقات کے لئے جانا۔(۲)کسی سے بچ کر نکلنا۔کنارہ کش ہونا(اس مفہوم کے لئے عن کا صلہ آتا ہے)زیر مطالعہ آیت۔١٧۔

ف ج و

(ن) فَجْوًا دروازہ کھولنا۔

فَجْوَةٌ دو چیزوں کے درمیان کشادگی۔صحن۔زیر مطالعہ آیت۔١٧۔

ترجمہ

نَحْنُ	نَقُصُّ	عَلَيْكَ	نَبَاَهُمْ	بِالْحَقِّ	اِنَّهُمْ	فِتْيَةٌ
ہم	بیان کرتے ہیں	آپؐ پر	ان کی خبر	حق کے ساتھ	بیشک وہ	کچھ ایسے نوجوان تھے جو

اٰمَنُوْا	بِرَبِّهِمْ	وَزِدْنٰهُمْ	هُدًى ۝١٣	وَّرَبَطْنَا
ایمان لائے	اپنے رب پر	اور ہم نے زیادہ کیا ان کو	بلحاظ ہدایت کے	اور ہم نے مضبوط کیا

عَلٰی قُلُوْبِهِمْ	اِذْ	قَامُوْا	فَقَالُوْا	رَبُّنَا	1213 رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
ان کے دلوں کو	جب	وہ کھڑے ہوئے	پھر انہوں نے کہا	ہمارا رب	زمین اور آسمانوں کا رب ہے

لَنْ نَّدْعُوَا	مِنْ دُوْنِهٖٓ	اِلٰهًا	لَّقَدْ قُلْنَآ	اِذًا	شَطَطًا ﴿۱۴﴾
ہم ہرگز نہیں پکاریں گے	اس کے علاوہ	کسی معبود کو	بیشک ہم کہہ چکے	تب تو	حد سے گزری ہوئی بات

هٰٓؤُلَآءِ	قَوْمُنَا	اتَّخَذُوْا	مِنْ دُوْنِهٖٓ	اٰلِهَةً ؕ	لَوْلَا
یہ	ہماری قوم ہے	انہوں نے بنائے	اس (اللہ) کے علاوہ	کچھ معبود	کیوں نہیں

يَاْتُوْنَ	عَلَيْهِمْ	بِسُلْطٰنٍۢ بَيِّنٍ ؕ	فَمَنْ	اَظْلَمُ	مِمَّنِ
وہ لوگ لاتے	ان (معبودوں) پر	کوئی واضح دلیل	تو کون	زیادہ ظالم ہے	اس سے جس نے

افْتَرٰى	عَلَى اللّٰهِ	كَذِبًا ﴿۱۵﴾	وَاِذِ	اعْتَزَلْتُمُوْهُمْ	وَمَا
گھڑا	اللہ پر	جھوٹ	اور جب	تم لوگ کنارہ کش ہوگئے ان سے	اور اس سے جس کی

يَعْبُدُوْنَ	اِلَّا اللّٰهَ	فَاْوٗٓا	اِلَى الْكَهْفِ	يَنْشُرْ
وہ لوگ بندگی کرتے ہیں	اللہ کے سوا	تو (اب) تم لوگ پناہ لو	غار کی طرف	پھیلا دے گا

لَكُمْ	رَبُّكُمْ	مِّنْ رَّحْمَتِهٖ	وَيُهَيِّئْ	لَكُمْ
تمہارے لئے	تمہارا رب	اپنی رحمت	اور وہ اسباب پیدا کرے گا	تمہارے لئے

مِّنْ اَمْرِكُمْ	مِّرْفَقًا ﴿۱۶﴾	وَتَرَى	الشَّمْسَ	اِذَا	طَلَعَتْ
تمہارے کام میں	سہارا دینے کا ذریعہ	اور تو دیکھے	سورج کو	جب	وہ طلوع ہوتا ہے

تَّزٰوَرُ	عَنْ كَهْفِهِمْ	ذَاتَ الْيَمِيْنِ	وَاِذَا	غَرَبَتْ
تو وہ بچ کر نکلتا ہے	ان کے غار سے	داہنی جانب	اور جب	وہ غروب ہوتا ہے

تَّقْرِضُهُمْ	ذَاتَ الشِّمَالِ	وَ	هُمْ	فِيْ فَجْوَةٍ
تو وہ کترا جاتا ہے	بائیں جانب	اس حال میں کہ	وہ لوگ	صحن میں ہیں

مِّنْهُ ؕ	ذٰلِكَ	مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ ؕ	مَنْ	يَّهْدِ	اللّٰهُ	فَهُوَ
اس کے	یہ	اللہ کی نشانیوں میں سے ہے	جس کو	ہدایت دی	اللہ نے	تو وہ

الْمُهْتَدِ ج	وَمَنْ	يُّضْلِلْ	فَلَنْ تَجِدَ	لَهٗ
ہی ہدایت پانے والا ہے	اور جس کو	اس نے گمراہ کیا	تو تو ہرگز نہیں پائے گا	اس کے لئے

1213 وَلِيًّا مُّرْشِدًا
کوئی راہ بتانے والا کارساز

نوٹ۔1

اس واقعہ سے بعض صوفی حضرات نے گوشہ نشینی اور ترک دنیا کو زندگی کی فضیلت ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔لیکن یہ بات صحیح نہیں ہے۔اصحاب کہف نے غار میں پناہ اس وقت لی ہے جب وہ اپنے ماحول کی اصلاح کے لئے جان کی بازی کھیل کر اپنی قوم کے ہاتھوں سنگسار کر دیئے جانے کے مرحلہ تک پہنچ گئے ہیں۔یہ مرحلہ بعینہٖ وہی مرحلہ ہے جو ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش آیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غار ثور میں پناہ لینی پڑی۔ان لوگوں نے یہ غار نشینی رہبانیت کے لئے نہیں اختیار کی تھی بلکہ اعدائے حق کے شر سے اپنی جانیں بچانے کے لئے اختیار کی تھی۔(تدبر قرآن)

آیت نمبر(18تا20)

ی ق ظ

(س) يَقَظًا چوکنا ہونا۔جاگنا۔

يَقِظٌ ج۔اَيْقَاظٌ۔صفت ہے۔چوکنا۔جاگا ہوا۔بیدار رہا ہوا۔زیر مطالعہ آیت۔۱۸۔

ر ق د

(ن) رَقْدًا نیند میں سونا۔

رَاقِدٌ ج رُقُوْدٌ۔صفت ہے سویا ہوا۔زیر مطالعہ آیت۔۱۸۔

مَرْقَدٌ ظرف ہے۔سونے کی جگہ۔خوابگاہ۔﴿ مَنْۢ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا ﴾(36/یٰسین:52)''کس نے اٹھایا ہمیں ہماری خوابگاہ سے۔''

و ص د

(ض) وَصْدًا ثابت رہنا۔قائم ہونا۔

وَصِيْدٌ فَعِيْلٌ کے وزن پر صفت۔ہمیشہ جمی رہنے یا قائم رہنے والی چیز پھر زیادہ تر مکان یا غار کی چوکھٹ کے لیے آتا ہے۔زیر مطالعہ آیت۔۱۸

(افعال) اِيْصَادًا کسی چیز کو جمانا۔قائم رکھنا۔جیسے ہانڈی ڈھانکنا۔دروازہ بند کرنا۔

مُؤْصَدٌ اسم المفعول ہے۔ڈھانکا ہوا۔بند کیا ہوا۔اس کا مؤنث مُؤْصَدَةٌ ہے جس کی ایک قراءت مُوْصَدَةٌ بھی ہے(مفردات القرآن)﴿ عَلَيْهِمْ نَارٌ مُّؤْصَدَةٌ ﴾(90/البلد:20)''ان لوگوں پر ایک ڈھانکی ہوئی آگ ہے۔''

1213

ف	ر	ر

(ض۔ن) **فِرَارًا** — بھاگنا۔ دوڑنا۔ زیر مطالعہ آیت۔۱۸۔

مَفَرٌّ — اسم الظرف ہے۔ بھاگنے کی جگہ۔ ﴿يَقُوْلُ الْاِنْسَانُ يَوْمَىِٕذٍ اَيْنَ الْمَفَرُّ ⑩﴾ (75/القیمۃ:10) ”کہے گا انسان اس دن کہاں ہے بھاگنے کی جگہ۔“

ترجمہ

وَتَحْسَبُهُمْ	اَيْقَاظًا	وَّ	هُمْ	رُقُوْدٌ	وَّنُقَلِّبُهُمْ
اور تو گمان کرے گا ان کو	بیدار	حالانکہ	وہ لوگ	سوئے ہوئے ہیں	اور ہم بار بار پلٹتے ہیں ان کو

ذَاتَ الْيَمِيْنِ	وَذَاتَ الشِّمَالِ	وَكَلْبُهُمْ	بَاسِطٌ	ذِرَاعَيْهِ
دائیں جانب	اور بائیں جانب	اور ان کا کتا	پھیلانے والا ہے	اپنے دونوں بازوؤں کو

بِالْوَصِيْدِ	لَوِ	اطَّلَعْتَ	عَلَيْهِمْ	لَوَلَّيْتَ	مِنْهُمْ	فِرَارًا
چھوکھٹ پر	اگر	جھانکے	ان پر	تو ضرور تو پیٹھ پھیرے گا	ان سے	بھاگتے ہوئے

وَّلَمُلِئْتَ	مِنْهُمْ	رُعْبًا ⑱	وَكَذٰلِكَ	بَعَثْنٰهُمْ
اور تجھ کو ضرور بھر دیا جائے گا	ان کے	رعب سے	اور اسی طرح	ہم نے اٹھایا ان کو

لِيَتَسَآءَلُوْا	بَيْنَهُمْ	قَالَ	قَآئِلٌ	مِّنْهُمْ	كَمْ	لَبِثْتُمْ
تا کہ وہ ایک دوسرے سے پوچھیں	آپس میں	کہا	ایک کہنے والے نے	ان میں سے	کتنا (عرصہ)	تم لوگ ٹھہرے

قَالُوْا	لَبِثْنَا	يَوْمًا	اَوْ	بَعْضَ يَوْمٍ	قَالُوْا	رَبُّكُمْ
انہوں نے کہا	ہم ٹھہرے	ایک دن	یا	ایک دن کا کچھ (حصہ)	انہوں نے کہا	تمہارا رب

اَعْلَمُ	بِمَا	لَبِثْتُمْ	فَابْعَثُوْٓا	اَحَدَكُمْ
خوب جاننے والا ہے	اس کو جو	تم لوگ ٹھہرے	تو (اب) تم لوگ بھیجو	اپنے میں سے ایک

بِوَرِقِكُمْ هٰذِهٖٓ	اِلَى الْمَدِيْنَةِ	فَلْيَنْظُرْ	اَيُّهَآ
اپنے اس چاندی کے سکے کے ساتھ	شہر کی طرف	پھر اسے چاہیے کہ وہ دیکھے	اس (شہر) کا کون

اَزْكٰى	طَعَامًا	فَلْيَاْتِكُمْ	بِرِزْقٍ	مِّنْهُ
زیادہ پاکیزہ ہے	بلحاظ کھانے کے	پھر اسے چاہیے کہ وہ آئے تمہارے پاس	کچھ کھانے کے ساتھ	اس میں سے

وَلْيَتَلَطَّفْ	وَلَا يُشْعِرَنَّ	بِكُمْ	اَحَدًا ⑲
اور اسے چاہیے کہ وہ نرمی اختیار کرے	اور وہ ہرگز شعور (یعنی خبر) نہ دے	تمہارے بارے میں	کسی ایک کو

اِنَّهُمْ	اِنْ	يَّظْهَرُوْا	عَلَيْكُمْ	1213 يَرْجُمُوْكُمْ
بیشک وہ لوگ ہیں (کہ)	اگر	وہ غالب ہوئے	تم لوگوں پر	تو وہ رجم کردیں گے تم لوگوں کو

اَوْ	يُعِيْدُوْكُمْ	فِيْ مِلَّتِهِمْ	وَلَنْ تُفْلِحُوْٓا	اِذًا	اَبَدًا ﴿۲۰﴾
یا	لوٹائیں گے تم کو	اپنے مذہب میں	اور تم لوگ ہرگز مرادنہ پاؤ گے	تب تو	کبھی بھی

نوٹ۔1

حدیث میں آیا ہے کہ جس گھر میں کتا یا تصویر ہو اس میں فرشتے داخل نہیں ہوتے۔ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص شکاری کتے یا جانوروں کے محافظ کتے کے علاوہ کتا پالتا ہے تو ہر روز اس کے اجر میں سے دو قیراط گھٹ جاتے ہیں۔ایک اور حدیث میں تیسری قسم کے کتے کا استثناء آیا ہے،یعنی جو کھیتی کی حفاظت کے لئے پالا گیا ہو۔ان احادیث کی بناء پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ان بزرگ اللہ والوں نے کتا کیوں ساتھ لیا تھا۔اس کا یک جواب تو یہ ہوسکتا ہے کہ کتا پالنے کی ممانعت کا یہ حکم شریعت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے۔ممکن ہے اس سے پہلے یہ ممنوع نہ ہو۔دوسرے یہ بھی قرین قیاس ہے کہ یہ لوگ صاحب جائیداد اور صاحب مویشی تھے۔ان کی حفاظت کے لئے کتا پالا ہو اور جیسے کہ کتے کی وفا شعاری مشہور ہے۔یہ لوگ جب شہر سے چلے تو وہ بھی ساتھ لگ گیا۔(معارف القرآن)

آیت نمبر (21تا22)

ترجمہ

وَكَذٰلِكَ	اَعْثَرْنَا	عَلَيْهِمْ	لِيَعْلَمُوْٓا	اَنَّ	وَعْدَ اللّٰهِ
اور اس طرح	ہم نے اطلاع کردی	ان (اصحاب کہف) کی	تاکہ وہ لوگ جان لیں	کہ	اللہ کا وعدہ

حَقٌّ	وَّاَنَّ	السَّاعَةَ	لَا رَيْبَ	فِيْهَا ۚ	اِذْ	يَتَنَازَعُوْنَ
حق ہے	اور یہ کہ	قیامت	کوئی بھی شک نہیں ہے	اس میں	جب	وہ لوگ جھگڑ رہے تھے

بَيْنَهُمْ	اَمْرَهُمْ	فَقَالُوا	ابْنُوْا	عَلَيْهِمْ
آپس میں	ان کے معاملہ میں	تو انہوں نے کہا	تم لوگ تعمیر کرو	ان (اصحاب کہف کی جگہ) پر

بُنْيَانًا ۭ	رَبُّهُمْ	اَعْلَمُ	بِهِمْ ۭ	قَالَ	الَّذِيْنَ
ایک عمارت	ان کا رب	خوب جانتا ہے	ان (اصحاب کہف کے حال) کو	کہا	ان لوگوں نے جو

غَلَبُوْا	عَلٰٓي اَمْرِهِمْ	لَنَتَّخِذَنَّ	عَلَيْهِمْ	مَّسْجِدًا ﴿۲۱﴾
غالب ہوئے	ان کے معاملہ پر	ہم لازماً بنائیں گے	ان (کی جگہ) پر	ایک سجدہ کرنے کی جگہ

سَيَقُوْلُوْنَ	ثَلٰثَةٌ	رَّابِعُهُمْ	كَلْبُهُمْ ۚ	وَيَقُوْلُوْنَ	خَمْسَةٌ
لوگ کہیں گے	(وہ) تین تھے	ان کا چوتھا	ان کا کتاب تھا	اور کہیں گے	(وہ) پانچ تھے

سَادِسُهُمْ	كَلْبُهُمْ	رَجْمًا	بِالْغَيْبِ ۚ	وَيَقُوْلُوْنَ	سَبْعَةٌ
ان کا چھٹا	ان کا کتا تھا	اٹکل مارتے ہوئے	غیب میں	اور کہیں گے	(وہ) سات تھے

وَّ ثَامِنُهُمْ	كَلْبُهُمْ ؕ	قُلْ	رَّبِّيْٓ	اَعْلَمُ	بِعِدَّتِهِمْ 1213
اوران کا آٹھواں	ان کا کتا تھا	آپ ؐ کہیے	میرا رب	سب سے زیادہ جاننے والا ہے	ان کی گنتی کو

مَّا يَعْلَمُهُمْ	اِلَّا	قَلِيْلٌ ۬ۥ ڨ	فَلَا تُمَارِ	فِيْهِمْ
لوگ نہیں جانتے ان (کی گنتی) کو	مگر	تھوڑے (لوگ)	پس تو مت جھگڑ	ان (کے بارے) میں

اِلَّا	مِرَآءً ظَاهِرًا ۨ	وَّلَا تَسْتَفْتِ	فِيْهِمْ
مگر	ظاہری جھگڑنا (یعنی اختلاف ظاہر کرنا)	اور تو مت پوچھ	ان (کے بارے) میں

مِّنْهُمْ	اَحَدًا ؑ ۲۲
ان لوگوں سے	کسی ایک سے بھی

نوٹ۔1

اس زمانے کے لوگوں کو قیامت کے آنے میں کچھ شکوک پیدا ہو گئے تھے۔ ایک جماعت کہتی تھی کہ فقط روحین دوبارہ جی اٹھیں گی اور جس کا اعادہ نہ ہوگا۔ پس اللہ تعالیٰ نے صدیوں بعد اصحاب کہف کو جگا کر قیامت کے ہونے اور جسموں کے دوبارہ جینے کی حجت واضح کر دی۔ پس اصحاب کہف کا ظہور منکروں پر حجت اور ماننے والوں کے لئے دلیل بن گیا۔ (ابن کثیرؒ)

نوٹ۔2

بعض لوگوں نے آیت۔۲۱۔ کا بالکل الٹا مفہوم لیا ہے۔ وہ اسے دلیل بنا کر مقابر صلحاء پر عمارتیں اور مسجدیں بنانے کو جائز قرار دیتے ہیں۔ حالانکہ یہاں قرآن ان کی اس گمراہی کی طرف اشارہ کر رہا ہے۔ کہ جو نشانی ان کو بعث بعد الموت اور امکان آخرت کا یقین دلانے کے لئے دکھائی گئی تھی اسے انہوں نے ارتکاب شرک کے لئے ایک موقع سمجھا۔ پھر اس آیت سے قبورِ صالحین پر مسجدیں بنانے کے لئے کیسے استدلال کیا جا سکتا ہے جب کہ نبی ﷺ کے یہ ارشادات اس کی نہی میں موجود ہیں:

(۱) اللہ نے لعنت فرمائی ہے قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں پر اور قبروں پر مسجدیں بنانے اور چراغ روشن کرنے والوں پر۔ (احمد۔ ترمذی۔ ابوداؤد۔ نسائی۔ ابن ماجہ)

(۲) خبردار رہو تم سے پہلے لوگ اپنے انبیاء کی قبروں کو عبادت گاہ بنا لیتے تھے۔ میں تمہیں اس حرکت سے منع کرتا ہوں۔ (مسلم)

(۳) اللہ نے لعنت فرمائی یہود اور نصاریٰ پر۔ انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو عبادت گاہ بنا لیا۔ (احمد۔ بخاری۔ مسلم۔ نسائی)

(۴) ان لوگوں کا حال یہ تھا کہ اگر ان میں کوئی صالح مرد ہوتا تو اس کے مرنے کے بعد اس کی قبر پر مسجدیں بناتے اور اس کی تصویریں تیار کرتے تھے۔ یہ قیامت کے روز بدترین مخلوق ہوں گے۔ (احمد۔ بخاری۔ مسلم۔ نسائی)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ان تصریحات کی موجودگی میں یہ بات درست نہیں ہے کہ قرآن مجید میں عیسائی پادریوں اور رومی حکمرانوں کے جس گمراہانہ فعل کا حکایۃً ذکر کیا گیا ہے اس کو ٹھیک وہی فعل کرنے کے لئے دلیل وحجت بنایا جائے۔ (تفہیم القرآن)

آیت نمبر (23 تا 28)

ترکیب

(آیت۔ ۲۳) لِشَایْءٍ دراصل لِشَیْءٍ ہے۔ اس مقام پر اس کو الف کے ساتھ لکھنا قرآن مجید کا مخصوص املا ہے۔ اسم الفاعل فَاعِلٌ نے فعل کا عمل کیا ہے اور ذٰلِكَ اس کا مفعول ہونے کی وجہ سے محلاً حالت نصب میں ہے، جب کہ غَدًا ظرف ہونے کی وجہ

سے نصب میں ہے۔(آیت۔۲۶) اَبۡصِرۡ بِهٖ وَاَسۡمِعۡ تعجب کا صیغہ ہے۔2/175 نوٹ۔1۔(آیت۔۲۸ 1213) لَا تَعۡدُ فعل نہی ہے، لیکن یہ واحد مذکر حاضر کا صیغہ نہیں ہے بلکہ واحد مونث غائب کا صیغہ ہے اور عَیۡنٰكَ اس کا فاعل ہے اس لئے عَیۡنٰنِ حالت رفع میں آیا ہے۔

ترجمہ

وَلَا تَقُوۡلَنَّ	لِشَایۡءٍ	اِنِّیۡ	فَاعِلٌ	ذٰلِكَ	غَدًا ۲۳	اِلَّاۤ اَنۡ
اور آپؐ ہرگز مت کہیں	کسی چیز کے لئے	کہ میں	کرنے والا ہوں	اس کو	کل	سوائے اس کے کہ

یَّشَآءَ	اللّٰهُ ز	وَاذۡكُرۡ	رَّبَّكَ	اِذَا	نَسِیۡتَ	وَقُلۡ
چاہے	اللہ	اور آپؐ یاد کریں	اپنے رب کو	جب کبھی	آپؐ بھول جائیں	اور آپؐ کہیں

عَسٰۤی اَنۡ	یَّهۡدِیَنِ	رَبِّیۡ	لِاَقۡرَبَ مِنۡ هٰذَا	رَشَدًا ۲۴
امید ہے کہ	ہدایت دے گا مجھ کو	میرا رب	اس سے زیادہ قریب کے لئے	بلحاظ رہنمائی کے

وَلَبِثُوۡا	فِیۡ كَهۡفِهِمۡ	ثَلٰثَ مِائَةٍ سِنِیۡنَ	وَازۡدَادُوۡا	تِسۡعًا ۲۵
اور وہ لوگ ٹھہرے	اپنے غار میں	تین سو سال	اور وہ زیادہ ہوئے	نو (سال)

قُلِ	اللّٰهُ	اَعۡلَمُ	بِمَا	لَبِثُوۡا ج	لَهٗ	غَیۡبُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ط
آپؐ کہئے	اللہ	خوب جاننے والا ہے	اس کو جو	وہ ٹھہرے	اس کے لئے ہی ہے	زمین اور آسمانوں کا غیب

اَبۡصِرۡ بِهٖ	وَاَسۡمِعۡ ط	مَا لَهُمۡ	مِّنۡ دُوۡنِهٖ
وہ کیا ہی دیکھنے والا ہے	اور سننے والا ہے	ان لوگوں کے لئے نہیں ہے	اس (اللہ) کے علاوہ

مِنۡ وَّلِیٍّ ز	وَّلَا یُشۡرِكُ	فِیۡ حُكۡمِهٖۤ	اَحَدًا ۲۶	وَاتۡلُ
کوئی بھی کارساز	اور وہ شریک نہیں کرتا	اپنی حکم میں	کسی ایک کو (بھی)	اور آپؐ تلاوت کریں

مَاۤ	اُوۡحِیَ	اِلَیۡكَ	مِنۡ كِتَابِ رَبِّكَ ج	لَا مُبَدِّلَ
اس کی جو	وحی کیا گیا	آپؐ کی طرف	آپؐ کے رب کی کتاب سے	کوئی بھی بدلنے والا نہیں

لِكَلِمٰتِهٖ قف	وَلَنۡ تَجِدَ	مِنۡ دُوۡنِهٖ	مُلۡتَحَدًا ۲۷	وَاصۡبِرۡ
اس کے فرمانوں کو	اور آپؐ ہرگز نہیں پائیں گے	اس کے علاوہ	کوئی پناہ گاہ	اور آپؐ روکیں

نَفۡسَكَ	مَعَ الَّذِیۡنَ	یَدۡعُوۡنَ	رَبَّهُمۡ	بِالۡغَدٰوةِ	وَالۡعَشِیِّ
اپنے آپ کو	ان لوگوں کے ساتھ جو	پکارتے ہیں	اپنے رب کو	صبح کو	اور شام کو

یُرِیۡدُوۡنَ	وَجۡهَهٗ	وَلَا تَعۡدُ	عَیۡنٰكَ
چاہتے ہوئے	اس کے چہرے (یعنی توجہ) کو	اور چاہیئے کہ آگے نہ نکلیں	آپؐ کی دونوں آنکھیں

عَنۡهُمۡ ۚ	تُرِيۡدُ	زِيۡنَةَ الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا ۚ 1213
ان لوگوں سے (یعنی ان کو مت چھوڑیں)	(کہ) آپؐ تلاش کرتے ہوں	دنیاوی زندگی کی زینت کو

وَلَا تُطِعۡ	مَنۡ	اَغۡفَلۡنَا	قَلۡبَهٗ	عَنۡ ذِكۡرِنَا
اور آپؐ پیروی مت کریں	اس کی	ہم نے غافل کیا	جس کے دل کو	اپنی یاد سے

وَاتَّبَعَ	هَوٰٮهُ	وَكَانَ	اَمۡرُهٗ	فُرُطًا ۲۸
اور جس نے پیروی کی	اپنی خواہش کی	اور ہے	اس کا کام	حد سے گزرا ہوا

آیت نمبر (29 تا 31)

م ھ ل

(ف) مُهۡلَةً — جلد بازی نہ کرنا۔ آرام سے کام کرنا۔

مُهۡلٌ — پگھلی ہوئی دھات۔ پیپ۔ راکھ۔ زیر مطالعہ آیت۔ ۲۹

(افعال) اِمۡهَالًا — مہلت دینا

اَمۡهِلۡ — فعل امر ہے۔ تو مہلت دے۔

(تفعیل) مَهِيۡلًا — ڈھیل دینا

مَهِّلۡ — فعل امر ہے۔ تو ڈھیل دے۔ ﴿ فَمَهِّلِ الۡكٰفِرِيۡنَ اَمۡهِلۡهُمۡ رُوَيۡدًا ۱۷ ﴾ (86/الطارق:17)
''پس تو ڈھیل دے کافروں کو، تو مہلت دے ان کو غیر محسوس طریقے سے۔''

ش و ی

(ض) شَيًّا — کسی چیز کو بھوننا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 29

شَوًى — جسم کے اطراف جن پر زخم لگنے سے موت واقع نہ ہو جیسے کھال۔ ﴿ نَزَّاعَةً لِّلشَّوٰى ۱۶ ﴾ (70/المعارج:16) ''کھینچ لینے والی کھال کو۔''

ترجمہ:

وَقُلِ	الۡحَقُّ	مِنۡ رَّبِّكُمۡ ۚ	فَمَنۡ	شَآءَ	فَلۡيُؤۡمِنۡ
آپؐ کہئے	کل کا کل حق	تم لوگوں کے رب (کی طرف) سے ہے	پس جو	چاہے	تو وہ ایمان لائے

وَّمَنۡ	شَآءَ	فَلۡيَكۡفُرۡ ۙ	اِنَّآ	اَعۡتَدۡنَا	لِلظّٰلِمِيۡنَ	نَارًا ۙ
اور جو	چاہے	تو وہ انکار کرے	بیشک	ہم نے تیار کی	ظلم کرنے والوں کے لئے	ایک آگ

اَحَاطَ	بِهِمۡ	سُرَادِقُهَا ؕ	وَاِنۡ	يَّسۡتَغِيۡثُوۡا	يُغَاثُوۡا
گھیر لیں گی	ان کو	اس کی قناتیں	اور اگر	وہ لوگ مدد کے لئے پکاریں گے	تو ان کی مدد کی جائے گی

بِمَآءٍ	كَالْمُهْلِ	يَشْوِي	الْوُجُوْهَ ط	1213 بِئْسَ
ایک ایسے پانی سے جو	تیل کی (تلچھٹ) کی طرح ہوگا	وہ بھون دے گا	چہروں کو	کتنا برا ہے

الشَّرَابُ ط	وَسَآءَتْ	مُرْتَفَقًا ۝۲۹	اِنَّ	الَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا
یہ پینا	اور کتنی بری ہے یہ (آگ)	بطور آرام گاہ کے	بیشک	وہ لوگ جو	ایمان لائے

وَعَمِلُوا	الصّٰلِحٰتِ	اِنَّا	لَا نُضِيْعُ	اَجْرَ مَنْ
اور انہوں نے عمل کئے	نیکیوں کے	تو بیشک	ہم ضائع نہیں کرتے	اس کے اجر کو جس نے

اَحْسَنَ	عَمَلًا ۝۳۰ ج	اُولٰٓئِكَ	لَهُمْ	جَنّٰتُ عَدْنٍ	تَجْرِيْ
حسین بنایا	عمل کو	یہ لوگ ہیں	جن کے لئے ہیں	عدن کے باغات	بہتی ہیں

مِنْ تَحْتِهِمُ	الْاَنْهٰرُ	يُحَلَّوْنَ	فِيْهَا
ان لوگوں کے نیچے سے	نہریں	وہ لوگ آراستہ کئے جائیں گے	ان (باغات) میں
مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ	وَّيَلْبَسُوْنَ	ثِيَابًا خُضْرًا	مِّنْ سُنْدُسٍ وَّ اِسْتَبْرَقٍ
سونے کے کنگنوں سے	اور پہنیں گے	سبز کپڑے	چمکیلے اور باریک ریشم کے

مُّتَّكِـِٕيْنَ	فِيْهَا	عَلَى الْاَرَآئِكِ ط	نِعْمَ	الثَّوَابُ ط
بیٹھنے والے ہوتے ہوئے	ان (باغات) میں	مزین تختوں پر	کتنا اچھا ہے	یہ بدلہ

وَحَسُنَتْ	مُرْتَفَقًا ۝۳۱ ع
اور کتنے اچھے ہیں یہ (باغات)	بطور آرام گاہ کے

نوٹ۔1

جنت اور دوزخ کے احوال کا بیان متشابہات میں داخل ہے۔ جن تمثیلات وتشبیہات سے اس نادیدہ عالم کے احوال کو ہمارے ذہن کے قریب لایا جاسکتا ہے، قرآن ان کے ذریعہ سے ان کو ہمارے ذہن کے قریب کرتا ہے۔ رہی ان کی اصل حقیقت تو اس کا علم صرف اللہ کو ہے۔ دوزخ کے "مُہل" یا جنت کے کنگن اور سندس اور استبرق کی حقیقت یہاں نہیں معلوم کی جاسکتی۔ یہ امر بھی ملحوظ رہے کہ قرآن ان چیزوں کے بیان میں اہل عرب ہی کی معلومات اور ان ہی کے ذوق کو ملحوظ رکھتا ہے۔ اس لئے کہ تشبیہ و تمثیل میں موثر وہی چیزیں ہوتی ہیں جن سے مخاطب واقف ہوں۔ (تدبر قرآن)

آیت نمبر (32تا36)

ح ف ف

حَفًّا: کسی کو گھیرنا۔ کسی کے گرد گھیرا ڈالنا۔ زیر مطالعہ آیت۔ ۳۲۔

حَافٌّ — اسم الفاعل ہے۔گھیرنے والا۔گھیرا ڈالنے والا۔﴿ وَ تَرَى الْمَلٰٓئِكَةَ حَآفِّيْنَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ ﴾ (39/الزمر:75)''اور تو دیکھے گا فرشتوں کو گھیرا ڈالنے والے ہوتے ہوئے عرش کے اردگرد۔''

ب	ی	د

(ض) بَيَادًا — بیابان میں کسی چیز کا پراگندہ ہونا۔تباہ و برباد ہونا۔زیر مطالعہ آیت۔۳۵۔

ترجمہ:

وَاضْرِبْ	لَهُمْ	مَّثَلًا	رَّجُلَيْنِ	جَعَلْنَا
اور آپؐ بیان کریں	ان لوگوں کے لئے	ایک مثال	دو آدمیوں کی	ہم نے بنایا

لِاَحَدِهِمَا	جَنَّتَيْنِ	مِنْ اَعْنَابٍ	وَّحَفَفْنٰهُمَا
ان دونوں میں سے ایک کے لئے	دو باغ	انگوروں کی	اور ہم نے گھیرا ڈالا دونوں کے گرد

بِنَخْلٍ	وَّجَعَلْنَا	بَيْنَهُمَا	زَرْعًا ؕ۳۲	كِلْتَا الْجَنَّتَيْنِ
کھجوروں سے	اور ہم نے بنایا	دونوں کے مابین	ایک کھیتی	دونوں باغ

اٰتَتْ	اُكُلَهَا	وَلَمْ تَظْلِمْ	مِّنْهُ	شَيْئًا ۙ	وَّفَجَّرْنَا
دیتے تھے	اپنے پھل	اور وہ (باغ) کمی نہ کرتے	اس (پھل) میں سے	کوئی چیز	اور ہم نے جاری کی

خِلٰلَهُمَا	نَهَرًا ۙ۳۳	وَّكَانَ	لَهٗ	ثَمَرٌ ۚ	فَقَالَ	لِصَاحِبِهٖ
دونوں کے بیچ سے	ایک نہر	اور تھا	اس کے لئے	ایک پھل	تو اس نے کہا	اپنے ساتھی سے

وَ	هُوَ	يُحَاوِرُهٗٓ	اَنَا	اَكْثَرُ	مِنْكَ
اس حال میں کہ	وہ	گفتگو کررہا تھا اس سے	میں	زیادہ کثرت والا ہوں	تجھ سے

مَالًا	وَّاَعَزُّ	نَفَرًا ۳۴	وَدَخَلَ
بلحاظ مال کے	اور زیادہ عزت والا ہوں	بلحاظ نفری (یعنی افرادی قوت) کے	اور وہ داخل ہوا

جَنَّتَهٗ	وَ	هُوَ	ظَالِمٌ	لِّنَفْسِهٖ ۚ	قَالَ
اپنے باغ میں	اس حال میں کہ	وہ	ظلم کرنے والا تھا	اپنے آپ پر	اس نے کہا

مَآ اَظُنُّ	اَنْ	تَبِيْدَ	هٰذِهٖٓ	اَبَدًا ۙ۳۵	وَّمَآ اَظُنُّ
میں نہیں سمجھتا	کہ	برباد ہوگا	یہ (باغ)	کبھی بھی	اور میں نہیں سمجھتا

السَّاعَةَ	قَآئِمَةً ۙ	وَّلَئِنْ	رُّدِدْتُّ	اِلٰى رَبِّيْ
قیامت کو	قائم ہونے والی	اور بیشک اگر	لوٹایا گیا مجھ کو	میرے رب کی طرف

لَاَجِدَنَّ	خَيْرًا مِّنْهَا	مُنْقَلَبًا ۳۶
تو میں لازماً پاؤں گا	اس سے بہتر	پلٹنے کی جگہ

آیت نمبر (37تا41)

ز ل ق

(س) زَلَقًا — قدم پھسلنا۔

زَلَقٌ — صفت بھی ہے۔ پھسلنی جگہ۔ چکنی۔ زیر مطالعہ آیت۔۴۰۔

(افعال) اِزْلَاقًا — پھسلانا۔﴿اِنْ يَّكَادُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَيُزْلِقُوْنَكَ بِاَبْصَارِهِمْ﴾ (68/القلم:51)''اور یقینا قریب ہے کہ وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا پھسلا دیں آپ کو اپنی آنکھوں سے یعنی گھور گھور کے۔''

ترکیب

(آیت۔۳۸) لٰكِنَّا۠ کے الف پر قرآن مجید کے نسخوں میں یا تو کاٹا (x) لگا ہوتا ہے یا ایک گول نشان (o) ہوتا ہے۔ یہ اس بات کی علامت ہے کہ یہ الف پڑھا نہیں جائے گا۔ اس لئے اس کو لٰكِنَّ پڑھنا ہے، لیکن یہ لٰكِنَّ بھی نہیں ہے۔ اگر یہ لٰكِنَّ ہوتا تو اس کے آگے ضمیر مرفوع هُوَ کے بجائے ضمیر منصوبہ آتی اور یہ لٰكِنَّهٗ آتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ دراصل لٰكِنْ اَنَا ہے جو کو لٰكِنَّا لکھا اور لٰكِنَّ پڑھا جاتا ہے۔ (آیت۔۳۹) مضارع تَرٰى کو اِنْ نے مجزوم کیا تو یا گر گئی اور اِنْ تَرَ باقی بچا۔ اس کے آگے ضمیر مفعولی نِيْ ہے۔ نِ اس کا نون وقایہ ہے۔ اس کے آگے اَنَا اگر مبتدا ہوتا تو اس کی خبر اَقَلُّ آتی لیکن اَقَلَّ حالت نصب میں ہے، اس سے معلوم ہوا کہ اَنَا دراصل ضمیر مفعول نِيْ کی تاکید کے لئے آیا ہے اور تَرَ کا مفعول ہونے کی وجہ سے اَقَلَّ حالت نصب میں ہے۔ (آیت۔۴۰) اَنْ يُّؤْتِيَنِ میں بھی نون وقایہ ہے۔

ترجمہ:

قَالَ	لَهٗ	صَاحِبُهٗ	وَ	هُوَ	يُحَاوِرُهٗٓ	اَ
کہا	اس سے	اس کے ساتھی نے	اس حال میں کہ	وہ	گفتگو کر رہا تھا اس سے	کیا

كَفَرْتَ	بِالَّذِيْ	خَلَقَكَ	مِنْ تُرَابٍ	ثُمَّ	مِنْ نُّطْفَةٍ	ثُمَّ
تونے انکار کیا	اس کا جس نے	پیدا کیا تجھ کو	ایک مٹی سے	پھر	ایک نطفہ سے	پھر

سَوّٰىكَ	رَجُلًا ؀(37)	لٰكِنَّا۠	هُوَ	اللّٰهُ	رَبِّيْ
ٹھیک ٹھاک کیا تجھ کو	بطور ایک مرد کے	لیکن میں (کہتا ہوں کہ)	وہ	اللہ	میرا رب ہے

وَلَآ اُشْرِكُ	بِرَبِّيْٓ	اَحَدًا ؀(38)	وَلَوْلَآ	اِذْ
اور میں شریک نہیں کرتا	اپنے رب کے ساتھ	کسی ایک کو	اور کیوں نہیں	جب

دَخَلْتَ	جَنَّتَكَ	قُلْتَ	مَا	شَاۗءَ	اللّٰهُ ۙ	لَا قُوَّةَ
تو داخل ہوا	اپنے باغ میں	تو تو نے کہا	جو	چاہا	اللہ نے	کوئی بھی قوت نہیں

اِلَّآ	بِاللّٰهِ ۚ	اِنْ	تَرَنِ اَنَا	اَقَلَّ	مِنْكَ	1214 مَالًا	وَّوَلَدًا ۚ (۳۹)
مگر	اللہ سے	اگر	تو دیکھتا ہے مجھ کو	کمتر	اپنے سے	بلحاظ مال کے	اور اولاد کے

فَعَسٰى	رَبِّيْٓ	اَنْ	يُّؤْتِيَنِ	خَيْرًا	مِّنْ جَنَّتِكَ	وَيُرْسِلَ
تو امید ہے	میرے رب سے	کہ	وہ دے گا مجھ کو	بہتر	تیرے باغ سے	اور وہ بھیج دے گا

عَلَيْهَا	حُسْبَانًا	مِّنَ السَّمَآءِ	فَتُصْبِحَ	صَعِيْدًا زَلَقًا (۴۰)
اس پر	کوئی آفت	آسمان سے	نتیجۃً وہ (باغ) ہوجائے	ایک چکنا میدان

اَوْ	يُصْبِحَ	مَآؤُهَا	غَوْرًا	فَلَنْ تَسْتَطِيْعَ	لَهٗ	طَلَبًا (۴۱)
یا	ہوجائے	اس کا پانی	جذب (زمین میں)	پھر تجھے ہرگز استطاعت نہ ہوگی	اس کو	(واپس) بلانے کی

آیت نمبر (42تا44)

ترجمہ:

وَاُحِيْطَ	بِثَمَرِهٖ	فَاَصْبَحَ	يُقَلِّبُ
اور گھیر (یعنی سمیٹ) لیا گیا	اس کے پھل کو	نتیجۃً وہ ہوگیا	الٹا پلٹتا ہوا

كَفَّيْهِ	عَلٰى مَآ	اَنْفَقَ	فِيْهَا
اپنی دونوں ہتھیلیوں کو (یعنی ہاتھ ملتا رہ گیا)	اس پر جو	اس نے خرچ کیا	اس (باغ) میں

وَ	هِيَ	خَاوِيَةٌ	عَلٰى عُرُوْشِهَا	وَيَقُوْلُ	يٰلَيْتَنِيْ
اس حال میں کہ	وہ (باغ)	اوندھا تھا	اپنی چھتوں پر	اور وہ کہتا تھا	اے کاش

لَمْ اُشْرِكْ	بِرَبِّيْٓ	اَحَدًا (۴۲)	وَلَمْ تَكُنْ	لَّهٗ	فِئَةٌ
میں شریک نہ کرتا	اپنے رب کے ساتھ	کسی ایک کو	اور تھی ہی نہیں	اس کے لئے	کوئی ایسی جماعت جو

يَّنْصُرُوْنَهٗ	مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ	وَمَا كَانَ	مُنْتَصِرًا (۴۳)	هُنَالِكَ
مدد کرتی اس کی	اللہ کے علاوہ	اور وہ نہیں تھا	بدلہ لینے والا	یہاں (پتہ لگ گیا کہ)

اَلْوَلَايَةُ	لِلّٰهِ الْحَقِّ ۭ	هُوَ	خَيْرٌ	ثَوَابًا	وَّخَيْرٌ	عُقْبًا (۴۴) ع
کل کی کل کارسازی	برحق اللہ کے لئے ہے	وہ	بہتر ہے	بطور بدلے کے	اور بہتر ہے	بطور انجام کے

نوٹ۔1

زیر مطالعہ آیات ۳۲ سے ۴۴ تک میں جو مثال دی گئی ہے اور اس میں جو دو اشخاص کے حالات اور مکالمہ دیا گیا ہے، اس میں ایک توجہ طلب بات یہ ہے کہ یہاں کہیں بھی کسی دیوی یا دیوتا کا ذکر نہیں ہے، پھر وہ کیا بات ہے جس کو آیت۔۳۷ میں باغ والے کا کفر قرار دیا گیا اور آیت۔۳۸ میں جس سے اعلان برأت کرتے ہو باغ والے کے ساتھی نے کہا کہ میں اپنے رب کے ساتھ کوئی شرک

نہیں کرتا۔ اور پھر آیت۔ 42 میں خود باغ والے نے جس کے لئے اپنا کفِ افسوس ملتے ہوئے کہا کہ کاش میں اپنے رب کے ساتھ شریک نہ کرتا۔ اب نوٹ کرلیں کہ وہ بات آیت۔ 35، 36 میں دی ہوئی ہے۔ یہ مادہ پرستانہ نکتہ نظر ہے [1214] جس کو یہاں کفر اور شرک قرار دیا ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ ہم مادہ پرستی کے فلسفہ کو اچھی طرح سمجھ لیں۔

عام خیال یہ ہے کہ مادہ پرستی کا مرض نیوٹن کی فزکس کی پیداوار ہے۔ لیکن ان آیات کے مطالعہ سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ یہ مرض بہت پرانا ہے۔ نیوٹن نے پرانی شراب کو نئی بوتل میں پیش کیا ہے۔ مادہ پرستانہ فلسفہ یہ ہے کہ مادہ (Matter) کا وجود قدیم ہے یعنی وہ ہمیشہ سے ہے اور مادہ کی خصوصیات (Properties of Matter) اس کی ذاتی ہیں اور لا فانی ہیں۔ یہ سوچ قیامت کے نظریہ سے براہ راست متصادم ہے۔ کیونکہ مادے کو اور اس کی خصوصیات کو اگر لافانی مان لیا جائے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ کائنات اور اس کا نظام کبھی ختم نہیں ہوگا اور قیامت نہیں آئے گی۔ اس کا منطقی نتیجہ یہ ہے کہ اس سوچ کا حامل شخص اگر اللہ کے وجود کو تسلیم کرتا ہے تب بھی قیامت پر اس کا ایمان متزلزل ہوجاتا ہے۔ یہ کفر ہے۔ اس کا دوسرا منطقی نتیجہ یہ ہے کہ ایسے شخص کا تکیہ اور بھروسہ یعنی توکل مادے اور اس کی خصوصیات پر ہوجاتا ہے اور ذاتِ باری تعالیٰ اس کے ذہن سے اوجھل ہوجاتی ہے۔ یہ بھی کفر ہے۔ اسی مادہ پرستی کے فلسفہ کو یہاں شرک کہا گیا ہے۔ قرآن کا نظریہ یہ ہے کہ اس کائنات میں صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے جس کا وجود قدیم ہے۔ اللہ کی صفات اس کی ذاتی ہیں، کسی کی عطا کردہ نہیں ہیں۔ اس کی صفات لامحدود (Infinite) ہیں اور لا فانی ہیں۔ اللہ کے سوا اس کائنات میں جو کچھ بھی ہے، جہاں بھی ہے اور جس شکل میں بھی ہے۔ اس کا وجود حادث ہے یعنی وہ چیز پہلے نہیں تھی، اللہ نے اسے وجود بخشا تو وہ وجود میں آئی۔ ہر چیز کا وجود اِلٰٓی اَجَلٍ مُّسَمًّی ہے یعنی فانی ہے۔ ہر چیز کی صفات اس کی ذاتی نہیں ہیں بلکہ اللہ کی عطا کردہ ہیں۔ لامحدود نہیں ہیں بلکہ ایک اندازے اور تناسب سے عطا کی گئی ہیں اور ہر چیز کے وجود کی طرح اس کی صفات بھی فانی ہیں۔

اب غور کریں کہ جب ہم مادہ کو قدیم اور اس کی صفات کو اس کی ذاتی اور لافانی مانتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم نے مادہ کو اللہ کا ”کفو“ یعنی ہم پلہ قرار دیا۔ یہ بدترین شرک ہے اور بدقسمتی سے آج کے دور میں شرک کی یہی شکل سب سے زیادہ رائج ہے لیکن ہم میں سے اکثر کو اس کا احساس نہیں ہے۔ (از لطف الرحمن خان صاحب)

آیت نمبر (45تا49)

ه ش م

(ض)

هَشْمًا: کسی چیز کو توڑنا۔

هَشِيْمٌ: فَعِيْلٌ کے وزن پر صفت ہے اسم المفعول کے معنی میں۔ توڑی ہوئی چیز۔ توڑی ہوئی خشک گھاس۔ چورا۔ زیر مطالعہ آیت۔ ۴۵۔

ذ ر و

(ن)

ذَرْوًا: خاک اڑانا۔ بکھیرنا۔ زیر مطالعہ آیت۔ ۴۵۔

ذَارٍ: مونث۔ ذَارِيَةٌ، ج: ذَارِيَاتٌ۔ اسم الفاعل ہے۔ اڑانے والا۔ بکھیرنے والا۔ ﴿ وَ الذّٰرِيٰتِ ذَرْوًا ۝۱ ﴾ (51/الذّٰرِیٰت:1) ”قسم ہے بکھیرنے والیوں کی جیسا کہ بکھیرنے کا حق ہے۔“

1214

غ د ر

(ن)	غَدْرًا	بدعہدی کرنا۔ بے وفائی کرنا۔
(مفاعلہ)	غِدَارً	کسی چیز کو چھوڑ دینا۔ زیر مطالعہ آیت۔ ۴۷

ص ف ف

(ن)	صَفًّا	قطار بنانا۔ صف بنانا۔ زیر مطالعہ آیت۔ ۴۸
	صَفٌّ	اسم ذات بھی ہے۔ قطار۔ صف۔ ﴿ وَّ جَآءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا ﴾ (89/ الفجر: 22) ''اور آئے گا آپ کا رب اور تمام فرشتے (آئیں گے) قطار در قطار۔''
	صَافٌّ	ج صَافُّوْنَ اور صَوَافٌّ اسم الفاعل ہے۔ قطار بنانے والا۔ صف باندھنے والا۔ ﴿ وَّ اِنَّا لَنَحْنُ الصَّآفُّوْنَ ﴾ (37/ الصّٰفّٰت: 165) ''اور بیشک ہم یقینا صف باندھنے والے ہیں۔'' ﴿ فَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا صَوَآفَّ ﴾ (22/ الحج: 36) ''پس تم لوگ یاد کرو اللہ کا نام ان پر (ان کی) قطار بنانے والے ہوتے ہوئے۔''
	مَصْفُوْفٌ	اسم المفعول ہے۔ قطار لگایا ہوا۔ ﴿ مُتَّكِـِٕيْنَ عَلٰى سُرُرٍ مَّصْفُوْفَةٍ ﴾ (52/ الطور: 20) ''ٹیک لگانے والے ہوتے ہوئے قطار لگائے ہوئے تختوں پر۔''

ش ف ق

(س)	شَفَقًا	رحم کرنا۔ مہربان ہونا۔
	شَفَقٌ	اسم ذات بھی ہے۔ مہربانی۔ غروب آفتاب کے بعد افق پر سرخی۔ شفق۔ ﴿ فَلَآ اُقْسِمُ بِالشَّفَقِ ﴾ (84/ الانشقاق: 16) ''پس نہیں! میں قسم کھاتا ہوں شام کی سرخی کی۔''
(افعال)	اِشْفَاقًا	کسی کی رحمت و مہربانی کی محرومی سے ڈرنا۔ پھر مجرد ڈرنے کے معنی میں بھی آتا ہے۔ ﴿ ءَاَشْفَقْتُمْ اَنْ تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقٰتٍ ﴾ (58/ المجادلہ: 13) ''کیا تم لوگ ڈر گئے کہ تم لوگ پیش کرو اپنی سرگوشی سے پہلے کچھ صدقہ۔''
	مُشْفِقٌ	اسم الفاعل ہے۔ ڈرنے والا۔ زیر مطالعہ آیت۔ ۴۹۔

ترکیب

(آیت۔ ۴۵) اِخْتَلَطَ کا فاعل نَبَاتُ الْاَرْضِ ہے اور بِہٖ کی ضمیر مَآءٍ کے لئے ہے۔ (آیت۔ ۴۸) اَلَّنْ دراصل اَنْ لَنْ ہے۔ (آیت۔ ۴۹) تَرَی کا مفعول اَلْمُجْرِمِیْنَ ہے جبکہ مُشْفِقِیْنَ حال ہونے کی وجہ سے حالت نصب میں ہے۔ مَالِ میں مَا استفہامیہ ہے اور لِ دراصل حرف جارہ ہے جسے هٰذَا سے الگ کر کے لکھا گیا ہے۔ یہ قرآن مجید کا مخصوص املا ہے۔ عربی میں اس طرح نہیں لکھا جاتا۔ عربی میں اسے مَالِهٰذَا ہی لکھا جائے گا۔ صَغِیْرَۃً اور کَبِیْرَۃً صفت ہے۔ ان کا موصوف محذوف ہے۔ جو کہ اَعْمَالًا ہو سکتا ہے۔ شَیْئًا کو محذوف نہیں مان سکتے کیونکہ صفت مونث آئی ہے۔

1214

ترجمہ:

وَاضْرِبْ	لَهُمْ	مَّثَلَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا	كَمَآءٍ	اَنْزَلْنٰهُ
اور آپ بیان کریں	ان لوگوں کے لئے	دنیوی زندگی کی مثال	پانی کی مانند	ہم نے اتارا جس کو

مِنَ السَّمَآءِ	فَاخْتَلَطَ	بِهٖ	نَبَاتُ الْاَرْضِ	فَاَصْبَحَ	هَشِيْمًا
آسمان سے	پھر ملا	اس (پانی) سے	زمین کا سبزہ	پھر وہ (سبزہ) ہو گیا	چورا

تَذْرُوْهُ	الرِّيٰحُ ط	وَكَانَ	اللّٰهُ	عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ	مُّقْتَدِرًا ﴿۴۵﴾
بکھیرتی ہیں اس کو	ہوائیں	اور ہے	اللہ	ہر چیز پر	پوری طرح قابو یافتہ

اَلْمَالُ	وَالْبَنُوْنَ	زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ج	وَالْبٰقِيٰتُ	الصّٰلِحٰتُ
مال	اور بیٹے	دنیوی زندگی کی زینت ہیں	اور باقی رہنے والی	نیکیاں

خَيْرٌ	عِنْدَ رَبِّكَ	ثَوَابًا	وَّخَيْرٌ	اَمَلًا ﴿۴۶﴾	وَيَوْمَ
بہتر ہیں	آپ کے رب کے پاس	بلحاظ بدلے کے	اور بہتر ہیں	بلحاظ توقع کے	اور جس دن

نُسَيِّرُ	الْجِبَالَ	وَتَرَى	الْاَرْضَ	بَارِزَةً لا
ہم چلائیں گے	پہاڑوں کو	اور آپ دیکھیں گے	زمین کو	صاف کھلی ہونے والی حالت میں

وَّحَشَرْنٰهُمْ	فَلَمْ نُغَادِرْ	مِنْهُمْ	اَحَدًا ﴿۴۷﴾ ج	وَعُرِضُوْا
اور ہم اکٹھا کریں گے ان کو	پھر ہم نہیں چھوڑیں گے	ان میں سے	کسی ایک کو	اور وہ لوگ پیش کئے جائیں گے

عَلٰى رَبِّكَ	صَفًّا ط	لَقَدْ جِئْتُمُوْنَا
آپ کے رب پر (یعنی اس کے حضور)	صف بناتے ہوئے	بیشک تم لوگ آ چکے ہو ہمارے پاس

كَمَا	خَلَقْنٰكُمْ	اَوَّلَ مَرَّةٍۭ	بَلْ	زَعَمْتُمْ	اَلَّنْ نَّجْعَلَ
جیسے کہ	ہم نے پیدا کیا تم کو	پہلی مرتبہ	بلکہ	تم لوگوں نے سمجھ لیا	کہ ہم ہرگز نہیں بنائیں گے

لَكُمْ	مَّوْعِدًا ﴿۴۸﴾	وَوُضِعَ	الْكِتٰبُ	فَتَرَى
تم لوگوں کے لئے	کوئی وعدہ کا وقت	اور رکھا جائے گا	لکھا ہوا (اعمال نامہ)	پھر آپ دیکھیں گے

الْمُجْرِمِيْنَ	مُشْفِقِيْنَ	مِمَّا	فِيْهِ	وَيَقُوْلُوْنَ
مجرموں کو	ڈرنے والے ہوتے ہوئے	اس سے جو	اس میں ہے	اور وہ لوگ کہیں گے

يٰوَيْلَتَنَا	مَا	لِ هٰذَا الْكِتٰبِ	لَا يُغَادِرُ	صَغِيْرَةً
ہائے ہماری تباہی	کیا ہے	اس ریکارڈ کو	وہ نہیں چھوڑتا	کسی چھوٹے (عمل) کو

وَّلَا كَبِيْرَةً	اِلَّآ	اَحْصٰىهَا ۚ	وَوَجَدُوْا 1214
اور نہ ہی کسی بڑے (عمل) کو	سوائے اس کے کہ	اس نے گھیر لیا اس کو	اور وہ لوگ پائیں گے

مَا	عَمِلُوْا	حَاضِرًا ۭ	وَلَا يَظْلِمُ	رَبُّكَ	اَحَدًا ۧ
اس کو جو	انہوں نے عمل کئے	حاضر	اور ظلم نہیں کرے گا	آپ ﷺ کا رب	کسی ایک پر

نوٹ۔1 تیسرے کلمہ میں ہم لوگ جو پانچ کلمات پڑھتے ہیں، ان کو رسول اللہ ﷺ نے **الباقیات الصالحات** فرمایا۔ یہ بات متعدد روایات میں آئی ہے۔ بعض روایات میں پانچ کلات ہیں جبکہ بعض روایات میں چار ہیں۔ حضرت ابن عباس ؓ سے ایک دوسری روایت میں یہ ہے کہ آیت مذکورہ میں باقیات صالحات سے مراد مطلق اعمال صالحہ ہیں جن میں یہ کلمات بھی داخل ہیں۔

(ابن کثیر اور معارف القرآن سے ماخوذ)

آیت نمبر (50تا53)

ع ض د

(ن) عَضُدًا: (۱) بازو پر مارنا (۲) کسی کا دست و بازو بننا یعنی مدد کرنا۔

عَضُدٌ: (۱) بازو (کہنی سے کندھے تک کا حصہ) (۲) مددگار زیر مطالعہ آیت۔۵۱)

و ب ق

(ض) وَبْقًا: ہلاک ہونا۔

مَوْبِقٌ: اسم الظرف ہے ہلاک ہونے کی جگہ۔ زیر مطالعہ آیت۔۵۲۔

(افعال) اِيْبَاقًا: ہلاک ہونا۔﴿ اَوْ يُوْبِقْهُنَّ بِمَا كَسَبُوْا ﴾ (42/الشوریٰ:34) ”یا وہ تباہ کر دے ان سب کو بسبب اس کے جو انہوں نے کمایا۔“

ترجمہ:

وَاِذْ	قُلْنَا	لِلْمَلٰۗىِٕكَةِ	اسْجُدُوْا	لِاٰدَمَ	فَسَجَدُوْٓا	اِلَّآ
اور جب	ہم نے کہا	فرشتوں سے	تم لوگ سجدہ کرو	آدم ؑ کو	تو ان سب نے سجدہ کیا	سوائے

اِبْلِيْسَ ۭ	كَانَ	مِنَ الْجِنِّ	فَفَسَقَ	عَنْ اَمْرِ رَبِّهٖ ۭ	اَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ
ابلیس کے	وہ تھا	جنوں میں سے	تو وہ نکل گیا	اپنے رب کے حکم (کی اطاعت) سے	تو کیا تم لوگ بناتے ہو اس کو

وَذُرِّيَّتَهٗٓ	اَوْلِيَاۗءَ	مِنْ دُوْنِيْ	وَ	هُمْ	لَكُمْ	عَدُوٌّ ۭ
اور اس کی اولاد کو	کارساز	میرے علاوہ	حالانکہ	وہ سب	تم لوگوں کے	دشمن ہیں

بِئْسَ	لِلظّٰلِمِيْنَ	بَدَلًا ۝	مَآ اَشْهَدْتُّهُمْ
کتنا برا ہے یہ	ظالموں کے لئے	بلحاظ بدل کے (یعنی بدلے میں لی ہوئی چیز کے)	میں نے گواہ نہیں بنایا تھا ان کو

خَلْقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ	وَلَا خَلْقَ اَنْفُسِهِمْ ۠	وَمَا كُنْتُ
زمین اور آسمانوں کی تخلیق کا	اور نہ ہی ان کی اپنی تخلیق کا	اور میں نہیں تھا

مُتَّخِذَ الْمُضِلِّيْنَ	عَضُدًا ۝٥١	وَيَوْمَ	يَقُوْلُ
گمراہ کرنے والوں کو بنانے والا	(اپنا) مددگار	اور جس دن	1214 وہ (یعنی اللہ) کہے گا

نَادُوْا	شُرَكَآءِيَ الَّذِيْنَ	زَعَمْتُمْ	فَدَعَوْهُمْ
تم لوگ پکارو	میرے ان شریکوں کو جن پر	تمہیں زعم تھا	تو وہ لوگ بلائیں گے ان کو

فَلَمْ يَسْتَجِيْبُوْا	لَهُمْ	وَجَعَلْنَا	بَيْنَهُمْ	مَّوْبِقًا ۝٥٢
پھر وہ جواب نہیں دیں گے	ان کو	اور ہم بنا دیں گے	ان کے مابین	ایک ہلاک ہونے کی جگہ

وَرَاَ	الْمُجْرِمُوْنَ	النَّارَ	فَظَنُّوْٓا	اَنَّهُمْ	مُّوَاقِعُوْهَا
اور دیکھیں گے	مجرم لوگ	آگ کو	تو وہ سمجھ لیں گے	کہ وہ لوگ	گرنے والے ہیں اس میں

وَلَمْ يَجِدُوْا	عَنْهَا	مَصْرِفًا ۝٥٣ ع
اور وہ نہیں پائیں گے	اس سے	(خود کو) پھیرنے کی کوئی جگہ

نوٹ۔1

اس سلسلہ کلام میں قصہ آدم و ابلیس کی طرف اشارہ کرنے سے مقصود گمراہ انسانوں کو ان کی اس حماقت پر متنبہ کرنا ہے کہ وہ اپنے رحیم و شفیق پروردگار اور خیر خواہ پیغمبروں کو چھوڑ کر اپنے اس ازلی دشمن کے پھندے میں پھنس رہے ہیں جو ازل سے ان کے خلاف حسد رکھتا ہے۔ (تفہیم القرآن) بِئْسَ لِلظّٰلِمِيْنَ بَدَلًا۔ یہ جملہ اظہار تعجب اور اظہار افسوس کا ہے کہ ان ظالموں نے خدا کا بدل بھی ڈھونڈا تو اپنے باپ حضرت آدمؑ اور ان کی اولاد کے ابدی دشمن کو۔ یہ شامت زدگی کی آخری حد ہے۔ (تدبر قرآن)

آیت نمبر (54 تا 59)

د ح ض

(ف)　دَحْضًا　کسی چیز کا اپنی جگہ سے پھسل جانا۔ دلیل کا باطل ہونا۔ رد ہونا۔

دَاحِضٌ　اسم الفاعل ہے۔ پھسلنے والا۔ رد ہونے والا۔ ﴿حُجَّتُهُمْ دَاحِضَةٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ﴾ (42/ الشوریٰ: 16) ''ان کی حجت رد ہونے والی ہے ان کے رب کے پاس۔''

(افعال)　اِدْحَاضًا　پھسلانا۔ رد کرنا۔ زیر مطالعہ آیت ۵۶۔

مُدْحَضٌ　اسم المفعول ہے۔ پھلایا جانے والا۔ رد کیا جانے والا۔ ﴿فَسَاهَمَ فَكَانَ مِنَ الْمُدْحَضِيْنَ ۝١٤١ ج﴾ (37/ الصّٰفّٰت: 56) ''پھر قرعہ ڈالا تو وہ تھا پھلائے جانے والوں میں سے۔''

و ء ل

(ض)　وَأْلًا　پناہ لینا۔

مَوْئِلٌ　اسم الظرف ہے۔ پناہ لینے کی جگہ۔ زیر مطالعہ آیت۔ ۵۸

1214

ترجمہ:

وَلَقَدْ صَرَّفْنَا	فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ	لِلنَّاسِ	مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ؕ	وَكَانَ الْاِنْسَانُ
اور بیشک ہم نے بار بار بیان کیا ہے	اس قرآن میں	لوگوں کے لئے	ہر ایک مثال میں سے	اور انسان ہے

اَكْثَرَ شَيْءٍ	جَدَلًا ﴿۵۴﴾	وَمَا مَنَعَ	النَّاسَ	اَنْ	يُّؤْمِنُوْٓا	اِذْ
ہر چیز سے زیادہ	بحث کرنے میں	اور نہیں روکا	لوگوں کو	کہ	وہ لوگ ایمان لائیں	جب

جَآءَهُمُ	الْهُدٰى	وَ	يَسْتَغْفِرُوْا	رَبَّهُمْ	اِلَّآ اَنْ
آئی ان کے پاس	ہدایت	اور (یہ کہ)	مغفرت مانگیں	اپنے رب سے	سوائے اس (انتظار) کے کہ

تَاْتِيَهُمْ	سُنَّةُ الْاَوَّلِيْنَ	اَوْ	يَاْتِيَهُمُ	الْعَذَابُ	قُبُلًا ﴿۵۵﴾
پہنچے ان کے پاس	پہلے لوگوں کا طریقہ	یا	پہنچے ان کے پاس	عذاب	سامنے سے

وَمَا نُرْسِلُ	الْمُرْسَلِيْنَ	اِلَّا	مُبَشِّرِيْنَ
اور ہم نہیں بھیجتے	رسولوں کو	مگر	بشارت دینے والا ہوتے ہوئے

وَمُنْذِرِيْنَ ۚ	وَيُجَادِلُ	الَّذِيْنَ	كَفَرُوْا	بِالْبَاطِلِ
اور خبردار کرنے والا ہوتے ہوئے	اور بحث کرتے ہیں	وہ لوگ جنہوں نے	کفر کیا	باطل (دلیلوں) کے ساتھ

لِيُدْحِضُوْا	بِهِ	الْحَقَّ	وَاتَّخَذُوْٓا	اٰيٰتِيْ
تا کہ وہ لوگ رد کر دیں	اس (باطل) سے	حق کو	اور وہ لوگ بناتے ہیں	میری نشانیوں کو

وَمَآ	اُنْذِرُوْا	هُزُوًا ﴿۵۶﴾	وَمَنْ	اَظْلَمُ	مِمَّنْ
اور اس کو جس سے	انہیں ڈرایا گیا	مذاق کا ذریعہ	اور کون	زیادہ ظالم ہے	اس سے جس کو

ذُكِّرَ	بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ	فَاَعْرَضَ	عَنْهَا	وَنَسِيَ
یاددہانی کرائی گئی	اس کے رب کی نشانیوں سے	تو اس نے اعراض کیا	ان سے	اور وہ بھول گیا

مَا	قَدَّمَتْ	يَدٰهُ ؕ	اِنَّا	جَعَلْنَا	عَلٰى قُلُوْبِهِمْ
اس کو جو	آگے کیا	اس کے دونوں ہاتھوں نے	بیشک ہم نے	بنائے	ان کے دلوں پر

اَكِنَّةً	اَنْ	يَّفْقَهُوْهُ	وَفِيْٓ اٰذَانِهِمْ	وَقْرًا ؕ	وَاِنْ
کچھ پردے	کہ (کہیں)	وہ سمجھ نہ لیں اس کو	اور (بنایا) ان کے کانوں میں	ایک بوجھ	اور اگر

تَدْعُهُمْ	اِلَى الْهُدٰى	فَلَنْ يَّهْتَدُوْٓا	اِذًا	اَبَدًا ﴿۵۷﴾
آپ بلائیں گے ان کو	ہدایت کی طرف	تو وہ ہرگز ہدایت نہیں پائیں گے	تب تو	کبھی بھی

وَرَبُّكَ	الْغَفُوْرُ	ذُو الرَّحْمَةِ ط	لَوْ	يُؤَاخِذُهُمْ	1214 بِمَا
اور آپ کا رب	ہی بے انتہا بخشنے والا ہے	رحمت والا ہے	اگر	وہ پکڑتا ان کو	بسبب اس کے جو
كَسَبُوْا	لَعَجَّلَ	لَهُمُ	الْعَذَابَ ط	بَلْ	لَّهُمْ
انہوں نے کمایا	تو وہ ضرور جلدی لے آتا	ان کے لئے	عذاب کو	بلکہ (یعنی لیکن)	ان کے لئے

مَّوْعِدٌ	لَّنْ يَّجِدُوْا	مِنْ دُوْنِهٖ	مَوْئِلًا ﴿۵۸﴾
وعدے کا ایک وقت ہے	(اس وقت) وہ لوگ ہرگز نہیں پائیں گے	اس کے علاوہ	کوئی پناہ لینے کی جگہ

وَتِلْكَ الْقُرٰٓى	اَهْلَكْنٰهُمْ	لَمَّا	ظَلَمُوْا	وَجَعَلْنَا
اور یہ بستیاں	ہم نے ہلاک کیا (اس کے) لوگوں کو	جب	انہوں نے ظلم کیا	اور ہم نے مقرر کیا

لِمَهْلِكِهِمْ	مَّوْعِدًا ﴿۵۹﴾ ع
ان کے ہلاک ہونے کے لئے	وعدے کا ایک وقت

نوٹ۔1

انسان کو بحث کرنے کا اتنا زبردست چسکہ ہے کہ وہ قیامت میں اللہ تعالیٰ سے بھی بحث کرے گا۔ اس کا ثبوت ایک حدیث سے ملتا ہے جو ہم معارف القرآن سے نقل کر رہے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے روز ایک شخص کفار میں سے پیش کیا جائے گا۔ اس سے سوال ہوگا کہ ہم نے جو رسول بھیجا تھا ان کے متعلق تمہارا کیا عمل رہا۔ وہ کہے گا کہ اے میرے پروردگار میں تو آپ پر بھی ایمان لایا، آپ کے رسول پر بھی اور عمل میں ان کی اطاعت کی۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ یہ تیرا نامہ اعمال سامنے رکھا ہے۔ اس میں تو یہ کچھ بھی نہیں۔ یہ شخص کہے گا کہ میں تو اس اعمال نامہ کو نہیں مانتا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ یہ ہمارے فرشتے جو تمہاری نگرانی کرنے والے تھے وہ تیرے خلاف گواہی دیتے ہیں۔ یہ کہے گا کہ میں ان کی شہادت کو بھی نہیں مانتا، نہ ان کو پہچانتا ہوں اور نہ میں نے ان کو اپنے عمل کے وقت دیکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے تو یہ لوح محفوظ سامنے ہے۔ اس میں بھی تیرا یہی حال لکھا ہے۔ وہ کہے گا کہ میرے پروردگار! آپ نے مجھے ظلم سے پناہ دی ہے یا ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے بیشک ظلم سے تو ہماری پناہ میں ہے۔ اب وہ کہے گا کہ میرے پروردگار میں ایسی غیبی شہادتوں کو کیسے مانوں جو میری دیکھی بھالی نہیں ہیں۔ میں تو ایسی شہادت کو مان سکتا ہوں جو میرے نفس کی طرف سے ہو۔ اس وقت اس کے منہ پر مہر لگا دی جائے گی اور اس کے ہاتھ پاؤں اس کے کفر و شرک پر گواہی دیں گے۔ اس کے بعد اس کو آزاد کر دیا جائے گا اور جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔

ایسا لگتا ہے کہ مرزا غالب نے یہ حدیث پڑھ کے ہی کہا تھا کہ:

پکڑے جاتے ہیں فرشتوں کے لکھے پر ناحق آدمی کوئی ہمارا دمِ تحریر بھی تھا۔

آیت نمبر (60 تا 65)

1214

ح ق ب

(س) حقبًا — سال کا بغیر بارش والا ہونا۔

حُقُبٌ — ج حُقُبٌ۔ جمع الجمع اَحْقَابٌ۔ اسّی سال یا اس سے زائد کا زمانہ۔ عرصہ دراز۔ زیر مطالعہ آیت۔ ٦٠ ﴿لّٰبِثِیْنَ فِیْهَآ اَحْقَابًا﴾ (78/النبا: 23) "ٹھہرنے والے ہیں اس میں مدتوں۔"

ص خ ر

ثلاثی مجرد سے فعل استعمال نہیں ہوتا۔

صَخْرَةٌ — ج صَخْرٌ۔ چٹان۔ زیر مطالعہ آیت۔ ٦٣ ﴿الَّذِیْنَ جَابُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ﴾ (89/الفجر: 9) "جنہوں نے تراشیں چٹانیں وادی میں۔"

ترکیب

(آیت۔٦٠) حَتّٰى پر عطف ہونے کی وجہ سے فعل مضارع اَمْضِیَ حال نصب میں اَمْضِیَ آیا ہے۔ (آیت۔٦١) مَجْمَعَ مضاف ہے بَیْنِهِمَا کا اور ظرف ہونے کی وجہ سے حالت نصب میں ہے۔ سَرَبًا حال ہے۔ (آیت۔ ٦٢) فَتًى مبنی کی طرح استعمال ہوتا ہے۔ یعنی رفع، نصب، جر، تینوں حالتوں میں یہ فَتًى ہی رہتا ہے۔ جب اس پر لام تعریف داخل ہو یا مضاف ہو تو تینوں حالتوں میں یہ اَلْفَتٰى یا فَتٰى آتا ہے۔ اس لئے یہاں لِفَتٰهُ میں حرف جرّ لِ کا عمل ظاہر نہیں ہوا۔ نَصَبًا مفعول ہے۔ لَقِیْنَا کا۔ (آیت۔ ٦٤) نَبْغِ مجزوم نہیں ہے کیونکہ یہاں مضارع کو مجزوم کرنے والا کوئی عامل نہیں ہے۔ اس لئے یہ دراصل مضارع نَبْغِیْ ہی ہے۔ اس جگہ اس کو نَبْغِ لکھنا قرآن مجید کا مخصوص املا ہے۔

ترجمہ:

وَاِذْ	قَالَ	مُوْسٰى	لِفَتٰىهُ	لَآ اَبْرَحُ	حَتّٰٓى
اور جب	کہا	موسیٰ نے	اپنے نوجوان سے	میں نہیں چھوڑوں گا (یہ سفر)	یہاں تک کہ

اَبْلُغَ	مَجْمَعَ الْبَحْرَيْنِ	اَوْ	اَمْضِیَ	حُقُبًا ﴿٦٠﴾
میں پہنچوں	دو سمندروں کے ملنے کی جگہ پر	یا	(یہاں تک کہ) میں گزرتا رہوں	مدتوں

فَلَمَّا	بَلَغَا	مَجْمَعَ بَيْنِهِمَا
پھر جب	وہ دونوں پہنچے	ان دونوں (سمندروں) کے درمیان ملنے کی جگہ پر

نَسِيَا	حُوْتَهُمَا	فَاتَّخَذَ	سَبِيْلَهٗ	فِی الْبَحْرِ	سَرَبًا ﴿٦١﴾
تو وہ دونوں بھول گئے	اپنی مچھلی کو	تو اس نے بنایا	اپنا راستہ	سمندر میں	نشیب میں گھستے ہوئے

فَلَمَّا	جَاوَزَا	قَالَ	لِفَتٰىهُ	اٰتِنَا	غَدَآءَنَا
پھر جب	وہ دونوں آگے بڑھے	تو انہوں نے کہا	اپنے نوجوان سے	تو دے ہم کو	ہمارا ناشتہ

لَقَدْ لَقِيْنَا	مِنْ سَفَرِنَا هٰذَا	نَصَبًا ﴿٦٢﴾	قَالَ	اَ	1214 رَءَيْتَ
بیشک ہم ملے ہیں	اپنے سفر میں	مشقت سے	اس (نوجوان) نے کہا	کیا	آپؑ نے دیکھا

اِذْ	اَوَيْنَآ	اِلَى الصَّخْرَةِ	فَاِنِّيْ	نَسِيْتُ	الْحُوْتَ	وَمَآ اَنْسٰنِيْهُ
جب	ہم ٹھہرے	اُس چٹان پر	تو بیشک میں	بھول گیا	مچھلی کو	اور نہیں بھلایا مجھ کو

اِلَّا	الشَّيْطٰنُ	اَنْ	اَذْكُرَهٗ ۚ	وَاتَّخَذَ	سَبِيْلَهٗ
مگر	شیطان نے	کہ	میں ذکر کروں اس کا	اور اس (مچھلی) نے بنایا	اپنا راستہ

فِي الْبَحْرِ ۖ	عَجَبًا ﴿٦٣﴾	قَالَ	ذٰلِكَ مَا	كُنَّا نَبْغِ ۖ
سمندر میں	عجیب طریقے سے	انہوں نے کہا	یہ وہ ہے جس کو	ہم تلاش کر رہے تھے

فَارْتَدَّا	عَلٰٓى اٰثَارِهِمَا	قَصَصًا ﴿٦٤﴾ لا	فَوَجَدَا	عَبْدًا
پھر وہ دونوں لوٹے	اپنے نقوشِ قدم پر	پیچھا کرتے ہوئے	تو ان دونوں نے پایا	ایک ایسا بندہ
مِّنْ عِبَادِنَآ	اٰتَيْنٰهُ	رَحْمَةً	مِّنْ عِنْدِنَا	وَعَلَّمْنٰهُ
ہمارے بندوں میں سے	ہم نے دی تھی جس کو	ایک رحمت	اپنے پاس سے	اور ہم نے تعلیم دی تھی جس کو

مِنْ لَّدُنَّا	عِلْمًا ﴿٦٥﴾
اپنے خزانے سے	ایک علم کی

نوٹ۔1

یہ قصہ سنانے سے مقصود کفار اور مومنین دونوں کو ایک اہم حقیقت سے آگا کرنا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ نگاہ دنیا میں بظاہر جو کچھ دیکھتی ہے۔ اس سے غلط نتائج اخذ کر لیتی ہے کیونکہ اس کے سامنے اللہ تعالیٰ کی وہ مصلحتیں نہیں ہوتیں جن کو ملحوظ رکھ کر وہ کام کرتا ہے۔ ظالموں کا پھلنا پھولنا اور بے گناہوں کا تکلیف میں مبتلا ہونا وغیرہ وہ مناظر ہیں جن سے عام طور پر ذہنوں میں الجھنیں اور غلط فہمیاں پیدا ہوتی ہیں۔ کافر ان سے یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ یہاں جس کا جو جی چاہے کرتا رہے کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔ مومن اس طرح کے واقعات کو دیکھ کر دل شکستہ ہوتے ہیں اور بسا اوقات ایمان تک متزلزل ہو جاتے ہیں۔ ایسے ہی حالات میں اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کو اپنے کارخانہ مشیت کا پردہ اٹھا کر اس کی ایک جھلک دکھائی تھی تاکہ انہیں معلوم ہو جائے کہ یہاں جو کچھ ہو رہا ہے کیسے کن مصلحتوں سے ہو رہا ہے اور کس طرح واقعات کا ظاہر ان کے باطن سے مختلف ہوتا ہے۔

حضرت موسیٰؑ کو یہ واقعہ کب اور کہاں پیش آیا، اس کی کوئی تصریح قرآن نے نہیں کی۔ البتہ جب ہم خود اس قصے کی تفصیلات پر غور کرتے ہیں تو دو باتیں صاف سمجھ میں آتی ہیں۔ ایک یہ کہ یہ مشاہدات حضرت موسیٰؑ کو ان کی نبوت کے ابتدائی دور میں کرائے گئے ہوں گے۔ کیونکہ آغاز نبوت میں انبیاء کرام کو اس طرح کی تعلیم و تربیت درکار ہوا کرتی ہے۔ دوسرے یہ کہ حضرت موسیٰؑ کو ان مشاہدات کی ضرورت اس زمانے میں پیش آئی ہوگی جبکہ بنی اسرائیل کو بھی اسی طرح کے حالات سے سابقہ پیش آ رہا ہو گا۔ جن سے مسلمان مکہ معظمہ میں دو چار تھے۔

جس بندے سے حضرت موسیٰؑ کی ملاقات ہوئی تھی، ان کا نام معتبر احادیث میں خضر بتایا گیا ہے۔ 1214 اس لئے ان لوگوں کے اقوال کسی التفات کے مستحق نہیں ہیں جو اسرائیلی روایات سے متاثر ہو کر حضرت الیاس کی طرف اس قصہ کو منصوب کرتے ہیں۔ ان کا قول نہ صرف اس بنا پر غلط ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشاد سے متصادم ہوتا ہے بلکہ اس بنا پر بھی سراسر لغو ہے کہ حضرت الیاس حضرت موسیٰؑ کے کئی سو برس بعد پیدا ہوئے ہیں۔ حضرت موسیٰؑ کے خادم کا نام بھی قرآن میں نہیں بتایا گیا البتہ بعض روایات میں ذکر ہے کہ وہ حضرت یوشع بن نون تھے جو بعد میں حضرت موسیٰؑ کے خلیفہ ہوئے۔ (تفہیم القرآن)

آیت نمبر (66 تا 74)

غ ل م

(س)

غَلَمًا شراب کا جوش مارنا۔ موجوں کا زور سے اٹھنا۔

غُلَامٌ ج: غِلْمَانٌ (۱) نوجوان لڑکا۔ پھر ہر عمر کے لڑکے کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ زیر مطالعہ آیت۔ ۷۴۔ اور ﴿ اَنّٰى يَكُوْنُ لِىْ غُلٰمٌ وَّ قَدْ بَلَغَنِىَ الْكِبَرُ ﴾ (3/آل عمران: 40) ”کہاں سے ہوگا میرے لئے کوئی لڑکا اس حال میں کہ پہنچ چکا ہے مجھ کو بڑھاپا۔“ (۲) خادم۔ نوکر۔ ﴿ وَ يَطُوْفُ عَلَيْهِمْ غِلْمَانٌ لَّهُمْ ﴾ (52/الطور: 24) ”اور طواف کریں گے ان کے گرد، ان کے خدمت گزار۔“

ترجمہ:

قَالَ	لَهٗ	مُوْسٰى	هَلْ	اَتَّبِعُكَ	عَلٰٓى اَنْ	تُعَلِّمَنِ
کہا	ان سے	موسیٰؑ نے	کیا	میں ساتھ ساتھ چلوں آپ کے	اس پر کہ	آپ تعلیم دیں مجھ کو

مِمَّا	عُلِّمْتَ	رُشْدًا ﴿۶۶﴾	قَالَ	اِنَّكَ	لَنْ تَسْتَطِيْعَ
اس سے جو	تعلیم دی گئی آپ کو	معاملہ فہمی کی	انہوں نے کہا	کہ آپؑ	ہرگز صلاحیت نہیں رکھیں گے

مَعِيَ	صَبْرًا ﴿۶۷﴾	وَ كَيْفَ	تَصْبِرُ	عَلٰى مَا	لَمْ تُحِطْ
میرے ساتھ	صبر کرنے کی	اور کیسے	آپؑ صبر کریں گے	اس پر	آپؑ نے احاطہ نہیں کیا

بِهٖ	خُبْرًا ﴿۶۸﴾	قَالَ	سَتَجِدُنِيْٓ	اِنْ	شَآءَ	اللّٰهُ
جس کا	بلحاظ علم کے	انہوں نے کہا	آپ پائیں گے مجھ کو	اگر	چاہا	اللہ نے

صَابِرًا	وَّ لَآ اَعْصِيْ	لَكَ	اَمْرًا ﴿۶۹﴾	قَالَ	فَاِنِ
صبر کرنے والا	اور میں نافرمانی نہیں کروں گا	آپ کی	کسی کام میں	انہوں نے کہا	پھر اگر

اتَّبَعْتَنِيْ	فَلَا تَسْـَٔلْنِيْ	عَنْ شَيْءٍ	حَتّٰٓى
آپؑ ساتھ ساتھ چلتے ہیں میرے	تو آپؑ مت پوچھیں مجھ سے	کسی چیز کے بارے میں	یہاں تک کہ

اُحْدِثَ	لَكَ	مِنْهُ	ذِكْرًا ﴿۷۰﴾ ع	فَانْطَلَقَا	حَتّٰٓى	اِذَا
میں وجود دوں	آپؑ کے لئے	اس میں سے	کسی بات (ذکر) کو	پھر وہ دونوں چلے	یہاں تک کہ	جب

رَكِبَا	فِي السَّفِينَةِ	خَرَقَهَا ؕ	قَالَ	1214 اَ
وہ دونوں سوار ہوئے	کشتی میں	تو انہوں نے پھاڑ دیا اس (کشتی) کو	انہوں نے کہا	کیا
خَرَقْتَهَا	لِتُغْرِقَ	اَهْلَهَا ۚ	لَقَدْ جِئْتَ	شَيْئًا اِمْرًا ﴿٧١﴾
آپ نے پھاڑا اس کو	کہ آپ ڈبو دیں	اس کے لوگوں کو	بیشک آپ نے کی	ایک ناپسندیدہ چیز

قَالَ	اَ	لَمْ اَقُلْ	اِنَّكَ	لَنْ تَسْتَطِيعَ	مَعِيَ	صَبْرًا ﴿٧٢﴾
انہوں نے کہا	کیا	میں نے نہیں کہا تھا	کہ آپ	ہرگز صلاحیت نہیں رکھیں گے	میرے ساتھ	صبر کرنے کی

قَالَ	لَا تُؤَاخِذْنِي	بِمَا	نَسِيتُ	وَلَا تُرْهِقْنِي
انہوں نے کہا	آپ مت پکڑیں مجھ کو	اس کے سبب سے جو	میں بھول گیا	اور آپ نہ ڈالیں مجھ پر

مِنْ اَمْرِي	عُسْرًا ﴿٧٣﴾	فَانْطَلَقَا	حَتّٰى	اِذَا	لَقِيَا
میرے کام (کی وجہ) سے	مشکل کو	پھر وہ دونوں چلے	یہاں تک کہ	جب	وہ دونوں ملے
غُلٰمًا	فَقَتَلَهٗ ۙ	قَالَ	اَ	قَتَلْتَ	نَفْسًا زَكِيَّةً ۢ
ایک لڑکے سے	تو انہوں نے قتل کیا اس کو	انہوں نے کہا	کیا	آپ نے قتل کیا	ایک پاکیزہ (معصوم) جان کو

بِغَيْرِ نَفْسٍ ؕ	لَقَدْ جِئْتَ	شَيْئًا نُّكْرًا ﴿٧٤﴾
کسی جان (کے بدلے) کے بغیر	بیشک آپ نے کی	ایک ناگوار چیز

آیت نمبر (75تا78)

ق ض ض

(ن) قَضًا — بیخ اکھاڑنا۔ دیوار کو ڈھانا۔ گرانا۔

(انفعال) اِنْقِضَاضًا — دیوار کا پھٹ جانا۔ گر پڑنا۔ زیر مطالعہ آیت۔۷۷۔

ترجمہ:

قَالَ	اَ	لَمْ اَقُلْ	لَكَ	اِنَّكَ	لَنْ تَسْتَطِيعَ	مَعِيَ
انہوں نے کہا	کیا	میں نے نہیں کہا تھا	آپ سے	کہ آپ	ہرگز صلاحیت نہیں رکھیں گے	میرے ساتھ

صَبْرًا ﴿٧٥﴾	قَالَ	اِنْ	سَاَلْتُكَ	عَنْ شَيْءٍ	بَعْدَهَا
صبر کرنے کی	انہوں نے کہا	اگر	میں پوچھوں آپ سے	کسی چیز کے بارے میں	اس کے بعد

فَلَا تُصٰحِبْنِي ۚ	قَدْ بَلَغْتَ	مِنْ لَّدُنِّي	عُذْرًا ﴿٧٦﴾	فَانْطَلَقَا
تو آپ ساتھی نہ بنائیں مجھ کو	آپ پہنچ چکے ہیں	میرے پاس سے	عذر کو	پھر وہ دونوں چلے

حَتّٰۤی	اِذَاۤ	اَتَیَاۤ	اَهۡلَ قَرۡیَةِ	1214 اسۡتَطۡعَمَاۤ
یہاں تک کہ	جب	وہ دونوں پہنچے	ایک بستی والوں کے پاس	تو دونوں نے کھانا مانگا

اَهۡلَهَا	فَاَبَوۡا	اَنۡ	یُّضَیِّفُوۡهُمَا
اس (بستی کے لوگوں سے)	تو انہوں نے انکار کیا	کہ	وہ مہمان بنائیں دونوں کو

فَوَجَدَا	فِیۡهَا	جِدَارًا	یُّرِیۡدُ	اَنۡ	یَّنۡقَضَّ
پھر دونوں نے پایا	اس (بستی) میں	ایک ایسی دیوار کو جو	ارادہ کرتی تھی	کہ	وہ گر پڑے

فَاَقَامَهٗ ؕ	قَالَ	لَوۡ	شِئۡتَ	لَتَّخَذۡتَ	عَلَیۡهِ	اَجۡرًا ﴿۷۷﴾
تو انہوں نے کھڑا کر دیا اس کو	انہوں نے کہا	اگر	آپ چاہتے	تو لے لیتے	اس پر	کوئی اجرت

قَالَ	هٰذَا	فِرَاقُ بَیۡنِیۡ وَ بَیۡنِكَ ۚ	سَاُنَبِّئُكَ
انہوں نے کہا	یہ	آپؐ کے درمیان اور میرے درمیان کی جدائی ہے	میں بتادوں گا آپؐ کو

بِتَاۡوِیۡلِ مَا	لَمۡ تَسۡتَطِعۡ	عَّلَیۡهِ	صَبۡرًا ﴿۷۸﴾
اُس کی تعبیر	آپؐ نے صلاحیت نہیں رکھی	جس پر	صبر کرنے کی

آیت نمبر (79 تا 82)

ع ی ب

(ض) عَیۡبًا عیب دار ہونا۔عیب دار کرنا۔زیر مطالعہ آیت۔۷۹۔

غ ص ب

(ض) غَصۡبًا زبردستی چھین لینا۔زیر مطالعہ آیت۔۷۹

ترجمہ:

اَمَّا	السَّفِیۡنَةُ	فَكَانَتۡ	لِمَسٰكِیۡنَ	یَعۡمَلُوۡنَ
وہ جو	کشتی تھی	تو وہ تھی	ایسے مسکینوں کی جو	عمل (یعنی مزدوری) کرتے تھے

فِی الۡبَحۡرِ	فَاَرَدۡتُّ	اَنۡ	اَعِیۡبَهَا	وَ	كَانَ
دریا میں	پس میں نے ارادہ کیا	کہ	میں عیب دار کر دوں اس کو	اس حال میں کہ	تھا

وَرَآءَهُمۡ	مَّلِكٌ	یَّاۡخُذُ	كُلَّ سَفِیۡنَةٍ	غَصۡبًا ﴿۷۹﴾
ان کے پرے	ایک ایسا بادشاہ جو	پکڑتا تھا	ہر ایک کشتی کو	غصب کرتے ہوئے

وَ اَمَّا	الۡغُلٰمُ	فَكَانَ	اَبَوٰهُ	مُؤۡمِنَیۡنِ	فَخَشِیۡنَاۤ	اَنۡ
اور وہ جو	لڑکا تھا	تو تھے	اس کے والدین	مومن	پھر ہمیں اندیشہ ہوا	کہ

1214

يُّرۡهِقَهُمَا	طُغۡيَانًا	وَّ كُفۡرًا ۚ ﴿٨٠﴾	فَاَرَدۡنَاۤ	اَنۡ
وہ عاجز کردے دونوں کو	سرکشی	اور ناشکری کر کے	پھر ہم نے چاہا	کہ

يُّبۡدِلَهُمَا	رَبُّهُمَا	خَيۡرًا	مِّنۡهُ	زَكٰوةً	وَّ اَقۡرَبَ
بدلے میں عطا کرے ان دونوں کو	ان کا رب	زیادہ اچھا	اس سے	بلحاظ پاکیزگی کے	اور زیادہ قریب

رُحۡمًا ﴿٨١﴾	وَاَمَّا	الۡجِدَارُ	فَكَانَ	لِغُلٰمَيۡنِ يَتِيۡمَيۡنِ	فِى الۡمَدِيۡنَةِ	وَكَانَ
بلحاظ صلہ رحمی کے	اور وہ جو	دیوار تھی	تو وہ تھی	دو یتیم لڑکوں کی	اس شہر میں	اور تھا

تَحۡتَهٗ	كَنۡزٌ	لَّهُمَا	وَكَانَ	اَبُوۡهُمَا	صَالِحًا ۚ	فَاَرَادَ	رَبُّكَ
اس کے نیچے	ایک خزانہ	ان دونوں کے لئے	اور تھا	ان کا والد	نیک	تو ارادہ کیا	آپ ؐ کے رب نے

اَنۡ	يَّبۡلُغَاۤ	اَشُدَّهُمَا	وَيَسۡتَخۡرِجَا	كَنۡزَهُمَا ۖ	رَحۡمَةً
کہ	وہ دونوں پہنچیں	اپنی پختگی کو	اور دونوں نکالیں	اپنے خزانے کو	رحمت ہوتے ہوئے

مِّنۡ رَّبِّكَ ۚ	وَمَا فَعَلۡتُهٗ	عَنۡ اَمۡرِىۡ ؕ	ذٰلِكَ	تَاۡوِيۡلُ مَا
آپ ؐ کے رب (کی طرف) سے	اور میں نے نہیں کیا یہ (سب کچھ)	اپنے حکم سے	یہ	اس کی تعبیر ہے

لَمۡ تَسۡطِعۡ	عَّلَيۡهِ	صَبۡرًا ؕ ﴿٨٢﴾
آپ ؐ نے صلاحیت نہیں رکھی	جس پر	صبر کرنے کی

نوٹ۔1

اس آیت۔ ۸۲ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ انسان کی نیکیوں کی وجہ سے اس کے بال بچے بھی دنیا اور آخرت میں خدا کی مہربانی حاصل کر لیتے ہیں۔ دیکھئے آیت میں ان (لڑکوں) کی صلاحیت کی کوئی بات نہیں ہوئی۔ ہاں ان کے والد کی نیک بختی اور نیک عملی بیان ہوئی ہے۔ پھر فرماتے ہیں کہ دراصل یہ تینوں باتیں جنہیں تم نے خطرناک سمجھا، سراسر رحمت تھیں۔ کشتی والوں کو گو قدرے نقصان ہوا لیکن اس سے پوری کشتی بچ گئی۔ بچے کے مرنے کی وجہ سے گو ماں باپ کو رنج ہوا لیکن ہمیشہ کے رنج اور عذاب سے بچ گئے اور پھر نیک بدلہ مل گیا اور یہاں اس نیک شخص کی اولاد کا بھلا ہوا۔ (ابن کثیر)

یہ مثال اس امر کی ہے کہ دنیا میں مسکینوں اور نیکوں کو اگر کوئی نقصان پہنچتا ہے تو اس نقصان کے اندر ان ہی کا کوئی فائدہ مضمر ہوتا ہے۔ اس لئے انہیں چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کے فیصلے پر راضی رہیں اور اس امر پر یقین رکھیں کہ خدا کا کوئی فیصلہ بھی حکمت و مصلحت سے خالی نہیں ہوتا لیکن کوئی شخص ان حکمتوں کا احاطہ نہیں کرسکتا۔ (تدبر قرآن)

آیت نمبر (83 تا 88)

ترکیب

(آیت۔۸۸) جَزَآءَ نِ الۡحُسۡنٰى مرکب اضافی نہیں ہوسکتا کیونکہ جَزَآءً پر تنوین ہے۔ یہ مرکب توصیفی بھی نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ جَزَآءً نکرہ اور اَلۡحُسۡنٰى معرفہ ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ دونوں الگ الگ مفرد الفاظ ہیں۔ سادہ جملہ اس طرح ہے۔ فَلَهُ الۡحُسۡنٰى جَزَآءً ہماری ترجیح ہے کہ جَزَآءً کو تمیز مانا جائے۔ يُسۡرًا صفت ہے اور اس کا موصوف محذوف ہے جو کہ قَوۡلًا ہو سکتا ہے۔

1214

ترجمہ:

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ	عَنْ ذِي الْقَرْنَيْنِ ؕ	قُلْ	سَاَتْلُوْا
اور یہ لوگ پوچھتے ہیں آپؐ سے	ذوالقرنین کے بارے میں	آپؐ کہیے	میں پڑھ کرسناؤں گا

عَلَيْكُمْ	مِّنْهُ	ذِكْرًا ؕ﴿۸۳﴾	اِنَّا	مَكَّنَّا	لَهٗ	فِي الْاَرْضِ
تم لوگوں کو	اس میں سے	بطور نصیحت کے	بیشک ہم نے	اقتدار دیا	اس کو	زمین میں

وَاٰتَيْنٰهُ	مِنْ كُلِّ شَيْءٍ	سَبَبًا ۙ﴿۸۴﴾	فَاَتْبَعَ	سَبَبًا ﴿۸۵﴾
اور ہم نے دیا اس کو	ہر چیز میں سے	ایک سامان	پھر وہ پیچھے لگا	ایک (سفر کے) سامان کے

حَتّٰٓى	اِذَا	بَلَغَ	مَغْرِبَ الشَّمْسِ	وَجَدَهَا	تَغْرُبُ
یہاں تک کہ	جب	وہ پہنچا	سورج غروب ہونے کی جگہ پر	تو اس نے پایا اس کو	کہ وہ غروب ہوتا ہے

فِيْ عَيْنٍ حَمِئَةٍ	وَّوَجَدَ	عِنْدَهَا	قَوْمًا ؕ	قُلْنَا	يٰذَا الْقَرْنَيْنِ
ایک دلدل والے چشمہ میں	اور اس نے پایا	اس کے پاس	ایک قوم کو	ہم نے کہا	اے ذوالقرنین

اِمَّآ	اَنْ	تُعَذِّبَ	وَاِمَّآ	اَنْ	تَتَّخِذَ	فِيْهِمْ	حُسْنًا ﴿۸۶﴾	قَالَ
یا تو یہ	کہ	آپ سزا دیں	اور یا یہ	کہ	آپ بنائیں	ان میں	کوئی بھلائی	انہوں نے کہا

اَمَّا	مَنْ	ظَلَمَ	فَسَوْفَ	نُعَذِّبُهٗ	ثُمَّ	يُرَدُّ	اِلٰى رَبِّهٖ
وہ جو ہے	جس نے	ظلم کیا	تو عنقریب	ہم سزا دیں گے اس کو	پھر	وہ لوٹایا جائے گا	اپنے رب کی طرف

فَيُعَذِّبُهٗ	عَذَابًا نُّكْرًا ﴿۸۷﴾	وَاَمَّا	مَنْ	اٰمَنَ	وَعَمِلَ
پھر وہ عذاب دے گا اس کو	ایک برا عذاب	اور وہ جو ہے	جو	ایمان لایا	اور اس نے عمل کیا

صَالِحًا	فَلَهٗ	جَزَآءَ	اِۨلْحُسْنٰى ۚ	وَسَنَقُوْلُ	لَهٗ	مِنْ اَمْرِنَا	يُسْرًا ؕ﴿۸۸﴾
نیک	تو اس کے لئے	بطور بدلے کے	بھلائی ہے	اور ہم کہیں گے	اس سے	اپنے کام میں	آسانی (کی بات)

نوٹ۔1

ذوالقرنین کا نام ذوالقرنین کیوں ہوا۔ اس کی وجہ میں بے شمار اقوال اور سخت اختلافات ہیں۔ مگر اتنی بات متعین ہے کہ قرآن نے خود ان کا نام ذوالقرنین نہیں رکھا، بلکہ یہ نام یہود نے بتلایا۔ ان کے یہاں اس نام سے ان کی شہرت ہوگئی۔ واقعہ ذوالقرنین کا جتنا حصہ قرآن کریم نے بتلایا ہے اس سے سوال کرنے والے یہود مطمئن ہوگئے۔ انہوں نے مزید یہ سوال نہیں کئے کہ ان کا نام ذوالقرنین کیوں تھا، یہ کس ملک اور کس زمانے میں تھے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان سوالات کو خود یہود نے بھی غیر ضروری اور فضول سمجھا اور یہ ظاہر ہے کہ قرآن کریم تاریخ وقصص کا صرف اتنا حصہ ذکر کرتا ہے جس سے کوئی فائدہ دین یا دنیا کا متعلق ہو یا جس پر کسی چیز کا سمجھنا موقوف ہو۔ اس لئے نہ قرآن کریم نے ان چیزوں کو بتلایا اور نہ کسی حدیث میں اس کی تصیلات بیان کی گئیں۔ (معارف القرآن)

آیت نمبر (89 تا 94)

ترجمہ:

ثُمَّ	اَتْبَعَ	سَبَبًا ﴿٨٩﴾	حَتّٰٓى	اِذَا	بَلَغَ	مَطْلِعَ الشَّمْسِ
پھر	وہ پیچھے لگا	ایک (سفر کے) سامان کے	یہاں تک کہ	جب	وہ پہنچا	سورج نکلنے کی جگہ

وَجَدَهَا	تَطْلُعُ	عَلٰى قَوْمٍ	لَّمْ نَجْعَلْ	لَّهُمْ
تو اس نے پایا اس (سورج) کو	(کہ) وہ طلوع ہوتا ہے	ایک ایسی قوم پر	ہم نے نہیں بنایا	جن کے لئے
مِّنْ دُوْنِهَا	سِتْرًا ﴿٩٠﴾	كَذٰلِكَ	وَقَدْ اَحَطْنَا	بِمَا
اس (سورج) کے علاوہ	کوئی اوٹ	اس طرح ہے	اور ہم احاطہ کر چکے ہیں	اس کا جو
لَدَيْهِ	خُبْرًا ﴿٩١﴾	ثُمَّ	اَتْبَعَ	سَبَبًا ﴿٩٢﴾
اس (ذوالقرنین) کے پاس ہے	بلحاظ علم کے	پھر	وہ پیچھے لگا	ایک (سفر کے) سامان کے

حَتّٰٓى	اِذَا	بَلَغَ	بَيْنَ السَّدَّيْنِ	وَجَدَ	مِنْ دُوْنِهِمَا
یہاں تک کہ	جب	وہ پہنچا	دو دیواروں (یعنی پہاڑوں) کے درمیان	تو اس نے پایا	ان دونوں کے پیچھے
قَوْمًا	لَّا يَكَادُوْنَ	يَفْقَهُوْنَ	قَوْلًا ﴿٩٣﴾	قَالُوْا	يٰذَا الْقَرْنَيْنِ
ایک ایسی قوم کو جو	لگتا نہیں تھا کہ	وہ لوگ سمجھیں گے	کوئی بات	انہوں نے کہا	اے ذوالقرنین

اِنَّ	يَاْجُوْجَ	وَمَاْجُوْجَ	مُفْسِدُوْنَ	فِي الْاَرْضِ	فَهَلْ	نَجْعَلُ
بیشک	یاجوج	اور ماجوج	فساد پھیلانے والے ہیں	زمین میں	تو کیا	ہم جمع کر دیں
لَكَ	خَرْجًا	عَلٰٓى اَنْ	تَجْعَلَ	بَيْنَنَا	وَبَيْنَهُمْ	سَدًّا ﴿٩٤﴾
آپ کے لئے	کوئی سرمایہ	اس پر کہ	آپ بنا دیں	ہمارے درمیان	اور ان کے درمیان	ایک دیوار

نوٹ۔1

ذوالقرنین نے مشرق کی جانب جو قوم آباد پائی اس کا یہ حال تو قرآن کریم نے ذکر فرمایا کہ وہ دھوپ سے بچنے کے لئے کوئی سامان، ماکان، خیمہ، لباس وغیرہ کے ذریعہ سے نہ کرتے تھے، لیکن ان کے مذہب و اعمال کا کوئی ذکر نہیں فرمایا اور نہ ہی یہ کہ ذوالقرنین نے ان لوگوں کے ساتھ کیا معاملہ کیا۔ اور ظاہر یہ ہے کہ وہ لوگ بھی کافر ہی تھے اور ذوالقرنین نے ان لوگوں کے ساتھ بھی وہی معاملہ کیا جو مغربی قوم کے ساتھ اوپر مذکورہ ہو چکا ہے۔ مگر اس کے بیان کرنے کی یہاں اس لئے ضرورت نہیں سمجھی کہ پچھلے واقعہ پر قیاس کر کے اس کا بھی علم ہو سکتا ہے۔ (معارف القرآن)

1214

آیت نمبر (95تا101)

ر د م

(ض) رَدْمًا — کسی رخنہ یا دروازہ کو بند کرنا۔

رَدْمٌ — رکاوٹ۔ بندش۔ زیر مطالعہ آیت۔ ۹۵

غ ط و

(ن) غَطْوًا — کسی چیز کو چھپانا۔ ڈھانکنا

غِطَاءٌ — پردہ۔ زیر مطالعہ آیت: 101۔

ترجمہ:

قَالَ	مَا	مَكَّنِّيْ	فِيْهِ	رَبِّيْ	خَيْرٌ	فَاَعِيْنُوْنِيْ
انہوں نے کہا	وہ	اختیار دیا مجھ کو	جس میں	میرے رب نے	بہتر ہے	تو تم لوگ مدد کرو میری

بِقُوَّةٍ	اَجْعَلْ	بَيْنَكُمْ	وَبَيْنَهُمْ	رَدْمًا ۙ﴿۹۵﴾	اٰتُوْنِيْ
قوت کے ساتھ	تو میں بناؤں	تمہارے درمیان	اور ان کے درمیان	ایک رکاوٹ	تم لوگ دو مجھ کو

زُبَرَ الْحَدِيْدِ ؕ	حَتّٰىٓ	اِذَا	سَاوٰى	بَيْنَ الصَّدَفَيْنِ
لوہے کی سلیں	یہاں تک کہ	جب	انہوں نے برابر کیا	(پہاڑ کے) دونوں کناروں کے درمیان کو

قَالَ	انْفُخُوْا ؕ	حَتّٰىٓ	اِذَا	جَعَلَهٗ	نَارًا ۙ	قَالَ	اٰتُوْنِيْٓ
تو کہا	تم لوگ دھونکو	یہاں تک کہ	جب	انہوں نے بنایا اس کو	ایک آگ	تو کہا	تم لوگ دو مجھ کو

اُفْرِغْ	عَلَيْهِ	قِطْرًا ؕ﴿۹۶﴾	فَمَا اسْطَاعُوْٓا
تو میں اُنڈیلوں	اس پر	پگھلے ہوئے تانبے کو	پھر وہ لوگ (یعنی یاجوج ماجوج کی قوم) استطاعت نہیں رکھیں گے

اَنْ	يَّظْهَرُوْهُ	وَمَا اسْتَطَاعُوْا	لَهٗ	نَقْبًا ﴿۹۷﴾	قَالَ
کہ	وہ چڑھ سکیں اس پر	اور نہ وہ استطاعت رکھیں گے	اس میں	نقب لگانے کی	انہوں نے

هٰذَا	رَحْمَةٌ	مِّنْ رَّبِّيْ ۚ	فَاِذَا	جَآءَ	وَعْدُ رَبِّيْ	جَعَلَهٗ
یہ	ایک رحمت ہے	میرے رب (کی طرف) سے	پھر جب	آئے گا	میرے رب کا وعدہ	تو وہ بنا دے اس کو

دَكَّآءَ ۚ	وَكَانَ	وَعْدُ رَبِّيْ	حَقًّا ؕ﴿۹۸﴾	وَتَرَكْنَا	بَعْضَهُمْ
ایک نرم مٹی کا ٹیلہ	اور ہے	میرے رب کا وعدہ	سچا	اور ہم چھوڑ دیں گے	ان کے بعض کو

يَوْمَئِذٍ	يَّمُوْجُ	فِيْ بَعْضٍ	وَّنُفِخَ	فِي الصُّوْرِ	فَجَمَعْنٰهُمْ
اس دن	وہ ریلا ماریں گے	بعض میں	اور پھونک ماری جائے گی	صور میں	پھر ہم جمع کریں گے

جَمْعًا ۙ﴿٩٩﴾	وَّعَرَضْنَا	جَهَنَّمَ	يَوْمَئِذٍ	لِّلْكٰفِرِيْنَ 1214
جیسا جمع کرنے کا حق ہے	اور ہم سامنے لائیں گے	جہنم کو	اس دن	کافروں کے لئے

عَرْضَا ۙ﴿١٠٠﴾	الَّذِيْنَ	كَانَتْ	اَعْيُنُهُمْ	فِيْ غِطَآءٍ	عَنْ ذِكْرِيْ
جیسا سامنے لانے کا حق ہے	وہ لوگ	تھیں	جن کی آنکھیں	ایک پردے میں	میری یاد سے
وَكَانُوْا لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ			سَمْعًا ﴿١٠١﴾ ع		
اور وہ لوگ استطاعت نہیں رکھتے تھے			سننے کی		

نوٹ۔1 ذوالقرنین کی تعمیر کردہ دیوار کے متعلق بعض لوگوں میں یہ غلط خیال پایا جاتا ہے کہ اس سے مراد دیوار چین ہے۔ حالانکہ دراصل یہ دیوار قفقاز کے علاقہ داغستان میں دربند اور داریال کے درمیان بنائی گئی۔ قفقاز اس ملک کو کہتے ہیں جو بحیرہ اسود اور بحیرہ خذر (Caspian Sea) کے درمیان واقع ہے۔ دربند اور داریال کے درمیان جو علاقہ ہے اس میں پہاڑ زیادہ بلند نہیں ہیں اور ان میں کوہستانی راستے بھی خاصے وسیع ہیں۔ قدیم زمانے میں شمال کی وحشی قومیں اسی راستے سے حملے کرتی تھیں۔ ان ہی حملوں کو روکنے کے لئے ایک دیوار بنائی گئی تھی جو ۵۰ میل لمبی، ۲۹ فٹ بلند اور دس فٹ چوڑی تھی۔ ابھی تک یہ تحقیق نہیں ہو سکی کہ یہ دیوار کب اور کس نے بنائی تھی۔ مگر مسلمان مورخین اسی کو سد ذوالقرنین قرار دیتے ہیں اور اس کی تعمیر کی جو کیفیت قرآن مجید میں بیان کی گئی ہے اس کے آثار اب بھی وہاں پائے جاتے ہیں۔ (تفہیم القرآن۔ ج ۳، ص ۷۷۱)

آیت نمبر (102 تا 106)

ترجمہ

اَفَحَسِبَ	الَّذِيْنَ	كَفَرُوْٓا	اَنْ	يَّتَّخِذُوْا	عِبَادِيْ	مِنْ دُوْنِيْٓ
تو کیا گمان کیا	ان لوگوں نے جنہوں نے	کفر کیا	کہ	وہ بنالیں گے	میرے بندوں کو	میرے علاوہ

اَوْلِيَآءَ ط	اِنَّآ	اَعْتَدْنَا	جَهَنَّمَ	لِلْكٰفِرِيْنَ	نُزُلًا ﴿١٠٢﴾
(اپنا) کارساز	بیشک	ہم نے تیار کیا	جہنم کو	کافروں کی	بطور مہمانی کے لیے

قُلْ	هَلْ	نُنَبِّئُكُمْ	بِالْاَخْسَرِيْنَ	اَعْمَالًا ط﴿١٠٣﴾
آپ کہیے	کیا	ہم خبر دیں تم لوگوں کو	سب سے زیادہ گھاٹا پانے والوں کی	بلحاظ اعمال کے

اَلَّذِيْنَ	ضَلَّ	سَعْيُهُمْ	فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا	وَ	هُمْ
وہ لوگ	غارت ہوئی	جن کی بھاگ دوڑ	دنیا کی زندگی میں	اس حال میں کہ	وہ لوگ

يَحْسَبُوْنَ	اَنَّهُمْ	يُحْسِنُوْنَ	صُنْعًا ﴿١٠٤﴾	اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ
گمان کرتے رہے	کہ وہ	خوب بناتے ہیں	کام	یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے
كَفَرُوْا	بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ	وَلِقَآئِهٖ	فَحَبِطَتْ	اَعْمَالُهُمْ
انکار کیا	اپنے رب کی نشانیوں کا	اور اس سے ملاقات کرنے	کا تو اکارت گئے	ان کے اعمال

فَلَا نُقِيْمُ	لَهُمْ	يَوْمَ الْقِيٰمَةِ	وَزْنًا ﴿١٠٥﴾	ذٰلِكَ	1214 جَزَآؤُهُمْ
پس ہم کھڑی نہیں کریں گے	ان کے لئے	قیامت کے دن	تول	یہ	ان کا بدلہ ہے

جَهَنَّمُ	بِمَا	كَفَرُوْا	وَاتَّخَذُوْٓا	اٰيٰتِيْ	وَرُسُلِيْ	هُزُوًا ﴿١٠٦﴾
جو کہ جہنم ہے	بسبب اس کے جو	انہوں نے انکار کیا	اور بنایا	میری نشانیوں کو	اور میرے رسولوں کو	مذاق کا ذریعہ

نوٹ۔1

اعمال کے لحاظ سے سب سے زیادہ خسارہ پانے والے وہ لوگ ہیں جنہوں نے دنیا میں خواہ کتنے ہی بڑے کارنامے کئے ہوں بہر حال وہ دنیا کے خاتمے کے ساتھ ہی ختم ہوجائیں گے۔ اپنے محلات، اپنی یونیورسٹیاں اور لائبریریاں، اپنے کارخانے اور ملیں اپنی سڑکیں اور ریلیں، اپنی ایجادیں اور صنعتیں، اپنے علوم وفنون اپنی آرٹ گیلریاں اور وہ چیزیں جن پر وہ فخر کرتے ہیں، ان میں سے کوئی چیز بھی اپنے ساتھ لئے ہوئے وہ خدا کے یہاں نہ پہنچیں گے کہ خدا کی میزان میں اس کو رکھ سکیں۔ وہاں جو چیز باقی رہنے والی ہے وہ صرف مقاصد عمل اور نتائج عمل ہیں۔ اب اگر کسی کے سارے مقاصد دنیا تک محدود تھے اور نتائج بھی اس کو دنیا ہی میں مطلوب تھے اور دنیا میں وہ اپنے نتائج دیکھ بھی چکا تو اس کا سب کیا کرایا دنیائے فانی کے ساتھ فنا ہوگیا۔ آخرت میں جو کچھ پیش کر کے وہ کوئی وزن پا سکتا ہے وہ تو لازماً کوئی ایسا ہی کارنامہ ہونا چاہیے جو اس نے خدا کی رضا کے لئے کیا ہو، اس کے احکام کی پابندی کرتے ہوئے کیا ہو اور ان نتائج کو مقصود بنا کر کیا ہو، جو آخرت میں نکلنے والے ہیں۔ ایسا کوئی کارنامہ اگر اس کے حساب میں نہیں ہے تو وہ ساری دوڑ دھوپ بلاشبہ اکارت گئی جو اس نے دنیا میں کی تھی۔ (تفہیم القرآن)

آیت نمبر (107 تا 110)

ترجمہ:

اِنَّ	الَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا	وَعَمِلُوا	الصّٰلِحٰتِ	كَانَتْ
بیشک	وہ لوگ جو	ایمان لائے	اور انہوں نے عمل کئے	نیکیوں کے	(تو) ہیں

لَهُمْ	جَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ	نُزُلًا ﴿١٠٧﴾	خٰلِدِيْنَ
ان کے لئے	فردوس کے باغات	بطور مہمان نوازی کے	ہمیشہ رہنے والے ہوتے ہوئے

فِيْهَا	لَا يَبْغُوْنَ	عَنْهَا	حِوَلًا ﴿١٠٨﴾	قُلْ	لَّوْ	كَانَ	الْبَحْرُ
ان میں	وہ نہیں چاہیں گے	وہاں	جگہ بدلنی	آپؐ کہئے	اگر	ہوتے	سارے سمندر

مِدَادًا	لِّكَلِمٰتِ رَبِّيْ	لَنَفِدَ	الْبَحْرُ	قَبْلَ اَنْ
روشنائی	میرے رب کے فرمان (لکھنے) کے لئے	توضرور ختم ہوجاتے	سارے سمندر	اس سے پہلے کہ

تَنْفَدَ	كَلِمٰتُ رَبِّيْ	وَلَوْ	جِئْنَا	بِمِثْلِهٖ	مَدَدًا ﴿١٠٩﴾
ختم ہوتے	میرے رب کے فرمان	اور اگرچہ	ہم لے آتے	اس جیسے (اور سمندر)	بطور مدد کے

قُلْ	اِنَّمَآ	اَنَا	بَشَرٌ	مِّثْلُكُمْ	يُوْحٰٓى	اِلَيَّ
آپؐ کہئے	کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	میں	ایک بشر ہوں	تم لوگوں جیسا	وحی کی جاتی ہے	میری طرف

اَنَّمَآ	اِلٰـهُكُمْ	اِلٰهٌ وَّاحِدٌ	فَمَنْ	كَانَ	1214 يَرْجُوْا
کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	تم لوگوں کا الٰہ	واحد الٰہ ہے	پس وہ جو	ہے (کہ)	امید رکھتا ہے

لِقَآءَ رَبِّهٖ	فَلْيَعْمَلْ	عَمَلًا صَالِحًا	وَّلَا يُشْرِكْ
اپنے رب سے ملاقات کرنے کی	تو اسے چاہئے کہ وہ کرے	نیک عمل	اور وہ شریک مت کرے

بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ	اَحَدًا ؏ ۱۱۰
اپنے رب کی بندگی میں	کسی ایک کو

نوٹ۔1

حضرت شداد بن اوسؓ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ مجھے اپنی امت پر سب سے زیادہ ڈر شرک اور پوشیدہ شہوت کا ہے۔ میں نے دریافت کیا یا رسول اللہ (ﷺ) کیا آپؐ کی امت آپؐ کے بعد شرک کرے گی۔ فرمایا ہاں۔ سنو! وہ سورج، چاند، پتھر، بت کو نہ پوجے گی بلکہ اپنے اعمال میں ریاکاری کرے گی۔ پوشیدہ شہوت یہ ہے کہ صبح روزے سے ہے اور کوئی خواہش سامنے آئی تو روزہ چھوڑ دیا۔ (ابن کثیر)

نوٹ۔2

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں تمہیں ایک ایسا کام بتاتا ہوں کہ جب تم وہ کام کرلو تو شرک اکبر اور شرک اصغر، سب سے محفوظ ہو جاؤ۔ تم تین مرتبہ روزانہ یہ دعا کیا کرو: اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ اَنْ اُشْرِكَ بِكَ شَيْئًا وَاَنَا اَعْلَمُ وَاَسْتَغْفِرُكَ لِمَا لَا اَعْلَمُ۔ (معارف القرآن)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سورۂ مریم (19)

آیت نمبر (1 تا 6)

ش ع ل

(ف) شَعْلًا آگ بھڑکانا۔

(افتعال) اِشْتِعَالًا آگ سے شعلہ نکلنا۔ غصہ کا بھڑک اٹھنا، زیر مطالعہ آیت۔ ۴

ش ی ب

(ض) شَيْبًا (۱) سفید بالوں والا ہونا۔ (۲) بوڑھا ہونا۔

شَيْبٌ اسم ذات بھی ہے۔ (۱) سفیدی (۲) بڑھاپا۔ زیر مطالعہ آیت۔ ۴۔ اور ﴿ ثُمَّ جَعَلَ مِنْۢ بَعْدِ قُوَّةٍ ضَعْفًا وَّ شَيْبَةً ﴾ (30/ الروم: 54) ''پھر اس نے بنایا قوت کے بعد کمزوری اور بڑھاپا۔''

اَشْیَبُ

ج: شِیْبٌ۔ اَفْعَلُ الوان وعیوب کے وزن پر صفت ہے۔(۱) سفید لمبے والا۔ (۲) بوڑھا۔ 1214

﴿فَكَيْفَ تَتَّقُوْنَ اِنْ كَفَرْتُمْ يَوْمًا يَّجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِيْبًا﴾ (73/المزمل:17)

''پھر کیسے تم لوگ بچو گے اگر تم نے کفر کیا ایک ایسے دن سے جو کر دے گا بچوں کو بوڑھے۔''

ترکیب

(آیت۔۲) ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ۔ یہ پورا مرکب اضافی خبر ہے اور اس کا مبتدا ھٰذَا محذوف ہے۔ ذَكَرِيَّا تینوں حالتوں میں مبنی کی طرح ذَكَرِيَّا استعمال ہوتا ہے۔ یہاں یہ عَبْدَهٗ کا بدلہ ہونے کی وجہ سے محلاً حالت نصب میں ہے۔
(آیت۔۵۔۶) يَرِثُنِىْ مِنْ اٰلِ يَعْقُوْبَ۔ یہ پورا جملہ فعل امر فَهَبْ لِىْ کا جواب امر نہیں ہے۔ اگر جواب امر ہوتا تو مضارع مجزوم يَرِثْ آتا۔ لیکن یہاں مضارع مرفوع يَرِثُ آیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ جملہ دراصل نکرہ موصوفہ وَلِيًّا کی صفت ہے۔ ترجمہ میں اس فرق کو ظاہر کیا جائے گا۔

ترجمہ:

كٓهٰيٰعٓصٓ ①	ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ	عَبْدَهٗ	زَكَرِيَّا ②
....	(یہ) آپؐ کے رب کی رحمت کا ذکر ہے	اس کے بندے	زکریاؑ پر

اِذْ	نَادٰى	رَبَّهٗ	نِدَآءً خَفِيًّا ③	قَالَ	رَبِّ
جب	انہوں نے پکارا	اپنے رب کو	چھپی آواز سے	انہوں نے کہا	اے میرے رب
اِنِّىْ	وَهَنَ	الْعَظْمُ	مِنِّىْ	وَاشْتَعَلَ	الرَّاْسُ
بیشک میں (ہوں کہ)	کمزور ہوئی	ہڈیاں	میری	اور چمک اٹھا	سر
شَيْبًا	وَّلَمْ اَكُنْ	بِدُعَآئِكَ	رَبِّ	شَقِيًّا ④	وَاِنِّىْ
سفیدی سے	اور میں ہوا ہی نہیں	تیری دعا سے	اے میرے رب	کبھی نامراد	اور بیشک میں

خِفْتُ	الْمَوَالِىَ	مِنْ وَّرَآءِىْ	وَ	كَانَتِ	امْرَاَتِىْ	عَاقِرًا
ڈرتا ہوں	اپنے بھائی بندوں سے	اپنے بعد	اس حال میں کہ	ہے	میری عورت	بانجھ

فَهَبْ	لِىْ	مِنْ لَّدُنْكَ	وَلِيًّا ⑤	يَّرِثُنِىْ
پس تو عطا کر	مجھ کو	اپنے خزانے سے	ایک ایسا کام اٹھانے والا	جو وارث ہو میرا

وَيَرِثُ	مِنْ اٰلِ يَعْقُوْبَ	وَاجْعَلْهُ	رَبِّ	رَضِيًّا ⑥
اور جو وارث ہو	یعقوبؑ کے پیروکاروں میں سے (لوگوں) کا	اور تو بنا اس کو	اے میرے رب	پسندیدہ

نوٹ۔1

آیت۔نمبر۔۵۔ میں حضرت زکریاؑ کے اس قول کا ذکر ہے کہ انہیں اپنے بعد، اپنے عزیز واقارب کی طرف سے اندیشہ تھا۔ لیکن یہ نہیں بتایا کہ کس بات کا اندیشہ تھا۔ اس ضمن میں یہ بات بہت واضح ہے کہ حضرت زکریاؑ کو یہ اندیشہ نہیں تھا کہ ان کے عزیز واقارب ان کی جائیداد پر قبضہ کر لیں گے کیونکہ وہ صاحب جائیداد نہیں تھے۔ پھر انہیں کس بات کا اندیشہ تھا۔ اس بات کو سمجھنے کے لئے بنی اسرائیل

1214

کے نظام کہانت (Preisthood) کا ایک خاکہ ذہن میں واضح ہونا ضروری ہے جسے ہم تفہیم القرآن سے اخذ کر رہے ہیں۔

فلسطین پر قابض ہونے کے بعد بنی اسرائیل نے ملک کا انتظام اس طرح کیا تھا کہ حضرت یعقوبؑ کی اولاد کے بارہ قبیلوں میں سارا ملک تقسیم کر دیا گیا اور تیرھواں قبیلہ یعنی لاوی بن یعقوبؑ کا گھرانہ مذہبی خدمات کے لئے مخصوص رہا۔ پھر بن لاوی میں سے بھی جو خاندان پاک ترین چیزوں کی تقدیس کا کام کرتا تھا، وہ حضرت ہارونؑ کا خاندان تھا۔ ان میں ایک ابیاہ کا خاندان تھا جس کے سردار حضرت زکریا تھے۔ انہیں ابیاہ کے خاندان میں کوئی ایسا نظر نہیں آ رہا تھا جو ان کے بعد دینی اور اخلاقی حیثیت سے اس منصب کا اہل ہو جسے وہ سنبھالے ہوئے تھے۔ یہ وہ اندیشہ ہے جس کا ذکر کیا گیا۔

نوٹ۔2

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ بیشک علماء وارث ہیں انبیاء کے کیونکہ انبیاء دینار و درہم کی وراثت نہیں چھوڑتے بلکہ ان کی وراثت علم ہوتا ہے۔ جس نے علم حاصل کر لیا اس نے بڑی دولت حاصل کر لی۔ (معارف القرآن)

آیت نمبر (7 تا 11)

ترجمہ:

يٰزَكَرِيَّآ	اِنَّا	نُبَشِّرُكَ	بِغُلٰمِ	اِسْمُهٗ	يَحْيٰى
اے زکریاؑ	بیشک	ہم بشارت دیتے ہیں آپؑ کو	ایک ایسے لڑکے کی	جس کا نام	یحییٰؑ ہے

لَمْ نَجْعَلْ	لَّهٗ	مِنْ قَبْلُ	سَمِيًّا ⑦	قَالَ	رَبِّ	اَنّٰى
ہم نے نہیں بنایا	اس کے لئے	اس سے پہلے	کوئی ہم نام	انہوں نے کہا	اے میرے رب	کہاں سے

يَكُوْنُ	لِيْ	غُلٰمٌ	وَّ	كَانَتِ	امْرَاَتِيْ	عَاقِرًا	وَّقَدْ بَلَغْتُ
ہوگا	میرے لئے	کوئی لڑکا	اس حال میں کہ	ہے	میری عورت	بانجھ	اور میں پہنچ چکا ہوں

مِنَ الْكِبَرِ	عِتِيًّا ⑧	قَالَ	كَذٰلِكَ ۚ	قَالَ
بڑھاپے سے (یعنی بڑھاپے کی)	حد سے گزرا ہوا	(اللہ تعالیٰ نے) کہا	اس طرح ہے	کہہ دیا

رَبُّكَ	هُوَ	عَلَيَّ	هَيِّنٌ	وَّقَدْ خَلَقْتُكَ	مِنْ قَبْلُ
آپؑ کے رب نے	یہ	مجھ پر	آسان ہے	اور میں پیدا کر چکا ہوں آپؑ کو	اس سے پہلے

وَ	لَمْ تَكُ	شَيْئًا ⑨	قَالَ	رَبِّ	اجْعَلْ	لِّيْۤ	اٰيَةً ۭ
اس حال میں کہ	آپؑ نہیں تھے	کوئی چیز	انہوں نے کہا	اے میرے رب	تو بنادے	میرے لئے	کوئی نشانی

قَالَ	اٰيَتُكَ	اَلَّا تُكَلِّمَ	النَّاسَ	ثَلٰثَ لَيَالٍ	سَوِيًّا ⑩
(اللہ تعالیٰ نے) کہا	آپؑ کی نشانی ہے	کہ آپؑ کلام نہیں کریں گے	لوگوں سے	تین راتیں	کامل ہوتے ہوئے

فَخَرَجَ	عَلٰى قَوْمِهٖ	مِنَ الْمِحْرَابِ	فَاَوْحٰٓى	اِلَيْهِمْ	اَنْ
پھر وہ نکلے	اپنی قوم پر	محراب سے	تو انہوں نے اشارہ کیا	ان کی طرف	کہ

سَبِّحُوْا	بُكْرَةً	وَّ عَشِيًّا ⑪ 1214
تم لوگ تسبیح کرو	صبح کے وقت	اور شام کے وقت

آیت نمبر (12 تا 15)

ح ن ن

(ض) حَنَانًا کسی پر مہربان وشفیق ہونا۔

حَنَانٌ اسم ذات بھی ہے۔ شفقت۔ مہربانی۔ زیر مطالعہ آیت۔ ۱۳۔

حُنَيْنٌ اسم علم ہے۔ مکہ اور طائف کے درمیان ایک جگہ کا نام جہاں جنگ حنین ہوئی تھیں۔ آیت نمبر 9 / التوبۃ: 25۔

ترکیب

زیر مطالعہ آیات کا صحیح ترجمہ کرنے کے لئے منصوبات کی وجوہات کا تعین ضروری ہے۔ اٰتَيْنٰهُ کا مفعول ہونے کی وجہ سے اَلْحُكْمَ، حَنَانًا اور زَكٰوةً حالت نصب میں آئے ہیں، جبکہ صَبِيًّا حال ہے۔ كَانَ کی خبر ہونے کی وجہ سے تَقِيًّا اور بَرًّا حالت نصب میں ہیں۔ جَبَّارًا اور عَصِيًّا خبریں ہیں لَمْ يَكُنْ کی۔ حَيًّا حال ہے۔

ترجمہ:

يٰيَحْيٰى	خُذِ	الْكِتٰبَ	بِقُوَّةٍ	وَاٰتَيْنٰهُ
اے یحییٰ	آپؑ پکڑیں	کتاب (یعنی تورات) کو	مضبوطی سے	اور ہم نے دیا انؑ کو
الْحُكْمَ	صَبِيًّا ⑫	وَّحَنَانًا	مِّنْ لَّدُنَّا	وَزَكٰوةً
فیصلہ کرنے کی صلاحیت	بچہ ہوتے ہوئے	اور شفقت (دی)	اپنے پاس سے	اور پاکیزگی (دی)

وَكَانَ	تَقِيًّا ⑬	وَّبَرًّا	بِوَالِدَيْهِ	وَلَمْ يَكُنْ	جَبَّارًا
اور وہ تھے	پرہیزگار	اور فرمانبردار (تھے)	اپنے والدین کے	اور وہ نہیں تھے	جبر کرنے والے
عَصِيًّا ⑭	وَسَلٰمٌ	عَلَيْهِ	يَوْمَ	وُلِدَ	وَيَوْمَ
نافرمانی کرنے والے	اور سلامتی ہے	انؑ پر	جس دن	وہ پیدا کئے گئے	اور جس دن

يَمُوْتُ	وَيَوْمَ	يُبْعَثُ	حَيًّا ⑮
وہ مریں گے	اور جس دن	وہ اٹھائے جائیں گے	زندہ ہوتے ہوئے

نوٹ۔1

حضرت یحییٰ کے جو حالات انجیلوں میں بکھرے ہوئے ہیں۔ تفہیم القرآن میں ان کو جمع کر کے ان کی سیرت پاک کا ایک نقشہ پیش کیا گیا ہے۔ ہم اس کا خلاصہ دے رہے ہیں۔

حضرت یحییٰ، حضرت عیسیٰؑ سے چھ ماہ بڑے تھے۔ تقریباً تیس سال کی عمر میں وہ نبوت کے منصب پر عملاً مامور ہوئے۔ وہ لوگوں سے گناہوں کی توبہ کراتے تھے اور توبہ کرنے والوں کو بپتسمہ دیتے تھے یعنی توبہ کے بعد غسل کراتے تھے تاکہ روح اور جسم

دونوں پاک ہوجائیں۔ یہودیہ اور یروشلم کے بکثرت لوگ ان کے معتقد ہو گئے تھے اور ان کے پاس جا کر 1214 بپتسمہ لیتے تھے۔ اسی بنا پر ان کا نام یوحنا بپتسمہ دینے والا (JHON The BAPTIST) مشہور ہو گیا ہے۔

وہ اونٹ کے بالوں کے پوشاک پہنتے۔ انکی خوراک نڈیاں اور جنگلی شہد تھا۔ اس فقیرانہ زندگی کے ساتھ وہ منادی کرتے پھرتے تھے کہ توبہ کرو کیونکہ آسمان کی بادشاہی قریب آگئی ہے۔ یعنی مسیح کی دعوت نبوت کا آغاز ہونے والا ہے۔ وہ لوگوں کو نماز اور روزے کی تلقین کرتے تھے وہ لوگوں سے کہتے تھے کہ جس کے پاس دو کرتے ہوں وہ اس کو جس کے پاس نہ ہو بانٹ دے۔ اور جس کے پاس کھانا ہو وہ بھی ایسا ہی کرے۔ محصول لینے والوں سے فرمایا کہ جو تمہارے لئے مقرر ہے اس سے زیادہ نہ لینا۔ سپاہیوں سے فرمایا کہ نہ کسی پر ظلم کرو اور نہ ناحق کسی سے کچھ لو اور اپنی تنخواہ پر کفایت کرو۔

ان کے عہد کا یہودی فرمانروا، جس کی ریاست میں وہ دعوت حق کی خدمت انجام دیتے تھے، سرتا پا رومی تہذیب میں غرق تھا۔ اس کی وجہ سے سارے ملک میں فسق و فجور پھیل رہا تھا۔ حضرت یحیٰؑ نے اس کو ملامت کی اور اس کی فاسقانہ حرکات کے خلاف آواز اٹھائی۔ اس جرم میں اس نے ان کو گرفتار کر کے جیل بھیج دیا۔

فرمانروا کی سالگرہ کے جشن کے دربار میں ایک رقاصہ نے کوب رقص کیا جس پر خوش ہو کر اس نے کہا مانگ کیا مانگتی ہے۔ اس نے کہا مجھے یوحنا بپتسمہ دینے والے کا سر ایک تھال میں رکھوا کر ابھی منگوا دیجئے۔ اس نے فوراً قید خانہ سے یحییٰ کا سر کٹوایا اور ایک تھال میں رکھ کر رقاصہ کی نذر کر دیا۔

آیت نمبر (16 تا 21)

ترجمہ:

وَاذْكُرْ	فِي الْكِتٰبِ	مَرْيَمَ	اِذِ	انْتَبَذَتْ	مِنْ اَهْلِهَا	مَكَانًا شَرْقِيًّا ۱۶
اور یاد کرو	اس کتاب میں	مریم کو	جب	وہ علیحدہ ہوئیں	اپنے لوگوں سے	ایک مشرقی جگہ میں

فَاتَّخَذَتْ	مِنْ دُوْنِهِمْ	حِجَابًا	فَاَرْسَلْنَآ	اِلَيْهَا	رُوْحَنَا
پھر انہوں نے کرلیا	ان لوگوں سے	ایک اوٹ	تو ہم نے بھیجا	ان کی طرف	اپنا فرشتہ (یعنی جبرائیل کو)

فَتَمَثَّلَ	لَهَا	بَشَرًا سَوِيًّا ۱۷	قَالَتْ	اِنِّيْٓ	اَعُوْذُ
تو وہ شکل میں آگئے	ان کے لیے	ایک مکمل آدمی کی	(بی بی مریم نے) کہا	کہ میں	پناہ میں آتی ہوں

بِالرَّحْمٰنِ	مِنْكَ	اِنْ	كُنْتَ	تَقِيًّا ۱۸	قَالَ	اِنَّمَآ	اَنَا
رحمٰن کی	تجھ سے	اگر	تو ہے	پرہیزگار	انہوں نے کہا	کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	میں

رَسُوْلُ رَبِّكِ	لِاَهَبَ	لَكِ	غُلٰمًا زَكِيًّا ۱۹	قَالَتْ
آپ کے رب کا پیغامبر ہوں	کہ میں عطا کروں	آپ کو	ایک پاکیزہ لڑکا	انہوں نے کہا

اَنّٰى	يَكُوْنُ	لِيْ	غُلٰمٌ	وَّ	لَمْ يَمْسَسْنِيْ	بَشَرٌ	وَّلَمْ اَكُ
کہاں سے	ہوگا	میرے لئے	کوئی لڑکا	حالانکہ	چھوا ہی نہیں مجھ کو	کسی آدمی نے	اور نہ میں ہوں

بَغِيًّا ﴿٢٠﴾	قَالَ	كَذٰلِكِ	قَالَ	رَبُّكِ	هُوَ	عَلَيَّ	1214 هَيِّنٌ
بدکار	انہوں نے کہا	اس طرح ہے	کہا	آپ کے رب نے	وہ	مجھ پر	آسان ہے

وَلِنَجْعَلَهٗٓ	اٰيَةً	لِّلنَّاسِ	وَرَحْمَةً	مِّنَّا
اور تاکہ ہم بنائیں اس (لڑکے) کو	ایک نشانی	لوگوں کے لئے	اور رحمت ہوتے ہوئے	ہماری طرف سے

وَكَانَ	اَمْرًا	مَّقْضِيًّا ﴿٢١﴾
اور وہ ہے	ایک کام	فیصلہ کیا ہوا

نوٹ۔1

بی بی مریم کا ایک مشرقی جگہ میں الگ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ ہیکل کے مشرقی جانب میں معتکف ہوگئیں۔ مشرقی جانب میں اس وجہ سے کہ ہیکل کا جو حصہ عورتوں کے اعتکاف اور عبادت کے لئے خاص تھا وہ مشرقی سمت میں ہی تھا۔ حضرت جبرائیل نے انہیں اولاد ہونے کی جو خبر دی اس پر بی بی مریم نے جن الفاظ میں تعجب کا اظہار کیا، اس سے یہ بات بالکل واضح ہے کہ لوقا کی یہ روایت بالکل بے سروپا ہے کہ یوسف نامی کسی شخص سے ان کا نکاح ہوا تھا۔ اگر ان کا نکاح ہوا ہوتا تو یہ خبر ان کے لئے ایک خوشخبری ہوتی اور وہ مذکورہ الفاظ میں اس پر تشویش اور حیرت کا اظہار کرنے کی بجائے اللہ کا شکر ادا کرتیں۔ لوقا کی یہ روایت یہود کی دراندازی کا مولود فساد ہے کیونکہ وہ حضرت عیسیٰؑ کی خارق عادت ولادت کے مخالف ہیں۔ ہمارے ہاں جن لوگوں نے بے سوچے سمجھے اس روایت کو نقل کرلیا ہے انہوں نے نادانستہ یہود ہی کی مقصد براری کی ہے۔ (تدبر قرآن)

نوٹ۔2

بی بی مریم کے اظہار تعجب کے جواب میں حضرت جبریل نے فرمایا كَذٰلِكِ یعنی ایسا ہی ہوگا۔ یہ ہرگز اس معنی میں نہیں ہوسکتا کہ بشر تجھ کو چھوئے گا اور اس سے تیرے ہاں لڑکا پیدا ہوگا۔ بلکہ اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ تیرے ہاں لڑکا ہوگا، باوجود اس کے کہ تجھے کسی بشر نے نہیں چھوا ہے۔ اس سے پہلے آیت نمبر۔٨۔ میں حضرت زکریا کا استعجاب نقل ہو چکا ہے۔ وہاں بھی یہی جواب دیا گیا ہے۔ ظاہر ہے کہ جو مطلب اس جواب کا وہاں ہے، وہی یہاں بھی ہے۔ اسی طرح سورہ ذاریات کی آیات۔ ٢٨ تا ٣٠ میں جب فرشتہ حضرت ابراہیمؑ کو بیٹے کی بشارت دیتا ہے اور حضرت سارہ کہتی ہیں کہ مجھ بوڑھی بانجھ کے ہاں بیٹا کیسے ہوگا تو فرشتہ ان کو جواب دیتا ہے کہ كَذٰلِكِ (ایسا ہی ہوگا) ظاہر ہے کہ اس سے مراد بڑھاپے اور بانجھ پن کے باوجود اولاد ہونا ہے۔ اس کے علاوہ اگر كَذٰلِكِ کا یہ مطلب لیا جائے کہ بشر تجھے چھوئے گا اور تیرے ہاں اسی طرح لڑکا ہوگا جیسے دنیا بھر کی عورتوں کے ہاں ہوتا ہے، تو پھر بعد کے دونوں فقرے بے معنی ہو جاتے ہیں۔ پھر یہ کہنے کی کیا ضرورت ہے کہ تیرا رب کہتا ہے کہ ایسا کرنا میرے لئے بہت آسان ہے اور ہم اس لڑکے کو ایک نشانی بنانا چاہتے ہیں۔ (تفہیم القرآن)

نوٹ۔3

حضرت عیسیٰؑ کی پیدائش کو نشانی اس لئے بنایا تاکہ لوگ جان لیں کہ وہ خالق ہر طرح کی پیدائش پر قادر ہے۔ حضرت آدمؑ کو بغیر عورت مرد کے پیدا کیا۔ بی بی حوا کو صرف مرد سے بغیر عورت کے پیدا کیا۔ باقی تمام انسانوں کو مرد و عورت سے پیدا کیا۔ حضرت عیسیٰؑ کو بغیر مرد کے صرف عورت سے پیدا کیا۔ پس تقسیم کی یہ چار ہی صورتیں ہوسکتی تھیں جو سب پوری کر دی گئیں اور اللہ نے اپنی کمال قدرت کی مثال قائم کردی۔ (ابن کثیرؒ)

1214

آیت نمبر (22 تا 26)

م	خ	ض

(س) **مَخَاضًا** حاملہ کا دردزہ میں مبتلا ہونا۔

مَخَاضٌ اسم ذات بھی ہے۔ دردزہ۔ زیر مطالعہ آیت۔ ۲۳

ج	ذ	ع

(ف) **جَذْعًا** دو اونٹوں کو ایک رسی میں باندھا۔

جِذْعٌ ج: جُذُوْعٌ۔ درخت کا تنہ۔ زیر مطالعہ آیت۔ ۲۳ اور ﴿ وَ لَاُصَلِّبَنَّكُمْ فِيْ جُذُوْعِ النَّخْلِ ﴾ (20/ طٰہٰ:71) ''اور میں لازماً پھانسی دوں گا تم لوگوں کو کھجور کے تنوں میں۔''

ہ	ز	ز

(ن) **هَزًّا** کسی چیز کو حرکت دینا۔ ہلانا۔

هُزِّ فعل امر ہے۔ تو ہلا۔ زیر مطالعہ آیت۔ ۲۵

(افتعال) **اِهْتِزَازًا** کسی چیز کا حرکت میں آنا۔ ہلنا۔ لہلہانا۔ ﴿ فَلَمَّا رَاٰهَا تَهْتَزُّ كَاَنَّهَا جَآنٌّ ﴾ (27/ النمل:10) ''پھر جب انہوں نے دیکھا اس کو یعنی لاٹھی کو کہ وہ ہلتی ہے جیسے کہ وہ کوئی سانپ ہے۔'' ﴿ فَاِذَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَآءَ اهْتَزَّتْ ﴾ (22/ الحج:5) ''پھر جب ہم نے اتارا اس پر یعنی زمین پر پانی تو وہ لہلہا اٹھی۔''

ج	ن	ی

(ض) **جَنْيًا** درخت سے پھل چننا۔

جَنِيٌّ ابھی کا چنا ہوا پھل۔ تازہ پھل۔ زیر مطالعہ آیت۔ ۲۵

ترجمہ:

فَحَمَلَتْهُ	فَانْتَبَذَتْ	بِهٖ	مَكَانًا قَصِيًّا ۝۲۲
پس انہوں نے اٹھایا اس (بچے) کو (پیٹ میں)	پھر وہ علیحدہ ہوئیں	اس کے ساتھ	ایک دور والی جگہ میں

فَاَجَآءَهَا	الْمَخَاضُ	اِلٰى جِذْعِ النَّخْلَةِ ۚ	قَالَتْ	يٰلَيْتَنِيْ	مِتُّ
پھر لایا ان کو	دردِزہ	کھجور کے تنے کی طرف	انہوں نے کہا	اے کاش میں	مرجاتی

قَبْلَ هٰذَا	وَ كُنْتُ	نَسْيًا مَّنْسِيًّا ۝۲۳	فَنَادٰىهَا	مِنْ تَحْتِهَآ
اس سے پہلے	اور میں ہوتی	ایک بھولی بسری چیز	تو آواز دی ان کو	ان کے نیچے سے

اَلَّا تَحْزَنِيْ	قَدْ جَعَلَ	رَبُّكِ	تَحْتَكِ	سَرِيًّا ۝۲۴	وَهُزِّيْٓ
کہ آپ غمگین مت ہوں	بنادی ہے	آپ کے رب نے	آپ کے نیچے	ایک نہر	اور آپ ہلائیں

اِلَیۡكِ	بِجِذۡعِ النَّخۡلَةِ	تُسٰقِطۡ	عَلَیۡكِ	رُطَبًا	جَنِیًّا ﴿۲۵﴾	1214 فَكُلِیۡ
اپنی طرف	کھجور کے تنے کو	تو وہ گراتا رہے گا	آپ پر	پکے ہوئے	چنے ہوئے پھل	پس آپ کھائیں
وَاشۡرَبِیۡ	وَقَرِّیۡ	عَیۡنًا	فَاِمَّا	تَرَیِنَّ	مِنَ الۡبَشَرِ	اَحَدًا
اور پیئیں	اور ٹھنڈی رکھیں	آنکھ	پھر اگر	آپ دیکھیں	بشر میں سے	کسی ایک کو

فَقُوۡلِیۡۤ	اِنِّیۡ	نَذَرۡتُ	لِلرَّحۡمٰنِ	صَوۡمًا	فَلَنۡ اُكَلِّمَ
تو آپ کہیں	کہ میں نے	منت مانی ہے	رحمٰن کے لئے	روزہ رکھنے کی	تو میں ہرگز کلام نہیں کروں گا

الۡیَوۡمَ	اِنۡسِیًّا ﴿۲۶﴾
آج کے دن	کسی انسان سے

نوٹ۔1

(آیت۔۲۲) میں دور والی جگہ سے مراد بیت لحم ہے۔ بی بی مریم کا اپنے اعتکاف سے نکل کر وہاں جانا اس بات کی بہت بڑی دلیل ہے کہ حضرت عیسیٰؑ باپ کے بغیر پیدا ہوئے تھے۔ اگر وہ شادی شدہ ہوتیں اور شوہر سے ہی ان کے ہاں بچہ پیدا ہو رہا ہوتا تو کوئی وجہ نہ تھی کہ میکے اور سسرال، سب کو چھوڑ چھاڑ کر وہ زچگی کے لئے تن تنہا ایک دور دراز مقام پر چلی جاتیں۔ (تفہیم القرآن)

نوٹ۔2

قبل از اسلام یہ بھی عبادت میں داخل تھا کہ بولنے کا روزہ رکھے۔ صبح سے رات تک کسی سے کلام نہ کرے۔ اسلام نے اس کو منسوخ کر کے یہ لازم کر دیا کہ صرف برے کلام، گالی گلوچ، جھوٹ، غیبت وغیرہ سے پرہیز کیا جائے۔ عام گفتگو ترک کرنا اسلام میں کوئی عبادت نہیں رہی اس لئے اس کی نذر ماننا بھی جائز نہیں۔ (معارف القرآن)

آیت نمبر (27 تا 34)

ترجمہ:

فَاَتَتۡ بِهٖ	قَوۡمَهَا	تَحۡمِلُهٗ ؕ	قَالُوۡا
پھر وہ لائیں اس (بچے) کو	اپنی قوم کے پاس	اٹھائے ہوئے اس کو	ان لوگوں نے کہا

یٰمَرۡیَمُ	لَقَدۡ جِئۡتِ	شَیۡـًٔا فَرِیًّا ﴿۲۷﴾	یٰۤاُخۡتَ هٰرُوۡنَ	مَا كَانَ
اے مریم	بیشک آپ نے کیا ہے	ایک حیران کن چیز (یعنی کام)	اے ہارونؑ کی بہن	نہیں تھے
اَبُوۡكِ	امۡرَاَ سَوۡءٍ	وَّمَا كَانَتۡ	اُمُّكِ	بَغِیًّا ﴿۲۸﴾
آپ کے والد	برے آدمی	اور نہیں تھیں	آپ کی والدہ	بدکار

فَاَشَارَتۡ	اِلَیۡهِ ؕ	قَالُوۡا	كَیۡفَ	نُكَلِّمُ	مَنۡ	كَانَ
تو انہوں نے اشارہ کیا	اس (بچے) کی طرف	ان لوگوں نے کہا	کیسے	ہم کلام کریں	اس سے جو	ہے

فِی الۡمَهۡدِ	صَبِیًّا ﴿۲۹﴾	قَالَ	اِنِّیۡ	عَبۡدُ اللّٰهِ ؕ	اٰتٰىنِیَ	الۡكِتٰبَ	وَجَعَلَنِیۡ
گود میں	بچہ ہوتے ہوئے	اس (بچے) نے کہا	کہ میں	اللہ کا بندہ ہوں	اس نے دی مجھ کو	کتاب	اور اس نے بنایا مجھ کو

نَبِيًّا ۝٣٠	وَّ جَعَلَنِيْ	مُبٰرَكًا	اَيْنَ مَا	كُنْتُ	1214 وَاَوْصٰنِيْ
ایک نبی	اور اس نے بنایا مجھ کو	برکت دیا ہوا	جہاں کہیں بھی	میں ہوں	اور اس نے تاکید کی مجھ کو

بِالصَّلٰوةِ	وَالزَّكٰوةِ	مَا دُمْتُ	حَيًّا ۝٣١	وَّ بَرًّا	بِوَالِدَتِيْ
نماز کی	اور زکوٰۃ کی	جب تک میں رہوں	زندہ	اور (بنایا مجھ کو) فرمانبردار	میری والدہ کا

وَلَمْ يَجْعَلْنِيْ	جَبَّارًا	شَقِيًّا ۝٣٢	وَالسَّلٰمُ	عَلَيَّ	يَوْمَ	وُلِدْتُّ	وَيَوْمَ
اور اس نے نہیں بنایا مجھ کو	جبر کرنے والا	نامراد	اور سلام ہے	مجھ پر	جس دن	میں پیدا کیا گیا	اور جس دن

اَمُوْتُ	وَيَوْمَ	اُبْعَثُ	حَيًّا ۝٣٣	ذٰلِكَ	عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ
میں مروں گا	اور جس دن	میں اٹھایا جاؤں گا	زندہ ہوتے ہوئے	یہ	عیسیٰؑ ابن مریم ہیں

قَوْلَ الْحَقِّ الَّذِيْ	فِيْهِ	يَمْتَرُوْنَ ۝٣٤
(میں کہتا ہوں) ان کی سچی بات	جن (کے بارے) میں	یہ لوگ جھگڑتے ہیں

نوٹ۔1

(آیت۔۳۲) میں یہ نہیں ہے کہ اس نے مجھے اپنے والدین کا فرمانبردار بنایا ہے۔ جیسا کہ حضرت یحییٰؑ کے ذکر میں آیت۔ ۱۴ میں والدین کا لفظ آیا ہے۔ کیونکہ حضرت یحییٰؑ کے والد اور والدہ دونوں تھے، لیکن یہاں اللہ تعالیٰ نے صرف والدہ کا لفظ استعمال کیا ہے۔ یہ اس بات کا بہت بڑا ثبوت ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کے والد نہیں تھے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کو قرآن مجید میں ہر جگہ عیسیٰؑ ابن مریم کہا گیا ہے۔

آیت نمبر (35 تا 40)

ترجمہ:

مَا كَانَ	لِلّٰهِ	اَنْ	يَّتَّخِذَ	مِنْ وَّلَدٍ	سُبْحٰنَهٗ	اِذَا	قَضٰى
نہیں ہے	اللہ کے لئے	کہ	وہ بنائے	کوئی بھی اولاد	وہ پاک ہے	جب بھی	وہ فیصلہ کرتا ہے

اَمْرًا	فَاِنَّمَا	يَقُوْلُ	لَهٗ	كُنْ	فَيَكُوْنُ ۝٣٥	وَاِنَّ
کسی کام کا	تو کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	وہ کہتا ہے	اس کو (کہ)	تو ہوجا	تو وہ ہوجاتا ہے	اور بیشک

اللّٰهَ	رَبِّيْ	وَرَبُّكُمْ	فَاعْبُدُوْهُ	هٰذَا	صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ۝٣٦
اللہ	میرا رب ہے	اور تم لوگوں کا رب ہے	پس تم لوگ بندگی کرو اس کی	یہ	ایک سیدھا راستہ ہے

فَاخْتَلَفَ	الْاَحْزَابُ	مِنْۢ بَيْنِهِمْ	فَوَيْلٌ	لِّلَّذِيْنَ	كَفَرُوْا
پھر اختلاف کیا	گروہوں نے	ان لوگوں میں سے	پس تباہی ہے	ان کے لئے جنہوں نے	انکار کیا

مِنْ مَّشْهَدِ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝٣٧	اَسْمِعْ بِهِمْ	وَاَبْصِرْ	يَوْمَ
جس وقت دیکھیں گے ایک دن بڑا	کیا خوب سننے والے ہوں گے	اور دیکھنے والے ہوں گے	جس دن

یَاْتُوْنَنَا	لٰکِنِ	الظّٰلِمُوْنَ	الْیَوْمَ	1214 فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ۳۸
یہ لوگ آئیں گے ہمارے پاس	لیکن	یہ ظالم لوگ	آج کے دن	ایک کھلی گمراہی میں ہیں

وَاَنْذِرْھُمْ	یَوْمَ الْحَسْرَةِ	اِذْ	قُضِیَ	الْاَمْرُ
اور آپ خبردار کردیں ان کو	حسرتوں کے دن سے	جب	فیصلہ کردیا جائے گا	تمام معاملات کا

وَھُمْ	فِیْ غَفْلَةٍ	وَّھُمْ	لَا یُؤْمِنُوْنَ ۳۹	اِنَّا	نَحْنُ
اور (ابھی) یہ لوگ	غفلت میں ہیں	اور یہ لوگ	ایمان نہیں لائیں گے	بیشک	ہم ہی
نَرِثُ	الْاَرْضَ	وَمَنْ	عَلَیْھَا	وَاِلَیْنَا	یُرْجَعُوْنَ ۴۰ ع
وارث ہوں گے	اس زمین کے	اور ان کے جو	اس پر ہیں	اور ہماری طرف ہی	لوٹائے جائیں گے

نوٹ۔1

تمام معاملات کا فیصلہ ہو جانے والے دن کو حسرتوں کا دن اس لئے کہا گیا کہ اہل جہنم کو حسرت ہوگی کہ اگر وہ مومن صالح ہوتے تو ان کو جنت ملتی۔ جبکہ اہل جنت کو بھی ایک خاص قسم کی حسرت ہوگی۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ اہل جنت کو کسی چیز پر حسرت نہ ہوگی۔ بجز ان لمحات وقت کے جو بغیر ذکر اللہ کے گزر گئے۔ ایک دوسری حدیث میں ہے کہ ہر مرنے والے کو حسرت و ندامت سے سابقہ پڑے گا۔ صحابہ کرامؓ نے سوال کیا کہ یہ ندامت وحسرت کس بناء پر ہوگی تو آپؐ نے فرمایا کہ نیک اعمال کرنے والوں کو اس پر حسرت ہوگی کہ اور زیادہ نیک اعمال کیوں نہ کر لئے کہ اور زیادہ درجات جنت ملتے اور بدکار کو اس پر حسرت ہوگی کہ وہ اپنی بدکاری سے باز کیوں نہ آ گیا۔ (معارف القرآن)

آیت نمبر (41تا50)

ترجمہ:

وَاذْکُرْ	فِی الْکِتٰبِ	اِبْرٰھِیْمَ ؑ	اِنَّهٗ	کَانَ	صِدِّیْقًا	نَّبِیًّا ۴۱
اور یاد کرو	اس کتاب میں	ابراہیمؑ کو	بیشک وہ	تھے	ایک انتہائی سچے	(اور) ایک نبی
اِذْ	قَالَ	لِاَبِیْهِ	یٰٓاَبَتِ	لِمَ تَعْبُدُ	مَا	لَا یَسْمَعُ
جب	انہوں نے کہا	اپنے والد سے	اے میرے والد	آپ کیوں بندگی کرتے ہیں	اس کی جو	نہیں سنتا

وَلَا یُبْصِرُ	وَلَا یُغْنِیْ	عَنْكَ	شَیْـًٔا ۴۲	یٰٓاَبَتِ	اِنِّیْ
اور نہیں دیکھتا	اور کام نہیں آتا	آپ کے	کچھ بھی	اے میرے والد	بیشک

قَدْ جَآءَنِیْ	مِنَ الْعِلْمِ	مَا	لَمْ یَاْتِكَ	فَاتَّبِعْنِیْٓ
آچکا ہے میرے پاس	علم میں سے	وہ جو	نہیں پہنچا آپ تک	پس آپ پیروی کریں میری

اَھْدِكَ	صِرَاطًا سَوِیًّا ۴۳	یٰٓاَبَتِ	لَا تَعْبُدِ
تو میں ہدایت دوں گا آپ کو	ایک ہموار راستے کی	اے میرے والد	آپ بندگی مت کریں

الشَّیْطٰنَ ؕ	اِنَّ	الشَّیْطٰنَ	کَانَ	لِلرَّحْمٰنِ	عَصِیًّا ۝٤٤	یٰۤاَبَتِ 1214	اِنِّیْۤ
شیطان کی	بیشک	شیطان	ہے	رحمان کا	نافرمان	اے میرے والد	بیشک

اَخَافُ	اَنْ	یَّمَسَّكَ	عَذَابٌ	مِّنَ الرَّحْمٰنِ	فَتَكُوْنَ
میں ڈرتا ہوں	کہ	چھوئے آپ کو	کوئی عذاب	رحمٰن (کیطرف) سے	نتیجۃً آپ ہو جائیں

لِلشَّیْطٰنِ	وَلِیًّا ۝٤٥	قَالَ	اَ	رَاغِبٌ	اَنْتَ	عَنْ اٰلِهَتِیْ
شیطان کے	ایک کارندے	(والد نے) کہا	کیا	روگردانی کرنے والا ہے	تو	میرے معبودوں کی

یٰۤاِبْرٰهِیْمُ ۚ	لَىِٕنْ	لَّمْ تَنْتَهِ	لَاَرْجُمَنَّكَ	وَاهْجُرْنِیْ
اے ابراہیمؑ	بیشک اگر	تو باز نہ آیا	تو میں لازماً سنگسار کروں گا تجھ کو	اور تو چھوڑ دے مجھ کو

مَلِیًّا ۝٤٦	قَالَ	سَلٰمٌ	عَلَیْكَ ۚ	سَاَسْتَغْفِرُ	لَكَ	رَبِّیْ ؕ
ہمیشہ کے لئے	انہوں نے کہا	سلامتی ہو	آپ پر	میں مغفرت مانگوں گا	آپ کے لئے	اپنے رب سے

اِنَّهٗ	كَانَ	بِیْ	حَفِیًّا ۝٤٧	وَاَعْتَزِلُكُمْ
بیشک وہ	ہے	مجھ پر	شفقت کرنے والا	اور میں کنارہ کش ہوتا ہوں آپ سب سے

وَمَا	تَدْعُوْنَ	مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ	وَاَدْعُوْا	رَبِّیْ ۖ
اور اس سے جس کو	آپ لوگ پکارتے ہیں	اللہ کے سوا	اور میں پکارتا ہوں	اپنے رب کو

عَسٰۤی	اَلَّاۤ اَكُوْنَ	بِدُعَآءِ رَبِّیْ	شَقِیًّا ۝٤٨	فَلَمَّا	اعْتَزَلَهُمْ
امید ہے	کہ میں نہیں ہوں گا	اپنے رب کو پکارنے سے	نامراد	پھر جب	وہ کنارہ کش ہوئے ان سے

وَمَا	یَعْبُدُوْنَ	مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۙ	وَهَبْنَا	لَهٗۤ	اِسْحٰقَ	وَیَعْقُوْبَ ؕ
اور اس سے جس کی	وہ لوگ بندگی کرتے تھے	اللہ کے علاوہ	تو ہم نے عطا کیا	ان کو	اسحاق	اور یعقوب

وَكُلًّا	جَعَلْنَا	نَبِیًّا ۝٤٩	وَوَهَبْنَا	لَهُمْ	مِّنْ رَّحْمَتِنَا	وَجَعَلْنَا
اور ہر ایک کو	ہم نے بنایا	نبی	اور ہم نے عطا کیا	ان کو	اپنی رحمت میں سے	اور ہم نے بنایا

لَهُمْ	لِسَانَ صِدْقٍ	عَلِیًّا ۝٥٠ ع
ان کے لئے	سچائی کی بات	بلند ہونے والی ہوتے ہوئے

آیت نمبر (51 تا 58)

ترجمہ:

وَاذْكُرْ	فِی الْكِتٰبِ	مُوْسٰۤی	اِنَّهٗ	كَانَ	مُخْلَصًا	وَّ كَانَ	رَسُوْلًا	نَّبِیًّا ۝٥١
اور یاد کرو	اس کتاب میں	موسیٰ کو	بیشک وہ	تھے	چنے ہوئے	اور وہ تھے	رسول	نبی

وَنَادَیْنٰهُ	مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ الْاَیْمَنِ	وَقَرَّبْنٰهُ	1214 نَجِیًّا ۝۵۲
اور ہم نے پکارا ان کو	طور کی داہنی جانب سے	اور نزدیک بلایا اس کو	بھید کہنے کو

وَوَهَبْنَا	لَهٗ	مِنْ رَّحْمَتِنَآ	اَخَاهُ	هٰرُوْنَ	نَبِیًّا ۝۵۳	وَاذْكُرْ
اور ہم نے عطا کیا	ان کو	اپنی رحمت سے	ان کے بھائی	ہارون کو	نبی ہوتے ہوئے	اور یاد کرو

فِی الْكِتٰبِ	اِسْمٰعِیْلَ ۫	اِنَّهٗ	كَانَ	صَادِقَ الْوَعْدِ	وَكَانَ	رَسُوْلًا
اس کتاب میں	اسماعیلؑ کو	بیشک وہ	تھے	وعدے کے سچے	اور وہ تھے	رسول

نَّبِیًّا ۝۵۴	وَكَانَ یَاْمُرُ	اَهْلَهٗ	بِالصَّلٰوةِ	وَالزَّكٰوةِ ۠	وَكَانَ
نبی	اور وہ حکم کرتے تھے	اپنے گھر والوں کو	نماز کا	اور زکوٰۃ کا	اور وہ تھے

عِنْدَ رَبِّهٖ	مَرْضِیًّا ۝۵۵	وَاذْكُرْ	فِی الْكِتٰبِ	اِدْرِیْسَ ۫	اِنَّهٗ	كَانَ
اپنے رب کے پاس	پسند کئے ہوئے	اور یاد کرو	اس کتاب میں	ادریسؑ کو	بیشک وہ	تھے

صِدِّیْقًا نَّبِیًّا ۝۵۶	وَّرَفَعْنٰهُ	مَكَانًا عَلِیًّا ۝۵۷	اُولٰٓىِٕكَ الَّذِیْنَ	اَنْعَمَ
سچے نبی	اور ہم نے بلند کیا انؑ کو	ایک بالاتر مقام پر	یہ وہ لوگ ہیں	انعام کیا

اللّٰهُ	عَلَیْهِمْ	مِّنَ النَّبِیّٖنَ	مِنْ ذُرِّیَّةِ اٰدَمَ ۗ	وَمِمَّنْ	حَمَلْنَا
اللہ نے	جن پر	نبیوں میں سے	آدمؑ کی اولاد میں سے	اور ان میں سے جن کو	ہم نے سوار کیا

مَعَ نُوْحٍ	وَّمِنْ ذُرِّیَّةِ اِبْرٰهِیْمَ وَاِسْرَآءِیْلَ	وَمِمَّنْ	هَدَیْنَا
نوحؑ کے ساتھ	اور ابراہیمؑ اور اسرائیلؑ کی اولاد میں سے	اور ان میں سے جن کو	ہم نے ہدایت دی

وَاجْتَبَیْنَا ۭ	اِذَا	تُتْلٰى عَلَیْهِمْ	اٰیٰتُ الرَّحْمٰنِ	خَرُّوْا
اور ہم نے منتخب کیا	جب	پڑھ کر سنائی جاتی ہیں ان کو	رحمٰن کی آیتیں	تو وہ گر پڑتے ہیں

سُجَّدًا	وَّبُكِیًّا ۩ ۝۵۸ السجدۃ
سجدہ کرنے والے ہوتے ہوئے	اور روتے ہوئے

نوٹ۔1

قرآن مجید میں رسول اور نبی، دونوں الفاظ ہم معنی استعمال ہوتے ہیں۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ ایک ہی شخصیت کو کہیں صرف رسول کہا گیا ہے اور کہیں صرف نبی اور کہیں رسول اور نبی ایک ساتھ، لیکن بعض مقامات پر رسول اور نبی کے الفاظ اس طرح بھی استعمال ہوئے ہیں جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان دونوں میں مرتبے یا کام کی نوعیت کے لحاظ سے کوئی اصطلاحی فرق ہے۔ مثلاً سورہ حج کی آیت۔ ۵۲ میں فرمایا ''ہم نے تم سے پہلے نہیں بھیجا کوئی رسول اور نہ کوئی نبی مگر............'' یہ الفاظ صاف ظاہر کرتے ہیں کہ رسول اور نبی کے درمیان کوئی معنوی فرق ضرور ہے۔ اہل تفسیر نے اس پر بحث کی ہے لیکن قطعی دلائل کے ساتھ کوئی بھی رسول اور نبی کی الگ الگ

حیثیتوں کا تعین نہیں کر سکا۔ البتہ یہ بات یقین سے کہی جا سکتی ہے کہ رسول کا لفظ نبی کی نسبت خاص ہے۔ 1214 یعنی ہر رسول نبی بھی ہوتا ہے لیکن ہر نبی رسول نہیں ہوتا۔ اس کی تائید ایک حدیث سے بھی ہوتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ سے رسولوں کی تعداد پوچھی گئی تو آپؐ نے ۳۱۳ یا ۳۱۵ بتائی اور انبیاء کی تعداد پوچھی گئی تو آپؐ نے ایک لاکھ چوبیس ہزار بتائی۔ (تفہیم القرآن)

نوٹ۔2

حضرت ادریسؑ کے متعلق اختلاف ہے۔ بعض کے نزدیک وہ بنی اسرائیل سے بھی پہلے گزرے ہیں۔ کوئی حدیث ایسی ملی جس سے ان کی شخصیت کے تعین میں کوئی مودملتی ہو۔ البتہ قرآن کا ایک اشارہ اس خیال کی تائید کرتا ہے کہ وہ نوح سے پہلے ہیں۔ کیونکہ بعد والی آیت میں یہ فرمایا گیا ہے کہ یہ انبیاء جن کا ذکر گزر رہا ہے، آدمؑ کی اولاد، نوح کی اولاد، ابراہیم کی اولاد اور اسرائیل کی اولاد سے ہیں۔ اب یہ ظاہر ہے کہ حضرت یحییٰ عیسیٰ اور موسیٰؑ تو بنی اسرائیل میں سے ہیں، حضرت اسمٰعیل، اسحٰق اور یعقوبؑ اولاد ابراہیمؑ سے ہیں، اور حضرت ابراہیم اولاد نوحؑ سے ہیں۔ ان کے بعد صرف حضرت ادریس ہی رہ جاتے ہیں جن کے متعلق یہ سمجھا جا سکتا ہے کہ وہ اولادِ آدم سے ہیں۔ اور وَرَفَعۡنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا کا سیدھا سادھا مطلب تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ادریس کو بلند مرتبہ عطا کیا تھا، لیکن اسرائیلی روایات سے منتقل ہو کر یہ بات ہمارے ہاں بھی مشہور ہوگئی کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ادیسؑ کو آسمان پر اٹھا لیا۔ (تفہیم القرآن)

آیت نمبر (59 تا 65)

ترجمہ:

فَخَلَفَ	مِنۢ بَعۡدِهِمۡ	خَلۡفٌ	اَضَاعُوا	الصَّلٰوةَ
پھر جانشین ہوئے	ان کے بعد	کچھ ایسے جانشین جنہوں نے	ضائع کیا	نماز کو

وَاتَّبَعُوا	الشَّهَوٰتِ	فَسَوۡفَ	يَلۡقَوۡنَ	غَيًّا ۙ﴿۵۹﴾	اِلَّا مَنۡ
اور انہوں نے پیروی کی	خواہشات کی	تو عنقریب	وہ لوگ ملیں گے	گمراہی سے	سوائے اس کے جس نے

تَابَ	وَاٰمَنَ	وَعَمِلَ	صَالِحًا	فَاُولٰٓئِكَ	يَدۡخُلُوۡنَ	الۡجَنَّةَ
توبہ کی	اور ایمان لایا	اور عمل کیا	نیک	تو وہ لوگ	داخل ہوں گے	جنت میں

وَلَا يُظۡلَمُوۡنَ	شَيۡـًٔا ۙ﴿۶۰﴾	جَنّٰتِ عَدۡنِ	اِلَّتِىۡ	وَعَدَ	الرَّحۡمٰنُ
اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا	کچھ بھی	عدن کے باغات	جن کا	وعدہ کیا	رحمن نے

عِبَادَهٗ	بِالۡغَيۡبِ ؕ	اِنَّهٗ	كَانَ	وَعۡدُهٗ	مَاۡتِيًّا ﴿۶۱﴾	لَا يَسۡمَعُوۡنَ
اپنے بندوں سے	غیب میں	حقیقت یہ ہے کہ	ہے	اس کا وعدہ	پورا کیا ہوا	وہ نہیں سنیں گے

فِيۡهَا	لَغۡوًا	اِلَّا	سَلٰمًا ؕ	وَلَهُمۡ	رِزۡقُهُمۡ	فِيۡهَا	بُكۡرَةً
اس میں	کوئی بیہودہ بات	مگر	سلام	اور ان کے لئے	ان کی روزی ہے	اس میں	صبح کے وقت

وَّعَشِيًّا ﴿۶۲﴾	تِلۡكَ الۡجَنَّةُ الَّتِىۡ	نُوۡرِثُ	مِنۡ عِبَادِنَا	مَنۡ
اور شام کے وقت	یہ وہ جنت ہے جس کا	ہم وارث بنائیں گے	اپنے بندوں میں سے	اس کو جو

كَانَ	تَقِيًّا ۝٦٣	وَمَا نَتَنَزَّلُ	اِلَّا	بِاَمْرِ رَبِّكَ ج	لَهٗ 1214	مَا
تھا	پرہیزگار	اور ہم نہیں اترتے	مگر	آپ ﷺ کے رب کے حکم سے	اس کا ہی ہے	وہ جو

بَيْنَ اَيْدِيْنَا	وَمَا	خَلْفَنَا	وَمَا	بَيْنَ ذٰلِكَ ج	وَمَا كَانَ	رَبُّكَ
ہمارے سامنے ہے	اور وہ جو	ہمارے پیچھے ہے	اور وہ جو	اس کے درمیان ہے	اور نہیں ہے	آپ ﷺ کا رب

نَسِيًّا ۝٦٤ج	رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ	وَمَا	بَيْنَهُمَا
بھولنے والا	جو زمین اور آسمانوں کا رب ہے	اور اس کا جو	ان دونوں کے درمیان ہے

فَاعْبُدْهُ	وَاصْطَبِرْ	لِعِبَادَتِهٖ ط	هَلْ	تَعْلَمُ
پس آپ ﷺ بندگی کریں اس کی	اور آپ ﷺ ڈٹے رہیں	اس کی بندگی کے لئے	کیا	آپ ﷺ جانتے ہیں

لَهٗ	سَمِيًّا ۝٦٥ع
اس کے	کسی ہم نام کو

نوٹ۔1

نماز کو ضائع کرنے سے مراد جمہور مفسرین کے نزدیک نماز کو اس کے وقت سے تاخیر کر کے پڑھنا ہے۔اور بعض حضرات نے فرمایا کہ نماز کے آداب وشرائط میں سے کسی میں کوتاہی کرنا، جس میں وقت بھی شامل ہے، نماز کو ضائع کرنا ہے اور بعض حضرات نے فرمایا کہ اضاعتِ صلوٰۃ سے مراد بے جماعت کے گھر میں نماز پڑھ لینا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس شخص کی نماز نہیں ہوتی جو نماز میں اقامت نہ کرے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ جو رکوع اور سجدے میں جلدی کرے اور رکوع سے سیدھا کھڑا ہونے کا اور دو سجدوں کے درمیان سیدھا بیٹھنے کا اہتمام نہ کرے اس کی نماز نہیں ہوتی یعنی ضائع ہوجاتی ہے۔ (معاف القرآن)

نوٹ۔2

یہ عجیب اتفاق ہے کہ مشرکین اور بت پرستوں نے اگرچہ عبادت میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ بہت سے انسانوں، فرشتوں پتھروں اور بتوں کو شریک کر ڈالا تھا اور ان سب کو الٰہ یعنی معبود کہتے تھے مگر کسی نے لفظ اللہ، کسی معبود باطل کا نام کبھی نہیں رکھا۔ یہ ایک تکوینی اور تقدیری امر تھا کہ دنیا میں اللہ کے نام سے کوئی بت اور کوئی باطل الٰہ کبھی موسوم نہیں ہوا۔ (معارف القرآن)

آیت نمبر (66 تا 74)

ج ث و

(ن) جَثَوًا دوزانوں بیٹھنا۔ گھٹنوں کے بل گرنا۔

جَاثٍ ج: جِثِيٌّ۔ گھٹنوں کے بل گرنے والا۔ زیر مطالعہ آیت۔ ۶۸

ح ت م

(ض) حَتْمًا مضبوط کرنا۔ واجب کرنا

حَتْمٌ قطعی۔ پکی بات۔ زیر مطالعہ آیت۔ ۷۱

ترجمہ:

وَيَقُوْلُ	الْاِنْسَانُ	ءَ	اِذَا مَا	مِتُّ	لَسَوْفَ	اُخْرَجُ
اور کہتا ہے	انسان	کیا	جب کبھی	میں مرجاؤں گا	تو عنقریب (پھر)	میں نکالا جاؤں گا

حَيًّا ﴿٦٦﴾	اَوَ	لَا يَذْكُرُ	الْاِنْسَانُ	اَنَّا	خَلَقْنٰهُ	1214 مِنْ قَبْلُ
زندہ ہوتے ہوئے	تو کیا	یاد نہیں کرتا	انسان	کہ	ہم نے پیدا کیا اس کو	اس سے پہلے

وَ	لَمْ يَكُ	شَيْـًٔا ﴿٦٧﴾	فَوَرَبِّكَ	لَنَحْشُرَنَّهُمْ
اس حال میں کہ	وہ نہیں تھا	کوئی چیز	تو آپ کے رب کی قسم	ہم لازماً اکٹھا کریں گے ان کو

وَالشَّيٰطِيْنَ	ثُمَّ	لَنُحْضِرَنَّهُمْ	حَوْلَ جَهَنَّمَ	جِثِيًّا ﴿٦٨﴾
اور شیطانوں کو	پھر	ہم لازماً حاضر کریں گے ان کو	جہنم کے گرد	گھٹنوں کے بل گرے ہوئے

ثُمَّ	لَنَنْزِعَنَّ	مِنْ كُلِّ شِيْعَةٍ	اَيُّهُمْ	اَشَدُّ
پھر	ہم لازماً کھینچ نکالیں گے	ہر فرقے سے	جونسا ان میں سے	سخت رکھتا تھا

عَلَى الرَّحْمٰنِ	عِتِيًّا ﴿٦٩﴾	ثُمَّ	لَنَحْنُ	اَعْلَمُ
رحمن سے	اکڑ سے	پھر	یقیناً ہم ہی	زیادہ جاننے والے ہیں

بِالَّذِيْنَ	هُمْ	اَوْلٰى	بِهَا	صِلِيًّا ﴿٧٠﴾
ان کو جو (کہ)	وہ لوگ ہی	زیادہ حقدار ہیں	اس (جہنم) کے	بلحاظ تپش جھیلنے کے

وَاِنْ	مِّنْكُمْ	اِلَّا	وَارِدُهَا	كَانَ
اور نہیں ہے	تم میں سے (کوئی)	جو (مگر)	نہ پہنچے گا اس پر	یہ ہے

عَلٰى رَبِّكَ	حَتْمًا مَّقْضِيًّا ﴿٧١﴾	ثُمَّ	نُنَجِّي	الَّذِيْنَ	اتَّقَوْا
آپ کے رب پر	فیصلہ کی ہوئی پکی بات	پھر	ہم بچالیں گے	ان کو جنہوں نے	تقویٰ اختیار کیا

وَّنَذَرُ	الظّٰلِمِيْنَ	فِيْهَا	جِثِيًّا ﴿٧٢﴾	وَاِذَا	تُتْلٰى عَلَيْهِمْ
اور ہم چھوڑ دیں گے	ظالموں کو	اس میں	گھٹنوں کے بل گرے ہوئے	اور جب	پڑھ کر سنائی جاتی ہیں ان کو

اٰيٰتُنَا	بَيِّنٰتٍ	قَالَ	الَّذِيْنَ	كَفَرُوْا	لِلَّذِيْنَ	اٰمَنُوْٓا
ہماری آیتیں	واضح ہوتے ہوئے	تو کہتے ہیں	وہ لوگ جنہوں نے	انکار کیا	ان سے جو	ایمان لائے

اَيُّ الْفَرِيْقَيْنِ	خَيْرٌ	مَّقَامًا	وَّاَحْسَنُ	نَدِيًّا ﴿٧٣﴾	وَكَمْ اَهْلَكْنَا
دونوں فرقوں میں سے کون	بہتر ہے	بلحاظ مقام ومرتبہ کے	اور زیادہ اچھا ہے	بلحاظ مجلس کے	اور کتنی ہی ہم نے ہلاک کیں

قَبْلَهُمْ	مِّنْ قَرْنٍ	هُمْ	اَحْسَنُ	اَثَاثًا	وَّرِءْيًا ﴿٧٤﴾
ان سے پہلے	قومیں	وہ لوگ	زیادہ اچھے تھے	بلحاظ ساز وسامان کے	اور بلحاظ ظاہری دکھاوے کے

نوٹ۔1

(آیت۔۷۱) میں وارد ہونے کے معنی بعض روایات میں داخل ہونے کے بیان کئے گئے ہیں۔مگر ان میں سے کسی کی بھی سند نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک قابل اعتماد ذرائع سے نہیں پہنچی۔اور پھر یہ بات قرآن مجید اور ان ک ء یر التعداد احادیث کے بھی خلاف ہے جن میں

مومنین صالحین کے دوزخ میں جانے کی قطعی نفی کی گئی ہے۔ مزید برآں لغت میں بھی ورود کے معنی دخول کے نہیں ہیں۔ اس لئے اس آیت کا صحیح مطلب یہ ہے کہ جہنم پر سے گزر تو سب کا ہوگا مگر، جیسا کہ آگے والی آیت بتا رہی ہے، پرہیز گار لوگ اس سے بچا لئے جائیں گے اور ظالم اس میں جھونک دیئے جائیں گے۔ (تفہیم القرآن)

حضور ﷺ فرماتے ہیں اس دن بہت سے مرد عورت اس پر سے (یعنی پل صراط سے) پھسل پڑھیں گے۔ اس کے دونوں کنارے فرشتوں کی صف بندی ہوگی جو اللہ تعالیٰ سے سلامتی کی دعائیں کررہے ہوں گے۔ یہ تو اللہ کی ایک قسم ہے جو پوری ہو کر رہے گی۔ پل صراط جانے کے بعد پرہیز گار تو پار ہو جائیں گے۔ ہاں کافر و گنہگار اپنے اپنے اعمال کے مطابق جہنم میں گرتے جائیں گے۔ مومن بھی اپنے اپنے اعمال کے مطابق نجات پائیں گے۔ جیسے عمل ہوں گے اتنی دیر وہاں لگ جائے گی۔ پھر یہ نجات یافتہ اپنے دوسرے مسلمان بھائیوں کی سفارش کریں گے۔ ملائکہ شفاعت کریں گے اور نبیاء بھی۔ ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ پل صراط سے سب کو گزرنا ہوگا یہی آگ کے پاس کھڑا ہونا ہے۔ (یعنی آگ پر وارد ہونا ہے) (ابن کثیر)

نوٹ۔2

دوسرے مذاہب میں سے آتش پرستوں یعنی پارسی لوگوں کے ہاں بھی پل صراط کا تصور پایا جاتا ہے۔ ان کی نمازیں بھی پانچ ہیں اور ان کی نمازوں کے اوقات بھی ہم سے ملتے جلتے ہیں۔ کسی کے انتقال کے بعد وہ لوگ بھی چالیسواں کرتے ہیں۔ (شاید یہ بھی اس طرح کی خانہ ساز اور من گھڑت رسم ہے جیسے مسلمانوں کے ہاں ہے۔ کچھ نہیں کہا جا سکتا کہ موجد کون اور نقال کون ہے) ایک پارسی دوکاندار سے اس کے مذہب کے متعلق کچھ باتیں پوچھیں تو اس نے کہا کہ ہم بس اتنا جانتے ہیں کہ ہم پارسی ہیں۔ ہمارے مذہب کے بارے میں ہمارے عالم سے پوچھو۔ آج مسلمان میں بھی اکثر کا یہ ہی حال ہے۔ ان کو بس اتنا پتہ ہے کہ وہ مسلمان ہیں۔ اسلام میں کیا ہے کیا نہیں ہے یہ مولوی سے پوچھو۔ دوسری بات یہ ہے کہ آخرت میں تو پل صراط سے گزرنا ہی ہے لیکن اس سے پہلے اس دنیا میں بھی ہم پل صراط ہی سے گزر رہے ہیں، یہاں شریعت پر عمل کرنا پل صراط سے گزرنے کے برابر ہے۔ خاص طور پر ماں اور بیوی کے حقوق میں توازن برقرار رکھنے کا مسئلہ بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہے۔ (حافظ احمد یار صاحب مرحوم)

آیت نمبر (75 تا 82)

ض د د

(ن)

ضَدًّا جھگڑے میں غالب آنا۔

ضِدٌّ مخالف۔ دشمن۔ زیر مطالعہ آیت۔ ۸۲

ترکیب

(آیت۔۷۵) فَلْيَمْدُدْ فعل امر غائب ہے اور اس کا فاعل اَلرَّحْمٰنُ ہے اس لئے حالت رفع میں ہے۔ رَاَوْا کا مفعول مَا ہے اور محلاً حالت نصب میں ہے۔ اس کا بدل ہونے کی وجہ سے اَلْعَذَابَ اور اَلسَّاعَةَ حالت نصب میں آئے ہیں۔ يُوْعَدُوْنَ کے دو امکان ہیں۔ اگر اس کا مصدر وَعْدٌ مانا جائے تو ترجمہ ہوگا۔ جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے اور اگر مصدر وَعِيْدٌ ہو تو ترجمہ ہوگا ''جس سے انکو ڈرایا جاتا ہے۔'' اور دونوں صورتوں میں ثلاثی مجرد ہی ہوگا یا اگر اس کو ثلاثی مجرد کا مضارع مجہول مانیں تو ترجمہ ہوگا ''جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے۔'' اور اگر باب افعال کا مضارع مجہول مانیں تو ترجمہ ہوگا ''جس سے ان کو ڈرایا جاتا ہے۔'' دونوں ترجمے درست مانیں جائیں گے۔

ترجمہ:

1214

قُلۡ	مَنۡ	كَانَ	فِي الضَّلٰلَةِ	فَلۡيَمۡدُدۡ	لَهُ	الرَّحۡمٰنُ	مَدًّا ۚ
آپؐ کہیے	وہ جو	ہے	گمراہی میں	تو چاہیے کہ مہلت دے	اس کو	رحمٰن	جیسے مہلت دیتے ہیں

حَتّٰٓى	اِذَا	رَاَوۡا	مَا	يُوۡعَدُوۡنَ	اِمَّا	الۡعَذَابَ
یہاں تک کہ	جب	وہ لوگ دیکھیں	اس کو جو	ان سے وعدہ کیا جاتا ہے	خواہ	عذاب کو

وَاِمَّا السَّاعَةَ ؕ	فَسَيَعۡلَمُوۡنَ	مَنۡ	هُوَ	شَرٌّ	مَّكَانًا
اور یا قیامت کو	پھر وہ لوگ جان لیں گے	کون ہے (کہ)	وہ ہی	برا ہے	بلحاظ جگہ کے

وَّاَضۡعَفُ	جُنۡدًا ۝٧٥	وَيَزِيۡدُ	اللّٰهُ	الَّذِيۡنَ	اهۡتَدَوۡا
اور زیادہ کمزور ہے	بلحاظ لاؤ لشکر کے	اور زیادہ کرتا ہے	اللہ	ان لوگوں کو جنہوں نے	ہدایت پائی

هُدًى ؕ	وَالۡبٰقِيٰتُ	الصّٰلِحٰتُ	خَيۡرٌ	عِنۡدَ رَبِّكَ	ثَوَابًا
بلحاظ ہدایت کے	اور باقی رہنے والی	نیکیاں	بہتر ہیں	آپؐ کے رب کے نزدیک	بلحاظ بدلے کے

وَّخَيۡرٌ	مَّرَدًّا ۝٧٦	اَفَرَءَيۡتَ	الَّذِيۡ	كَفَرَ	بِاٰيٰتِنَا
اور بہتر ہیں	بلحاظ لوٹانے کے	تو کیا آپؐ نے دیکھا	اس کو جس نے	انکار کیا	ہماری نشانیوں کا

وَقَالَ	لَاُوۡتَيَنَّ	مَالًا	وَّوَلَدًا ۝٧٧	اَطَّلَعَ	الۡغَيۡبَ	اَمِ
اور کہا	مجھ کو لازماً دیا جائے گا	مال	اور اولاد	کیا وہ آگاہ ہوا	غیب سے	یا

اتَّخَذَ	عِنۡدَ الرَّحۡمٰنِ	عَهۡدًا ۝٧٨	كَلَّا ؕ	سَنَكۡتُبُ	مَا	يَقُوۡلُ
اس نے لیا	رحمن سے	کوئی عہد	ہرگز نہیں	ہم لکھ لیں گے	اس کو جو	وہ کہتا ہے

وَنَمُدُّ	لَهٗ	مِنَ الۡعَذَابِ	مَدًّا ۝٧٩	وَّنَرِثُهٗ
اور ہم دراز کریں گے	اس کے لئے	عذاب کو	جیسے دراز کرتے ہیں	اور ہم وارث ہوں گے اس کے

مَا	يَقُوۡلُ	وَيَاۡتِيۡنَا	فَرۡدًا ۝٨٠	وَاتَّخَذُوۡا
اس چیز میں جو	وہ کہتا ہے	اور وہ آئے گا ہمارے پاس	تنہا ہوتے ہوئے	اور انہوں نے بنائے

مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ	اٰلِهَةً	لِّيَكُوۡنُوۡا	لَهُمۡ	عِزًّا ۝٨١	كَلَّا ؕ	سَيَكۡفُرُوۡنَ
اللہ کے علاوہ	کچھ معبود	تاکہ وہ ہو جائیں	ان کے لئے	ایک پناہ	ہرگز نہیں	وہ (معبود) انکار کریں گے

بِعِبَادَتِهِمۡ	وَيَكُوۡنُوۡنَ	عَلَيۡهِمۡ	ضِدًّا ۝٨٢
ان کی عبادت کا	اور وہ ہو جائیں گے	ان کے	مخالف

1214

آیت نمبر (83 تا 92)

ء د د

(ض۔ن) اَدًّا بھاری اور دشوار ہونا۔

اِدٌّ ہولناک۔ بھاری۔ زیر مطالعہ آیت۔ ۸۹

ہ د د

(ض) ھَدًّا کسی چیز کا آواز کے ساتھ گرنا۔ دھڑام سے گرنا۔ زیر مطالعہ آیت۔ ۹۰

ء ز ز

(ن) اَزًّا (۱) ہانڈی کا جوش میں آنا۔ اُبلنا۔ (لازم)۔ (۲) ہانڈی کو جوش میں لانا۔ اُبالنا۔ (متعدی) پھر کسی کو کسی کام پر ابھارنے، اُکسانے کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ زیر مطالعہ آیت۔ ۸۳۔

ترجمہ:

اَ	لَمْ تَرَ	اَنَّآ	اَرْسَلْنَا	الشَّيٰطِيْنَ	عَلَى الْكٰفِرِيْنَ	تَؤُزُّهُمْ
کی	آپؐ نے غور نہیں کیا	کہ ہم نے ہی	بھیجا	شیطان کو	کافروں پر	وہ اکساتے ہیں ان کو

اَزًّا ﴿۸۳﴾	فَلَا تَعْجَلْ	عَلَيْهِمْ ؕ	اِنَّمَا نَعُدُّ
جیسے اکسانے کا حق ہے	تو آپؐ جلدی مت کریں	ان پر (عذاب کی)	ہم تو بس گنتی (پوری) کرتے ہیں

لَهُمْ	عَدًّا ﴿۸۴﴾	يَوْمَ	نَحْشُرُ	الْمُتَّقِيْنَ
ان کے لئے	جیسے گنتی کرتے ہیں	(اس دن کے لئے) جس دن	ہم اکٹھا کریں گے	متقی لوگوں کو
اِلَى الرَّحْمٰنِ	وَفْدًا ﴿۸۵﴾	وَّنَسُوْقُ	الْمُجْرِمِيْنَ	اِلٰى جَهَنَّمَ
رحمٰن کی طرف	ایک وفد کے طور پر	اور ہم ہانکیں گے	مجرموں کو	جہنم کی طرف

وِرْدًا ﴿۸۶﴾	لَا يَمْلِكُوْنَ	الشَّفَاعَةَ	اِلَّا	مَنِ	اتَّخَذَ
پیاسے ہوتے ہوئے	اختیار نہیں رکھتے لوگ	شفاعت کا	مگر	وہ جس نے	لیا

عِنْدَ الرَّحْمٰنِ	عَهْدًا ﴿۸۷﴾	وَقَالُوا	اتَّخَذَ	الرَّحْمٰنُ	وَلَدًا ﴿۸۸﴾	لَقَدْ جِئْتُمْ
رحمٰن سے	کوئی عہد	اور لوگوں نے کہا	بنائی	رحمٰن نے	کوئی اولاد	یقیناً تم لوگ آئے ہو

شَيْئًا اِدًّا ﴿۸۹﴾	تَكَادُ	السَّمٰوٰتُ	يَتَفَطَّرْنَ	مِنْهُ	وَتَنْشَقُّ
ایک ہولناک چیز کے پاس	قریب ہے کہ	آسمان	پھٹ پڑیں	اس سے	اور پھٹ جائے

الْاَرْضُ	وَتَخِرُّ	الْجِبَالُ	هَدًّا ﴿۹۰﴾	اَنْ	دَعَوْا	لِلرَّحْمٰنِ
زمین	اور گر جائیں	پہاڑ	دھڑام سے	(بسبب اس کے) کہ	لوگوں نے دعویٰ کیا	رحمٰن کے لئے

وَلَدًا ﴿۹۱﴾	وَمَا يَنْۢبَغِيْ	لِلرَّحْمٰنِ	اَنْ	يَّتَّخِذَ	وَلَدًا ﴿۹۲﴾
کسی اولاد کا	اور شایانِ شان نہیں ہوتا	رحمٰن کے لئے	کہ	وہ بنائے	کوئی اولاد

نوٹ۔1

(آیت۔۸۷) کے دو معانی ہو سکتے ہیں اور آیت کے الفاظ ایسے ہیں جو دونوں معانی پر یکساں روشنی ڈالتے ہیں۔ ایک یہ کہ سفارش اسی کے حق میں ہو سکے گی جس نے رحمٰن سے پروانہ حاصل کر لیا ہو یعنی دنیا میں ایمان لا کر اور خدا سے کچھ تعلق جوڑ کر اپنے آپ کو عفور درگزر کا مستحق بنا لیا ہو۔ دوسرے یہ کہ سفارش وہی کر سکے گا جس کو پروانہ ملا ہو یعنی لوگوں نے جن جن کو اپنا شفیع اور سفارشی سمجھ لیا ہے وہ سفارش کرنے کے مجاز نہ ہوں گے بلکہ خدا خود جس کو اجازت دے گا وہی شفاعت کے لئے زبان کھول سکے گا۔ (تفہیم القرآن)

آیت نمبر (93تا98)

ر ک ز

(ض۔ن) رَکَزَ : رگ کا پھڑکنا۔ حرکت کرنا۔

رِکْزٌ : دھیمی آواز۔ آہٹ۔ زیر مطالعہ آیت۔۹۸۔

ترجمہ:

اِنْ	كُلُّ مَنْ	فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ	اِلَّآ	اٰتِي الرَّحْمٰنِ
جتنے	جو کوئی بھی	زمین اور آسمانوں میں ہیں	مگر (یہ کہ)	وہ سب آتے ہیں رحمٰن کے پاس
عَبْدًا ﴿۹۳﴾	لَقَدْ اَحْصٰىهُمْ	وَعَدَّ	هُمْ	عَدًّا ﴿۹۴﴾
بندہ ہوتے ہوئے	بیشک اس نے شمار پورا کیا ہے ان کا	اور اس نے گنتی کی	ان کی	جیسے گنتی کرتے ہیں
وَكُلُّهُمْ	اٰتِيْهِ	يَوْمَ الْقِيٰمَةِ	فَرْدًا ﴿۹۵﴾	اِنَّ
اور ان کے سب	اس کے پاس آنے والے ہیں	قیامت کے دن	تنہا	بیشک
الَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا			
وہ لوگ جو	ایمان لائے			
وَعَمِلُوا	الصّٰلِحٰتِ	سَيَجْعَلُ	لَهُمُ	الرَّحْمٰنُ
اور انہوں نے عمل کئے	نیکیوں کے	عنقریب بنا دے گا	ان کے لئے	رحمٰن
وُدًّا ﴿۹۶﴾	فَاِنَّمَا			
محبت	تو کچھ نہیں سوائے اس کے کہ			
يَسَّرْنٰهُ	بِلِسَانِكَ	لِتُبَشِّرَ	بِهِ	الْمُتَّقِيْنَ
ہم نے آسان کیا اس (قرآن) کو	آپؐ کی زبان میں	تاکہ آپؐ بشارت دیں	اس سے	متقی لوگوں کو
وَتُنْذِرَ	بِهٖ	قَوْمًا لُّدًّا ﴿۹۷﴾	وَكَمْ اَهْلَكْنَا	
اور تاکہ آپ خبردار کریں	اس سے	ایک انتہائی ہٹ دھرم قوم کو	اور کتنی ہی ہم نے ہلاک کیں	
قَبْلَهُمْ	مِّنْ قَرْنٍ	هَلْ	تُحِسُّ	مِنْهُمْ
ان سے پہلے	قومیں	(تو) کیا	آپؐ محسوس کرتے ہیں	ان میں سے
مِّنْ اَحَدٍ				
کسی ایک کو بھی				
اَوْ	تَسْمَعُ	لَهُمْ	رِكْزًا ﴿۹۸﴾	
یا	آپؐ سنتے ہیں	ان کی	کوئی بھنک	

نوٹ۔1

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جب کسی بندے کو پسند فرماتے ہیں تو جبرائیلؑ سے کہتے ہیں کہ میں فلاں آدمی سے محبت کرتا ہوں تم بھی اس سے محبت کرو۔ جبرائیلؑ سارے آسمانوں میں اس کی منادی کرتے ہیں اور سب آسمان والے اس سے محبت کرنے لگتے ہیں۔ پھر یہ محبت زمین پر نازل ہوتی ہے۔ (یعنی زمین والے بھی اس سے محبت کرنے لگتے ہیں) پھر آپؐ نے فرمایا کہ قرآن مجید کی یہ آیت اس پر شاہد ہے اور زیر مطالعہ آیت۔۹۶ کی تلاوت فرمائی۔ (معارف القرآن)

1253

1214

انڈیکس برائے لغت (حصہ چہارم)

6

مادہ	آیت نمبر
ء	
1۔ ء ث ث	16/النحل:80
2۔ ء د د	19/مریم:89
3۔ ء ز ز	19/مریم:83
4۔ ء س س	9/التوبہ:108
5۔ ء ف ف	17/بنی اسرائیل:23
6۔ ء ل ل	9/التوبہ:8
7۔ ء م ل	15/الحجر:3
8۔ ء و ھ	9/التوبہ:114
9۔ ء ی ك	15/الحجر:78
ب	
1۔ ب خ ع	18/الکھف:6
2۔ ب د ن	10/یونس:92
3۔ ب ذ ر	17/بنی اسرائیل:26
4۔ ب ر ح	12/یوسف:80
5۔ ب ض ع	12/یوسف:19
6۔ ب ط ر	8/الانفال:47
7۔ ب ع ر	12/یوسف:65
8۔ ب غ ل	16/النحل:8
9۔ ب ك ی	9/التوبہ:82
10۔ ب ل ع	44/الدخان:11
11۔ ب ن ن	8/الانفال:12
12۔ ب و ر	14/ابراھیم:28
13۔ ب و ل	12/یوسف:50
14۔ ب ی د	18/الکھف:35
ت	
1۔ ت ء ر	17/بنی اسرائیل:69
2۔ ت ب ب	11/ھود:101

مادہ	آیت نمبر
3۔ ت ر ف	11/ھود:116
4۔ ت ن ر	11/ھود:40
ث	
1۔ ث ب ر	17/بنی اسرائیل:102
2۔ ث ب ط	9/التوبہ:46
3۔ ث خ ن	8/الانفال:67
4۔ ث ر ب	12/یوسف:92
ج	
1۔ ج ء ر	16/النحل:53
2۔ ج ب ب	12/یوسف:10
3۔ ج ب ھ	9/التوبہ:35
4۔ ج ث ث	14/ابراھیم:26
5۔ ج ث و	19/مریم:68
6۔ ج د د	17/بنی اسرائیل:49
7۔ ج د ر	9/التوبہ:97
8۔ ج ذ ذ	11/ھود:108
9۔ ج ذ ع	19/مریم:23
10۔ ج ر ز	18/الکھف:8
11۔ ج ر ع	14/ابراھیم:17
12۔ ج ر ف	9/التوبہ:109
13۔ ج ز ع	14/ابراھیم:21
14۔ ج ف ء	13/الرعد:17
15۔ ج ل ب	17/بنی اسرائیل:64
16۔ ج م ح	9/التوبہ:57
17۔ ج ن ی	19/مریم:25
18۔ ج ھ ز	12/یوسف:59
19۔ ج و د	11/ھود:44
20۔ ج و س	17/الاسراء:5

مادہ	آیت نمبر
ح	
1۔ ح ت م	19/مریم:71
2۔ ح ص ب	17/الاسراء:68
3۔ ح ص ح ص	12/یوسف:51
4۔ ح ص ی	14/ابراھیم:34
5۔ ح ظ ر	17/الاسراء:20
6۔ ح ف د	16/النحل:72
7۔ ح ف ف	18/الکھف:32
8۔ ح ق ب	18/الکھف:60
9۔ ح م ء	15/الحجر:26
10۔ ح ن ذ	11/ھود:69
11۔ ح ن ك	17/الاسراء:62
12۔ ح ن ن	19/مریم:13
13۔ ح و ج	12/یوسف:68
14۔ ح و ز	8/الانفال:16
خ	
1۔ خ ب ت	11/ھود:23
2۔ خ ز ن	15/الحجر:21
3۔ خ س ف	16/النحل:45
4۔ خ ف ت	17/الاسراء:110
5۔ خ ف ض	15/الحجر:88
د	
1۔ د ح ض	18/الکھف:56
2۔ د خ ر	16/النحل:48
3۔ د س س	16/النحل:59
4۔ د ف ء	16/النحل:5
5۔ د ل ك	17/الاسراء:78

مادہ	آیت نمبر
6۔ د و م	13/الرعد:35

ذ

مادہ	آیت نمبر
1۔ ذ ر ع	11/ہود:77
2۔ ذ ر و	18/الکہف:45
3۔ ذ ق ن	17/الاسراء:107
4۔ ذ م م	9/التوبہ:8

ر

مادہ	آیت نمبر
1۔ ر ت ع	12/یوسف:12
2۔ ر ح ب	9/التوبہ:25
3۔ ر ح ل	12/یوسف:62
4۔ ر د ف	8/الانفال:9
5۔ ر د م	18/الکہف:95
6۔ ر د ل	11/ہود:27
7۔ ر ص د	9/التوبہ:5
8۔ ر ف ت	17/الاسراء:49
9۔ ر ف د	11/ہود:99
10۔ ر ق د	18/الکہف:18
11۔ ر ق م	18/الکہف:9
12۔ ر ق ی	17/الاسراء:93
13۔ ر ك ز	19/مریم:98
14۔ ر ك م	8/الانفال:37
15۔ ر ك ن	11/ہود:80
16۔ ر م د	14/ابراہیم:18
17۔ ر ھ ط	11/ہود:91
18۔ ر ھ ق	10/یونس:26

مادہ	آیت نمبر
19۔ ر و ع	11/ہود:74

ز

مادہ	آیت نمبر
1۔ ز ب د	13/الرعد:17
2۔ ز ج و	12/یوسف:88
3۔ ز ح ف	8/الانفال:15
4۔ ز ر ی	11/ہود:31
5۔ ز ف ر	11/ہود:106
6۔ ز ل ف	11/ہود:114
7۔ ز ل ق	18/الکہف:40
8۔ ز ن ی	17/الاسراء:32
9۔ ز ھ د	12/یوسف:20
10۔ ز ھ ق	9/التوبہ:55
11۔ ز و ر	18/الکہف:17
12۔ ز و ل	14/ابراہیم:44

س

مادہ	آیت نمبر
1۔ س ت ر	17/الاسراء:45
2۔ س ج ل	11/ہود:82
3۔ س ج ن	12/یوسف:25
4۔ س ر ب	13/الرعد:10
5۔ س ر ب ل	14/ابراہیم:50
6۔ س ر ی	11/ہود:81
7۔ س ع د	11/ہود:101

6

مادہ	آیت نمبر
8۔ س ق ف	16/النحل:26
9۔ س ل ك	15/الحجر:12
10۔ س م ن	12/یوسف:43
11۔ س و غ	14/ابراہیم:17
12۔ س و ل	12/یوسف:18
13۔ س ی ح	9/التوبہ:2
14۔ س ی ل	13/الرعد:17

ش

مادہ	آیت نمبر
1۔ ش ء ن	10/یونس:61
2۔ ش خ ص	14/ابراہیم:42
3۔ ش ر د	8/الانفال:57
4۔ ش ط ط	18/الکہف:14
5۔ ش ع ل	19/مریم:4
6۔ ش غ ف	12/یوسف:30
7۔ ش ف ق	18/الکہف:49
8۔ ش ف ی	9/التوبہ:14
9۔ ش ق و	11/ہود:105
10۔ ش ك ل	17/الاسراء:84
11۔ ش ك و	12/یوسف:86
12۔ ش ھ ب	15/الحجر:18
13۔ ش و ك	8/الانفال:7
14۔ ش و ی	18/الکہف:29
15۔ ش ی ب	19/مریم:4
16۔ ش ی خ	11/ہود:72

ص

مادہ	آیت نمبر
1۔ ص ب و	12/ یوسف:33
2۔ ص خ ر	18/ الکہف:63
3۔ ص د ع	15/ الحجر:94
4۔ ص د و	8/ الانفال:35
5۔ ص ر خ	14/ ابراہیم:22
6۔ ص ف د	14/ ابراہیم:49
7۔ ص ف ف	18/ الکہف:48
8۔ ص ل ل	15/ الحجر:26
9۔ ص ن و	13/ الرعد:4
10۔ ص و ت	17/ بنی اسرائیل:64
11۔ ص و ع	12/ یوسف:72
12۔ ص و ف	16/ النحل:80
13۔ ص ی ح	11/ ھود:67

ض

1۔ ض ح ک	11/ ھود:71
2۔ ض غ ث	12/ یوسف:44
3۔ ض ھ ی	9/ التوبہ:30
4۔ ض ی ف	11/ ھود:78

ط

1۔ ط ر ح	12/ یوسف:9
2۔ ط ر و	16/ النحل:14

ظ

1۔ ظ ع ن	16/ النحل:80
2۔ ظ م ء	9/ التوبہ:120

ع

مادہ	آیت نمبر
1۔ ع ت ب	16/ النحل:84
2۔ ع ج ف	12/ یوسف:43
3۔ ع ج م	16/ النحل:103
4۔ ع د ن	9/ التوبہ:72
5۔ ع ر ب	9/ التوبہ:90
6۔ ع ر ج	15/ الحجر:14
7۔ ع ز ب	10/ یونس:61
8۔ ع ص ب	11/ ھود:77
9۔ ع ص ف	10/ یونس:22
10۔ ع ض د	18/ الکہف:51
11۔ ع ض و	15/ الحجر:91
12۔ ع ط و	9/ التوبہ:29
13۔ ع ن د	11/ ھود:59
14۔ ع ن ق	8/ الانفال:12
15۔ ع ی ب	18/ الکہف:79
16۔ ع ی ر	12/ یوسف:70
17۔ ع ی ل	9/ التوبہ:28

غ

1۔ غ د ر	18/ الکہف:47
2۔ غ ر م	9/ التوبہ:60
3۔ غ ز ل	16/ النحل:92
4۔ غ س ق	17/ بنی اسرائیل:78
5۔ غ ص ب	18/ الکہف:79
6۔ غ ط و	18/ الکہف:101

6

مادہ	آیت نمبر
7۔ غ ل ق	12/ یوسف:23
8۔ غ ل م	18/ الکہف:74
9۔ غ و ث	8/ الانفال:9
10۔ غ و ر	9/ التوبہ:40
11۔ غ ی ث	12/ یوسف:49
12۔ غ ی ظ	11/ ھود:44

ف

1۔ ف ت ء	12/ یوسف:85
2۔ ف ج و	18/ الکہف:17
3۔ ف ر ت	16/ النحل:66
4۔ ف ر ر	18/ الکہف:18
5۔ ف ر ع	14/ ابراہیم:24
6۔ ف ز ز	17/ بنی اسرائیل:64
7۔ ف ض ح	15/ الحجر:68
8۔ ف ق د	12/ یوسف:71
9۔ ف ن د	12/ یوسف:94

ق

1۔ ق ب ر	9/ التوبہ:84
2۔ ق د د	12/ یوسف:25
3۔ ق ص ف	15/ الحجر:55
4۔ ق ص و	8/ الانفال:42
5۔ ق ض ض	18/ الکہف:77
6۔ ق ط ر	14/ ابراہیم:50
7۔ ق ل ع	11/ ھود:44
8۔ ق ن ط	15/ الحجر:55

مادہ	آیت نمبر
9۔ ق ن ع	14/ ابراہیم:43

ک

مادہ	آیت نمبر
1۔ ک ر م	12/ یوسف:21
2۔ ک س د	9/ التوبہ:24
3۔ ک س ف	17/ بنی اسرائیل:92
4۔ ک ھ ف	18/ الکھف:9
5۔ ک ن ز	9/ التوبہ:34
6۔ ک و ی	9/ التوبہ:35

ل

مادہ	آیت نمبر
1۔ ل ج ء	9/ التوبہ:57
2۔ ل ز م	11/ ھود:28
3۔ ل ف ت	10/ یونس:78
4۔ ل ف ف	17/ الاسراء:104
5۔ ل ق ح	15/ الحجر:22
6۔ ل ق ط	12/ یوسف:10
7۔ ل م ح	16/ النحل:77
8۔ ل م ز	9/ التوبہ:58

م

مادہ	آیت نمبر
1۔ م ح ل	13/ الرعد:13
2۔ م ح و	13/ الرعد:39
3۔ م خ ر	16/ النحل:14
4۔ م خ ض	19/ مریم:23
5۔ م ر ح	17/ بنی اسرائیل:37
6۔ م ض ی	8/ الانفال:38
7۔ م ك ث	13/ الرعد:17

مادہ	آیت نمبر
8۔ م ك و	8/ الانفال:35
9۔ م ھ ل	18/ الکھف:29
10۔ م و ج	10/ یونس:22
11۔ م ی ر	12/ یوسف:65

ن

مادہ	آیت نمبر
1۔ ن ب ع	17/ بنی اسرائیل:90
2۔ ن ز غ	7/ الاعراف:200
3۔ ن س ء	9/ التوبہ:37
4۔ ن ش ر	17/ بنی اسرائیل:13
5۔ ن ض د	11/ ھود:82
6۔ ن ط ف	16/ النحل:4
7۔ ن غ ض	17/ بنی اسرائیل:51
8۔ ن ف د	16/ النحل:96
9۔ ن ف ل	8/ الانفال:1
10۔ ن ك ص	8/ الانفال:84
11۔ ن و ب	11/ ھود:75

و

مادہ	آیت نمبر
1۔ و ء ل	18/ الکھف:58
2۔ و ب ر	16/ النحل:80
3۔ و ب ق	18/ الکھف:52
4۔ و ج س	11/ ھود:70
5۔ و ج ل	8/ الانفال:2
6۔ و ر د	11/ ھود:98
7۔ و س م	15/ الحجر:75

6

مادہ	آیت نمبر
8۔ و ص ب	16/ النحل:52
9۔ و ص د	18/ التوبہ:18
10۔ و ط ء	9/ التوبہ:37
11۔ و ط ن	9/ التوبہ:25
12۔ و ع ی	12/ یوسف:76
13۔ و ف ر	17/ بنی اسرائیل:63
14۔ و ك ء	12/ یوسف:31
15۔ و ك د	16/ النحل:91

ھ

مادہ	آیت نمبر
1۔ ھ ج د	17/ بنی اسرائیل:79
2۔ ھ د د	19/ مریم:90
3۔ ھ ر ع	11/ ھود:78
4۔ ھ ز ز	19/ مریم:35
5۔ ھ ش م	18/ الکھف:45
6۔ ھ ط ع	14/ ابراہیم:43
7۔ ھ و ر	9/ التوبہ:109
8۔ ھ ی ت	12/ یوسف:23

ی

مادہ	آیت نمبر
1۔ ی ق ظ	18/ الکھف:18

انڈیکس برائے قواعد و موضوعات (حصہ چہارم) 6

ا

قواعد و موضوعات	حوالہ
1۔احادیث کے متن پر تحقیق کی ضرورت	8/الانفال:11،نوٹ۔1
2۔ اخلاقی قوت	8/الانفال:65،نوٹ۔1
3۔ اسلامی اور غیر اسلامی ممالک کے مسلمانوں کا باہمی تعلق	8/الانفال:72،نوٹ۔1
4۔امت واحدہ کی مدت	10/یونس:19،نوٹ۔3
5۔اُمَّةٌ لفظ کا تیسرا مفہوم	11/ھود:8،نوٹ۔1
6۔ اتباع رسولؐ کے دعوے کا تقاضہ	12/یوسف:108،نوٹ۔2
7۔ آخرت کے وجود پر ایک دلیل	13/الرعد:3،نوٹ۔1
8۔آپؐ کا مقصد بعثت اور ذمہ داریاں	16/النحل:35،نوٹ۔1
9۔اسراف فی القتل کا مطلب	17/الاسراء:33،نوٹ۔5

ب

قواعد و موضوعات	حوالہ
1۔بدزبانی کی ممانعت	9/التوبہ:73،نوٹ۔1
2۔بنی اسرائیل میں غیر اسرائیلیوں کی شمولیت	12/یوسف:99،نوٹ۔1
3۔ بہکانے والے اور بہکنے والے دونوں مجرم ہیں	14/ابراہیم:21،نوٹ۔1
4۔بدلہ لینے کی شرط	16/النحل:126،نوٹ۔2
5۔بحث کرنے کا چسکا	18/الکھف:54،نوٹ۔1

پ

قواعد و موضوعات	حوالہ
1۔پیشنگوئی کی حقیقت	15/الحجر:18،نوٹ۔1
2۔پاکیزہ زندگی کا مطلب	16/النحل:97،نوٹ۔1
3۔پنج وقتہ نماز کے اوقات کا تعین	17/بنی اسرائیل:78،نوٹ۔1
4۔پل صراط آگ پر وارد ہونا ہے	19/مریم:71،نوٹ۔1،2

ت

قواعد و موضوعات	حوالہ
1۔تبلیغ کا ایک اہم نکتہ	10/یونس:42،نوٹ۔1
2۔توکل اور تدبیر کا توازن	12/یوسف:68،نوٹ۔1
3۔تقدیر بدلی جاسکتی ہے	13/الرعد:68،نوٹ۔1
4۔تبدیلیٔ احکام کی مثالیں	16/النحل:101،نوٹ۔1
5۔تبذیر اور اسراف کا فرق	17/بنی اسرائیل:26،نوٹ۔2

ج

قواعد و موضوعات	حوالہ
1۔جہاد کی فضیلت	9/التوبہ:19،نوٹ۔1
2۔جذباتی بلوغت	11/ھود:11،نوٹ۔2
3۔جنت میں Status کا مسئلہ	17/الاسراء:21،نوٹ۔3
4۔جادو کا اثر نبی پر	17/الاسراء:101،نوٹ۔1

ح

قواعد و موضوعات	حوالہ
1۔حج اکبر کی وضاحت	9/التوبہ:3،نوٹ۔1
2۔حصول علم دین فرض عین یا فرض کفایہ	9/التوبہ:122،نوٹ۔2
3۔حدیث کی حفاظت کا وعدہ	15/الحجر:9،نوٹ۔1
4۔حدیث کے بغیر قرآن نہیں سمجھا جاسکتا	16/النحل:44،نوٹ۔1
5۔حضرت خضر پر ایک نوٹ	18/الکھف:65،نوٹ۔1
6۔حضرت یحییٰؑ کی سوانح کا خلاصہ	19/مریم:15،نوٹ۔1
7۔حضرت عیسیٰؑ کی پیدائش	19/مریم:16تا21، نوٹ۔1تا3 19/مریم:22،نوٹ۔1 19/مریم:32،نوٹ۔1

خ

قواعد و موضوعات	حوالہ
1۔خاتم الانبیاءؐ کی پیشنگوائی اشعار جاہلیہ میں	8/الانفال:53،نوٹ۔1
2۔خچر اور گدھے کا گوشت حرام ہونے کی دلیل	16/النحل:5،نوٹ۔2
3۔خودکشی حرام ہونے کی سند	17/الاسراء:33،نوٹ۔2

قواعد وموضوعات	حوالہ

د

1۔دنیامیں عذاب کی دوصورتیں	8/الانفال:33،نوٹ۔1
2۔دولت کے دنیامیں عذاب کی صورت	9/التوبہ:55،نوٹ۔1
3۔دنیوی عذاب سے نجات	9/التوبہ:101،نوٹ۔1
4۔دعوت وتبلیغ کے اصول وآداب	16/النحل:125،نوٹ۔1

ز

1۔زکوٰۃ کے متعلق اہم نکات	9/التوبہ:60،نوٹ۔1

س

1۔سیکولرزم کی تاریخ	11/ھود:87،نوٹ۔1
2۔سورہ یوسف کے اسرائیلی روایات سے منقول نہ ہونے کے ثبوت	12/یوسف:29،نوٹ۔1

ش

1۔شرک پرایک نوٹ۔	10/یونس:35،نوٹ۔2
2۔شہد سے علاج	16/النحل:68،نوٹ۔4

ع

1۔عربی کی خصوصیت	14/ابراہیم:4،نوٹ۔2
2۔عذاب قبر کا ثبوت	16/النحل:34،نوٹ۔1
3۔علم کا اصطلاحی مفہوم	16/النحل:56،نوٹ۔1

غ

1۔غیر اسلامی رسوم کی وجہ	10/یونس:59،نوٹ۔3

ق

1۔ قتال اور جہاد کا فرق	9/التوبہ:16،نوٹ۔1
2۔قتال فرض کفایہ ہے	9/التوبہ:122،نوٹ۔1
3۔قرآن کی آخری آیات	9/التوبہ:127،نوٹ۔1
4۔قرآن میں موٹر، ہوائی جہاز کی طرف اشارہ	16/النحل:8،نوٹ۔3

قواعد وموضوعات	حوالہ
5۔قتل بالحق کی صورتیں	17/بنی اسرائیل:33،نوٹ۔3
6۔قبروں پر مساجد بنانے کی ممانعت	18/الکہف:21،نوٹ۔2

ل

1۔لوطؑ کے قول "یہ میری بیٹیاں ہیں" کا مطلب	11/ھود:78،نوٹ۔2

م

1۔مغربی تہذیب کی انتہا پسندی	8/الانفال:39،نوٹ۔1
2۔مشرکوں کے قتل عام کے حکم کی حقیقت	9/التوبہ:5،نوٹ۔2
3۔مصدر کی جمع نہیں آتی	9/التوبہ:28،ترکیب
4۔مسیلمہ کذاب کی وحی کے نمونے	10/یونس:17،نوٹ۔2
5۔مشرک کون ہے	12/یوسف:106،نوٹ۔1
6۔مقتول کے ولی کے اختیار کی وضاحت	17/بنی اسرائیل:33،نوٹ۔4
7۔مادہ پرستی کا شرک	18/الکہف:44،نوٹ۔1

ن

1۔نبی کا اصل مشن	8/الانفال:67،نوٹ۔2
2۔نبوت کی دلیل	16/النحل:9،نوٹ۔4
3۔نعمت الٰہی کے انکار کا مطلب	16/النحل:71،نوٹ۔1
4۔نماز ضائع کرنے کا مطلب	19/مریم:59،نوٹ۔1

و

1۔ولی اللہ کی حقیقت	10/یونس:62،نوٹ۔1
2۔والدین کے حقوق	17/بنی اسرائیل:23،نوٹ۔1

ی

1۔یونسؑ کا زمانہ	10/یونس:98،نوٹ۔3

قواعد وموضوعات	حوالہ

قواعد وموضوعات	حوالہ 6

6

6

6

6

6

6

6

6

6

6